Islam\New-1\Title.jpg.jpg not found.

اصلاح امت کیلئے تحفہ

الحاج حکیم سید عاجز فاطمی

دنیاء اسلام کو

دعوت فکر۔۔۔۔ ذرا سوچئے تو

اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک

رسولؐ۔۔۔۔۔۔۔۔ایک

شریعت۔۔۔۔۔۔۔۔ایک

طریقہ۔۔۔۔۔۔۔۔ایک

قبلہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک

قرآن۔۔۔۔۔۔۔۔ایک

تو پھر تفریق کیوں؟

اسلامی فرقوں کے موجد اور ذمہ دار کون ہیں؟

مکمل معلومات کیلئے شروع سے آخر تک بالترتیب پڑھیں۔ شکریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان الٰہی

لَا اِکۡرَاهَ فِی الدِّین (سورہ بقرہ آیہ ۲۵۶)

دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔

حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے

جو چاہے مومن ہو جائے، جو چاہے کفر اختیار کرے۔

(سورہ کہف آیہ ۲۹)

جو شخص جان بوجھ کر اس دنیا میں اندھا (حق سے منہ پھیرنے والا)

بنا رہا تو آخرت میں بھی اندھا اور نجات سے بھٹکا ہوا ہوگا۔

(سورہ بنی اسرائیل آیہ ۷۲)

زیر سرپرستی

حضرت قائم آل محمد علیہ السلام

وجہ تالیف

قارئین محترم! ناچیز نہ ہی کوئی مولوی ہے اور نہ ہی کسی بھی مکتب فکر کے مدرسے سے باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہے بلکہ ہر مکتب فکر کی کتب کا مطالعہ اور ان تمام مکاتب فکر کے ایک دوسرے کے بارے میں نظریات معلوم کرنے کا شوق رہا ہے اور دوران مطالعہ اسلامی بھائیوں کی ایک کتاب میں ایک حدیث شریف پڑھنے کا شرف حاصل ہوا اور اس فرمان رسولؐ کے مفہوم کی معلومات کے نتیجہ میں علم کے گہرے سمندر میں غوطہ لگا کر چند اہم موتی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا جن کی روشنی میں صراط مستقیم تک پہنچنے میں آسانی نظر آئی اور ایک خوفناک آگ سے بچنے کے لئے جس کا ایندھن انسان ہوں گے' ایسے بھیانک انجام سے بچنے کے لئے ایک سیدھے اور صاف شفاف راستے کا انتخاب کیا جس کی رہنمائی قرآن حکیم کے ذریعے سے ہوئی اور جس کے باعث اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوسکتی ہے۔ حدیث کا متن یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ میری امت کے 73 فرقے ہوں گے اور صرف ایک ناجی ہوگا۔ تو ناچیز اس بات کی تحقیق میں کہ سب فرقے امت محمدیؐ کے دعوے دار بھی ہیں۔ کلمہ بھی پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں' نمازیں بھی پڑھتے ہیں' زکواۃ بھی دیتے ہیں' حج بھی بجالاتے ہیں لیکن اس کے باوجود 72 جہنمی ہیں۔ اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے قرآن حکیم کو سامنے رکھ کر فرمان رسولؐ کی روشنی میں تقریباً تمام مکاتب فکر کی اہم کتب کا مختصراً مطالعہ کرنے کا موقع ملا اور حقیقی اسلام محمدیؐ اور خود ساختہ اسلام کا فرق جو میری ریسرچ کے مطابق حاصل ہوا' وہ جملہ مسلمان بھائیوں تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور اس امید کے پیش نظر کہ جملہ اہل اسلام قرآن حکیم کو مکمل ضابطہ حیات سمجھتے ہوئے اور قرآن حکیم کی موافق روایات کے مطابق عمل کرتے ہوئے خود ساختہ اور سازشی روایات کا تجزیہ کرتے ہوئے اس حقیقی اسلام تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں جو نعمتوں اور رحمتوں کا خزانہ ہے اور اللہ تعالیٰ اور نبی پاکؐ کی رضا حاصل کر کے خوفناک انجام سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرات محمدؐ و آل محمدؑ کے صدقے میں ہمیں وہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے دنیا و آخرت میں رحمتیں اور برکتیں نصیب ہوں۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں

☆ الحمدللہ! اس کتاب کے پہلے ایڈیشن سے تمام مکاتب فکر نے سو فیصد مثبت انداز میں شکریہ کے ساتھ استفادہ کیا جس کی وجہ سے ناچیز وسائل انتہائی محدود ہونے کے باوجود اضافے کے ساتھ اہم ترین مواد یعنی (نور اولؑ سے نور آخرؑ تک) دوسرا ایڈیشن انتہائی اختصار کے ساتھ اسلامی بھائیوں تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ امید ہے کہ مخیرّ حضرات اپنے مرحومین اور اپنی عاقبت کیلئے اس قرآنی انقلاب پر مبنی کتاب کی اشاعت کیلئے تعاون فرمائیں گے تاکہ یہ قرآنی پیغام دنیا کے کونے کونے اور گھر گھر پہنچا سکوں۔ یاد رہے اس کتاب کے مطالعہ سے لاکھوں خاندان حق کو پہچان کر صراط مستقیم پر گامزن ہو چکے ہیں اور اس کتاب کے سامنے شیطان رجیم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

☆ اس کتاب میں قرآن اور فرمان رسولؐ کی بالادستی کی خاطر دنیا اسلام کیلئے انقلابی پیغام اور اتحاد بین المسلمین کیلئے قرآنی کلیہ موجود ہے۔

☆ اس کتاب میں ادیان عالم میں سے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین کا تعارف اور اسلامی فرقوں میں سے قرآنی مذہب کا تعارف موجود ہے۔

☆ یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے (یعنی حقیقی اسلام اور اس کے اصول، قرآنی مذہب اور فروعات دین، اسلامی پردہ اور ہمارا کلچر اور میڈیا کی ذمہ داریاں) اور آخر میں زمانے کے آخری امامؑ کا تعارف قرآن و حدیث کی روشنی میں۔ اسی طرح یہ کتاب حق و باطل کے فرق کو واضح کرتی ہوئی اختتام کو پہنچی۔

☆ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر حکم کیلئے قرآنی آیات کے دلائل سے استفادہ کیا گیا ہے اور قرآنی احکامات کا انکار کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔

نوٹ : اس کتاب کے مفہوم تک پہنچنے کیلئے ضروری ہے کہ شروع سے آخر تک بالترتیب پڑھی جائے۔

دیباچہ

معزز قارئین کرام!

الحمدللہ! حقیقی اسلام اور خودساختہ دین میں حد فاصل قائم کرنے اور جملہ مسلمین جہاں کو اسلام کے حقیقی خدوخال سے آگاہ کرنے کے لئے یہ کاوش کی ہے۔ مجھ جیسے کم علم و ناچیز کے بس میں یہ نہیں تھا کہ اتنے بڑے موضوع پر کچھ مواد عامۃ الناس کے سامنے پیش کرسکوں لیکن یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی کرم اور محمدؐ و آل محمدؑ کی خصوصی مہربانیوں کا نتیجہ ہے کہ معترض حضرات کے سامنے تصویر کا حقیقی رخ پیش کردیا ہے تاکہ کچھ ارشاد فرماتے وقت وہ سوچ لیا کریں کہ باب مدینۃ العلم کے وابستگان ان سے کہیں بڑھ کر معرفت دین اسلام رکھتے ہیں اور ان کے تمام عقائد واعمال تابع و بحکم خدا اور رسولؐ کے مطابق ہیں۔

یہاں اس امر کا تذکرہ بالخصوص کرنا چاہوں گا کہ یہ پیشکش اہل فکر ونظر کے لئے قابل غور ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ کسی کے آبائی عقائد کو بے جا تنقید کا نشانہ بنائے بغیر اپنا موقف قارئین تک پہنچایا جاسکے۔ جو حضرات صحت مندانہ مباحث دینیہ میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ یقیناً ان کے لئے یہ کتابچہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ جملہ اہل اسلام اس کا مطالعہ کرسکیں یعنی ان معروضات میں اتحاد واتفاق بین المسلمین کا بھی خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔

امید ہے کہ اس کے مطالعے سے مذہب حقہ شیعہ اثنائے عشریہ پر اعتراضات کرنے والوں کو اپنی معلومات میں اضافے کے لئے بہت کچھ مل جائے گا۔

تمام مضامین بمعہ حوالہ جات درج ہیں اور جملہ حوالہ جات برادران اہلسنت کی دیگر مستند کتب کے علاوہ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں بحق محمدؐ و آل محمدؑ حقیقی اسلام کی معرفت عطا فرمائے اور ان راہبران دین کی پیروی اختیار کرنے کی توفیق دے جن کی پیروی کا حکم ہم کو رسولؐ نے دیا ہے۔ یعنی ''میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوحؑ کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا۔ جو دور ہوا ہلاک ہوا۔ (مشکوۃ شریف)

والسلام

خاکپائے در پنجتن پاک علیہم السلام

حکیم الحاج سید عاجز فاطمی

اہلسنت بھائیوں سے اپیل

اہلسنت بھائیوں سے قریبی تعلقات اور بے پناہ ہمدردیوں کے پیش نظر درخواست گزار ہوں کہ محسوس کیئے بغیر حقائق پر مبنی تاریخی اور علمی کاوش سے استفادہ کریں گے۔ میں اگر سنی بھائیوں سے تعلقات کے پیش نظر اس کتابچے میں پردہ ڈالنا بھی چاہوں تو بھی مناسب نہیں کہ تاریخ عالم چیخ چیخ کر حقائق بیان کر رہی ہے۔ اور میں نے خود عرب ممالک کے تفصیلی معلوماتی دورے کے دوران ان تاریخی مقامات کا مشاہدہ کیا ہے۔ جو نام نہاد مسلمانوں کے اہلبیت رسولؐ پر ظلم تشدد کی منہ بولتی تصاویر ہیں۔

میں تو صرف غلط فہمی دور کرنے کیلیئے حقائق کی نشاندہی کر رہا ہوں تا کہ ہم باقی دنیاوی معاملات کی طرح اسلام کے متعلق بھی جو کہ مقصد حیات ہے۔ قرآن اور سنت رسولؐ کی روشنی میں متفق ہو جائیں اور یہ چندروزہ زندگی باہمی خلوص اور پیار و محبت سے گزارنے کے ساتھ ساتھ اخروی زندگی بھی ایک ساتھ گزارنے کا اہتمام کریں۔ میری اللہ تعالیٰ کے حضور دست بستہ التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پاک اور اپنے محبوب رسولؐ کے صدقے میں ایک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

باب اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعویٰ قرآن اور فرمانِ معصومینؑ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

1): قرآن سیدھے اور واضح راستے کی ہدایت کرتا ہے۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت 8)

2): اس کتاب (قرآن) میں ہم نے کوئی چیز نظرانداز نہیں کی۔ (سورہ انعام آیت 38)

3): اللہ صاحبان ایمان کو اس میں نہیں چھوڑے گا جس میں کہ تم ہو جب تک کہ وہ خبیث اور طیب (یعنی حلال وحرام) کی پہچان نہ بتا دے کہ خبیث کیا ہے اور طیب کیا ہے۔ (سورہ آل عمران آیت 179)

4): بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ (سورہ حجر آیت 19)

5): قرآن تو یقیناً ایک عالی رتبہ کتاب ہے۔ باطل نہ تو اس کے آگے پھٹک سکتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے اور یہ کتاب خوبیوں والے دانا و حکیم اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

(سورہ فصلت آیت 41 تا 42)

فرامین معصومینؑ

(۱) نبی پاک آخرالزمانؐ فرماتے ہیں: قرآن کریم کی فضیلت دوسرے تمام کلاموں پر ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت و برتری اپنی مخلوق پر ہے۔

(۲) امام حسینؑ کا فرمان ہے: کتاب خدا چار چیزوں پر مشتمل ہے۔

(1)۔ ظاہری عبادت (عامۃ الناس کے لئے) (2)۔ اشارہ (خواص کے لئے)

(3)۔ لطائف (انبیاؑ کے لئے) (4)۔ وثائق (اولیاء کے لئے)

(۳) امام باقرؑ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے امت کی تمام ضروریات کو قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور اپنے رسولؐ کے لئے روشن کر دیا ہے اور اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے اور ہر چیز کی دلیل قرار دی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے۔

(۴) امام رضاؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ کلام الٰہی سے تجاوز نہ کرنا اور اس کے غیر سے ہدایت طلب نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔
(بحوالہ کتاب الحیوٰۃ، جلد دوم، ص 176 مکمل تفصیل کے لئے کتاب روشن حقائق کے صفحات (216,134,133) کا مطالعہ فرمائیں۔

حقیقی اسلام اور خود ساختہ اسلام کا مختصر خلاصہ

(۱) کائنات عالم میں واحد مذہب شیعہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بطور مذہب تعارف کروایا ہے جسطرح کہ اپنے پسندیدہ دین (دین اسلام) کا تعارف کروایا ہے۔

(۲) شیعہ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ قرآن کے موافق روایات پر عمل کرتے ہیں خواہ وہ کسی بھی فقہ کی کتب میں ہوں اور قرآن سے متصادم روایات کو چھوڑ دیتے ہیں خواہ کسی سازش سے شیعہ کتب میں ہی لکھ دی گئی ہوں اس لئے کہ شکوک وشبہات سے پاک صرف اور صرف قرآن حکیم ہی ہے۔ اور مکمل ضابطہ حیات بھی ہے۔

(۳) غیر شیعہ:۔قرآن سے متصادم اور خود ساختہ روایات پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن اور فرمان رسولؐ کے بجائے اپنے قیاس پر عمل کرتے ہیں جس کا ثبوت اصول دین اور فروعات دین کا مطالعہ کرنے سے ہوتا ہے۔

(۴) شیعہ نبیؐ واہلبیت نبیؐ (یعنی محمدؐ وآل محمدؐ) کے بعد ان صحابہ کرامؓ کی تقلید کرتے ہیں جن کی تعریف یہ ہے کہ جنہوں نے حضورؐ کی صحبت اختیار کی ایمان پختہ کے ساتھ اور باقی زندگی بھی ایمان پختہ کے ساتھ گذاری۔ اور مرتے وقت بھی شمع ایمان کے ساتھ دم بدم رہے یعنی حضورؐ پر ایمان لانے کے بعد پھر کبھی شک نہ کیا بلکہ بغیر چوں وچرا اطاعت رسولؐ کی نعمت سے سرفراز رہے۔

(۵) اور غیر شیعہ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ میں سے ان (۷،۸) عرب حکمرانوں کی تقلید کرتے ہیں جن کے بارے میں انہی کی حدیث تاریخ کی کتب بتاتی ہیں کہ حضورؐ کے اعلان نبوت سے وفات تک پیغام حق کے خلاف سازشوں میں مصروف عمل رہے اور حضورؐ کی حیات ظاہری میں ناکامی کے

بعد وفات رسولؐ کے فوراً بعد وصیت رسولؐ کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ (حسبنا کتاب اللہ) اور خود ساختہ اسلام کو حضورؐ سے منسوب کر کے حقیقی اسلام کو ریزہ ریزہ کر دیا جن کی سازشوں سے حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنی کے ذریعے مطلع فرمایا تھا اور سازشیوں کے عمل کو وفات رسولؐ کے بعد تاریخ نے روز روشن کی طرح بے نقاب کر دیا اسطرح قیاس اور خود ساختہ روایات کے پیروکاروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا خوب پیغام دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ: اس روز ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسولؐ کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا ہائے افسوس کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا اس نے تو ذکر کے آنے کے بعد بھی مجھے گمراہ کر دیا شیطان انسان کو گمراہ کرنے والا ہے ہی اور اس روز رسولؐ آواز دیں گے کہ اس قوم نے اس قرآن کو بھی نظر انداز کر دیا تھا اور اسی طرح ہم نے ہر نبیؑ کے لئے مجرمین میں سے کچھ دشمن قرار دیے ہیں اور ہدایت اور امداد کے لئے اللہ کافی ہے۔ (پارہ نمبر 19 سورۃ فرقان آیت 27 تا 31)

خلاصہ:

مسلمان کے ساتھ ساتھ مومن کہلوانے کے لئے یقین محکم اور عمل پختہ ہونا ضروری ہے۔ جس کی تصدیق قرآن مجید میں ارشاد رب العزت سے اس طرح ہوتی ہے کہ ''ایماندار تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور اس کے بعد کبھی بھی انہوں نے اس میں کوئی شک نہیں کیا نیز اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے رہے وہی سچے مومن ہیں۔ (پارہ 26 سورۃ الحجرات آیت 15)

شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تیرے پاس آئیں اور اللہ سے طلب مغفرت کریں اور انکے لئے رسولؐ بھی طلب مغفرت کریں تو وہ اللہ کو توبہ کا قبول کرنے والا رحیم پائیں گے۔

(پارہ 5 سورۃ نساء آیت نمبر 64)

یعنی حضورؐ کی شفاعت کے بغیر توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی انسان شیطان کی طرح کتنا ہی توحیدی دعوے کیوں نہ کرتا پھرے جب تک اللہ کے رسولؐ راضی نہیں اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید ناممکن ہے۔ یاد رہے ہر موضوع میں انتہائی اختصار سے اس لئے کام لیا گیا ہے کہ ہدایت کے متلاشیوں کے لئے ایک آیت اور ایک

فرمانِ رسولؐ کافی ہے پھر تاریخ عالم بھی تصدیق کر دے تو مان لینا چاہئیے۔ ورنہ متعصب اور متکبر لوگوں کے لئے تو پورا قرآن بھی پڑھ لینے سے منافقت کا زنگ نہیں اتر سکتا۔

عظمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

چند خصوصیات ملاحظہ ہوں تا کہ مقام رسالتؐ وخلافت کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔

1) حضور اکرمؐ لباس بشریت میں نور مجسم تھے۔

2) آپؐ نیند کی حالت میں بھی اسطرح سنتے تھے جسطرح بیداری کی حالت میں سنتے اور دیکھتے تھے۔ جیسا کہ آپؐ کا فرمان ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل دماغ جاگتا رہتا ہے۔

3) آپؐ کا جسم اطہر کا سایہ نہیں تھا سایہ بشر کا ہوتا ہے نور کا نہیں ہوتا۔

4) شدت تمازت آفتاب کے وقت آپؐ کے سر مبارک پر بادل سایہ کرتا تھا۔

5) آپؐ کے چہرہ مبارک سے رات کے وقت نور ساطع ہوتا تھا۔

6) آپؐ جہاں سے گزرتے کئی روز تک وہاں سے خوشبو مہکتی رہتی تھی۔

7) آپؐ کی آنکھیں عرش معلیٰ سے تحت الثریٰ تک اور شرق وغرب، شمال وجنوب تک سب کچھ دیکھتی تھیں۔

8) آپؐ کا دنیا میں کوئی استاد (معلم) نہیں تھا۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اور الہام قدرت کاملہ سے علم عطا فرمایا۔

9) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "کوئی ایسی خشک وتر چیز نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو اور تمام علوم قرآن میں موجود ہیں تو حضورؐ کے علم غیب کے بارے میں یہی ثبوت کافی ہے روز اوّل سے قیامت تک ہر چیز کا علم حضورؐ کو عطا کیا گیا ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیت کو قائم رکھنے کے لئے زندگی، موت اور قیامت کا وقت اور رزق کے ذرائع اپنے اختیار میں رکھے ہیں بہر حال اللہ کا فرمان ہے کہ اے رسولؐ یہ غیب کی خبریں ہم تم کو بذریعہ وحی پہنچاتے ہیں۔"

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 44)

10) حضورؐ نور تھے۔ جیسا کہ فرمان مصطفیٰ ہے کہ "اول ما خلق الله نوری "سب سے پہلے اللہ نے میرا

نور خلق فرمایا اور "قد جاءَ کم من الله نور و کتاب مبین (القرآن) کے مصداق آپ ہیں اور خلقتِ آدم سے چودہ ہزار سال پہلے آپ کا نور خلق ہوا۔ اس ثبوت کے لئے سورۃ "ص" میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کو ایک قدیم آنکھوں دیکھا واقعہ یاد دلا رہا ہے

ارشاد رب العزت ہے کہ اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے پروردگار نے کل فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک آدمی بنانے والا ہوں پھر جب میں اسے بنا چکوں اور اسمیں روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔ پس سب فرشتوں نے سجدہ کیا نہ کیا تو ابلیس نے اس نے بڑائی چاہی اور کافروں میں شمار کیا گیا۔ (سورہ ص آیت 70 تا 74)

11) حدیث قدسی میں ارشاد رب العزت ہے کہ میرے حبیب تجھے پیدا نہ کرتا تو کائنات کی کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔ (ینابیع المودہ ص 10)

12) آپ کے ساتھ جس قدر لوگ چلتے آپ کا سر مبارک سب سے اونچا ہوتا تھا اور کوئی پرندہ آپ کے سر مبارک کے اوپر سے پرواز نہ کرتا تھا۔

13) آپ جس چوپائے پر بیٹھتے وہ کبھی بوڑھا، لاغر اور بیمار نہ ہوتا اور آپ کے بدن مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔

14) آپ نرم زمین پر چلتے تو نشان قدم ختم ہو جاتا آپ کے ہاتھوں سے بوقت ضرورت شیریں پانی جاری ہوتا تھا۔ آپ کا لعاب دہن مبارک شفا بخش تھا اور آپ کا پسینہ انتہائی خوشبودار تھا۔

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(1) "اول ما خلق اللہ نوری" سب سے پہلے میرا نور خلق ہوا۔ (فرمان رسول) یعنی سب سے پہلے آدم سے بھی چودہ ہزار سال پہلے نور مصطفیٰ خلق ہوا۔ (ینابیع المودۃ ص 10 نعیم الابرار ص 29)

(2) فرمان الٰہی: اے میرے حبیب! اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو کائنات کی کوئی چیز بھی پیدا نہ کرتا۔ حدیث قدسی کتاب نعیم الابرار ص 52 ملاحظہ ہو۔ حدیث قدسی میں ہی ارشاد الٰہی ہے کہ "میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے نور مصطفیٰ کو خلق کیا۔

(3) کتاب نعیم الابرار ص 42 المجالس المرضیہ ص 172 پر فرمان رسولؐ ہے کہ ہمارا نور (یعنی محمدؐ و آلہ محمدؐ کا نور) 9 ہزار سال حجاب عقل میں رہا اور حجاب قدس میں آٹھ ہزار سال، حجاب عفت میں سات ہزار سال، حجاب توکل میں چھ ہزار سال، حجاب زہد و تقویٰ میں پانچ ہزار سال، حیاء میں چار ہزار سال، حجاب شکر میں تین ہزار سال، حجاب تواضع میں دو ہزار سال اور حجاب خلق میں ایک ہزار سال اسی لئے خلق عظیم کے مالک بنے۔ کتاب بحار الانوار جلد 7 میں صحابیءِ رسولؐ حضرت سلمان فارسیؓ راوی ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے ان سے فرمایا کہ اے سلمانؓ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے منتخب نور سے خلق کیا تو پھر مجھے پکارا تو میں نے اطاعت کی اور میرے نور سے علیؑ کے نور کو جدا کیا پھر ان کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا تو انہوں نے اطاعت کی پھر میرے اور علیؑ کے نور سے فاطمہؑ کو خلق کیا اور اسے اپنی اطاعت کی طرف بلایا تو فاطمہؑ نے اطاعت کی پھر فاطمہؑ کے نور سے حسنؑ اور حسینؑ کو خلق کیا پھر ان کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا تو انہوں نے اطاعت کی پھر اپنے اسماء میں سے ہمارے نام رکھے وہ محمود ہے میں محمدؐ، وہ اعلیٰ ہے اور یہ علیؑ، وہ فاطر السموٰات الارض ہے اور یہ فاطمہؑ، وہ محسن ہے اور یہ حسنؑ، وہ قدیم الاحسان ہے اور یہ حسینؑ۔ پھر حسینؑ کے نور سے (9) امام خلق کیے ان کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا تو انہوں نے اطاعت کی جبکہ اس وقت آسمان، زمین، ہوا، پانی اور کوئی بھی فرشتہ خلق نہیں ہوا تھا اور پھر سلمان فارسیؓ کی روایت کے مطابق امیر المومنین حضرت علیؑ کا ارشار گرامی ہے کہ ہم بشری اجسام میں اللہ تعالیٰ کے ودیعت کئے ہوئے راز ہیں ہمارا مرنے والا مردہ نہیں، ہمارا غائب، غائب نہیں۔ ہم کو مقام ربوبیت سے نیچے رکھو اور ہم کو بشری لوازمات و نقائص سے بلند رکھو کیونکہ ہم ان سے دور ہیں کہ جو تمھارے لئے جائز ہے پھر ہماری شان میں جو کچھ کہہ سکتے ہو کہو کیونکہ سمندر چلوؤں سے کم نہیں ہوسکتا اور غیب کا راز پایا نہیں جاسکتا اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی صفت بیان نہیں کی جاسکتی۔ (النظرہ، بصائر)

مقام بشریت:

انا بشر (یعنی میں تمھاری مثال ایک بشر ہوں) کے زمن میں گزارش یہ کہ جہالت کے پروردہ خیالی اسلام کے ماحول میں پلنے والے حضورؐ کے مقام بشریت کو اس قدر اپنی نظر میں گھٹیا سوچ کے مطابق سمجھ بیٹھے گویا عام شخص اپنے جیسے خطا کار دنیا دار شخص کی طرح یہ ایسی غلط فہمی ہے خیالی مسلمانوں کی جس نے ان کو

گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیا اور حقیقی اسلام سے اس قدر دور کر دیا کہ واپسی ناممکن نظر آتی ہے۔ حالانکہ حضورؐ نور مجسم افضل انبیاءؑ کے مقام بشریت کی وضاحت ان احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ ! تیرا جسم میرا جسم، تیرا خون میرا خون، تیرا گوشت میرا گوشت اور دوسری حدیث پاک میں حضرت علیؑ سے لے کر اپنے بارہویں (۱۲) جانشین امام مہدیؑ تک فرماتے ہیں میرا پہلا بھی محمدؐ، میرا آخری بھی محمدؐ، میرا درمیانہ بھی محمدؐ، اور ہم کل کے کل محمدؐ یعنی قول فعل اور عمل میں ہم سب کے سب محمدؐ ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں خطیب آل محمدؐ علامہ اظہر حسن زیدی مرحوم نے ایسے بہترین الفاظ میں وضاحت فرمائی کہ ان کے درجات کی بلندی کے لئے انگ انگ سے دعائیں نکلتی ہیں۔ فرماتے ہی حضورؐ اپنی ہی ہم جنس یعنی اہلبیتؑ کی محفل میں رونق افروز ہونگے جن کو اللہ تعالیٰ نے آیہءِ تطہیر کی صورت میں پاکیزگی کی سند دی ہے۔ کسی نعمت کے شکرانے میں حضرت علیؑ نے عرض کی ہوگی یا رسول اللہؐ آپ کی عظمت پہ قربان جاؤں آپکی وجہ سے ہمیں کیسی کیسی نعمتیں اور عزت عطا ہوئی ہے۔ تو حضورؐ نے مسکرا کر فرمایا ہوگا کہ میں بھی تو تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔

''اسلام حقیقی'' قرآن وسنتِ رسولؐ کی روشنی میں

(1): ''ان الدین عنداللہ الاسلام'' (آل عمران آیت 19) بے شک اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔

الٰہی فیصلہ:- وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فا نتھوا (سورۃ حشر آیت 7)

جو کچھ بھی رسولؐ تم کو دے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔

(۲): قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

''(اے رسولؐ) کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ خدا بھی تم سے محبت کرے گا۔ (القرآن)

(۳) یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھدآء للہ ولو علی انفسکم

(سورہ نساء آیت ۱۳۵)

''اے ایمان والو عدل وانصاف کے ساتھ قیام کرو اور اللہ کے لئے گواہ بنو چاہے اپنی ذات ہی کے خلاف کیوں نہ ہو۔''

مقام رسالتؐ

(۱) وما ینطق عن الھویٰ o ان ھوا الا وحی یوحی (سورہ نجم آیت ۴)

(رسولؐ) اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو وحی ہوتی ہے' وہی کہتے ہیں۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کریمؐ کے مقام مقدسہ کا تعین اس طرح کر دیا ہے کہ رسولؐ اپنی خواہش نفسانی کی کبھی بھی پیروی نہیں کر سکتے۔ وہ سہواً یا ارادتاً غلطی' لغزش سے مبرا ہیں۔ وہ معصوم عن الخطاء ہیں۔

ان پر لمحے بھر بھی (نعوذ باللہ) ھذیان کی کیفیت طاری نہیں ہو سکتی۔

آداب رسولؐ

(۲) یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون. (سورۃ حجرات آیت نمبر ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! خبردار اپنی آواز کو نبیؐ کی آواز پر بلند نہ کرنا اور ان سے اس طرح بلند آواز میں بات بھی نہ کرنا جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔''

بخاری نے اپنی صحیح کی جلد ۶ ص ۴۶ کتاب تفسیر القرآن میں سورہ حجرات کے سلسلے میں تحریر کیا ہے کہ نبی پاکؐ کی محفل میں دو معروف صحابہ (یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر) کی گفتگو نبیؐ کی آواز سے اتنی بڑھی کہ یہ آیت نازل ہوئی اور یہ واقعہ نبیؐ کی حیات کے آخری ایام میں پیش آیا۔ حقیقتاً دونوں گستاخی کے مرتکب ہوئے لیکن غیر شیعہ ان کی عظمت بیان کرتے ہیں۔

مومن کی پہچان:- انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجھدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ o اولئک ھم الصدقون۔ (پارہ ۲۶ سورہ الحجرات آیت ۱۵)

بے شک مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ پھر شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے خدا کے راستے میں جہاد کیا۔ یہ لوگ ہی سچے ہیں۔

احکام خداوندی میں ترمیم کا اختیار

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ **ولو تقول علینا بعض الاقاویل o لاخذنا منہ بالیمین o ثم لقطعنا منہ الوتین o فما منکم من احد عنہ حاجزین**

ترجمہ: اگر رسولؐ ہمارے متعلق کچھ باتیں گھڑ لیتے تو ہم اس کی گرفت کر لیتے اور پھر گلا کاٹے بغیر نہ چھوڑتے اور پھر یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ تم میں سے کوئی آ کر بچا لیتا۔''

(الحاقۃ آیت ۴۴۔۴۷)

اس آیت کریمہ میں رب ذوالجلال نے دین اسلام کے معاملے میں کسی کو ترمیم وردوبدل کا کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ اپنے معصوم نبیؐ سے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ اگر رسولؐ بھی اپنی طرف سے کچھ گھڑ لیں تو ہم اسے بھی نہ چھوڑیں۔ جہاں رسول پاکؐ کو الٰہی احکامات میں تبدیلی کا کوئی اختیار نہیں تو کسی بھی امتی کو یہ اختیار کیسے ہے کہ وہ اپنے قیاس اور رائے سے دین میں ترمیم کرے اور ''بدعت حسنہ'' کے ذریعے لوگوں کو جمع کر لے اور فرمان رسولؐ بھی ہے کہ میری طرف جھوٹی باتوں کو منسوب کرنے والوں کی کثرت ہے اور جو میری طرف جھوٹی نسبت دے گا' اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (صحیح بخاری جلد ا ص ۳۵)

تصدیق قرآن:۔

وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم o ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلا مبیناً (احزاب آیت ۳۶)

اور کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا اور رسولؐ کسی امر کے بارے میں فیصلہ کر دیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا و رسولؐ کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔

اسی آیت کریمہ میں صراحت کے ساتھ اللہ اور رسولؐ کے فیصلے کو حتمی تسلیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ و رسولؐ کے فیصلے کے بعد کسی بھی ہستی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ اجماع وقیاس کے طفیل اللہ کے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ کو حلال قرار دے۔ یہ حقیقت **اظھر من الشمس** اور فریقین کی کتب میں موجود ہے کہ شیعہ دین کے اصول وفروع میں تحریف کے کبھی قائل نہیں رہے۔ انہوں نے اسی پر عمل کیا جس کا حکم رسولؐ نے

دیا۔ یا جن راسخون فی العلم کی پیروی کا حکم رسولؐ نے دیا ہے، جن کو قرآن نے "اهل الذکر" قرار دیا ہے۔

"اهل الذکر" کون؟

اہل تشیع کا ایمان ہے کہ تفسیر و تاویل قرآن مجید کے عالم اور (ومن عنده علم الكتاب) کے مصداق آئمۂ معصومینؑ ہیں اور وہی "راسخون فی العلم" کے مصداق اور اہل ذکر ہیں۔ جنکی طرف رجوع کرنے کا اللہ نے اس طرح حکم دیا ہے۔ "فسئلو اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" (سورۂ نحل آیت نمبر ۴۳) "اگر تم نہیں جانتے، تو اہل ذکر سے معلوم کرلو"

یہی وہ ذوات مقدسہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے منتخب فرما کر وارث علم الکتاب بنایا ہے۔

اسی وجہ سے رسولؐ نے ان کے ہر فرد کو قرآن کے برابر بتایا اور ان سے تمسک کرنے کا حکم دیا۔

آپؐ کا فرمان ہے " تركت فيكم الثقلين كتاب الله وعترتی اهل بيتی ما ان تمسكتم بهما لن تضلو ا بعدی ابداً" (صحیح ترمذی ج ۵ ص ۳۲۹، نسائی، امام احمد)

بے شک میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت یعنی اہلبیتؑ اگر تم ان سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

غیسہ روایت کرتے ہیں ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے کوئی مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب دے دیا اس پر اس شخص نے کہا کہ اگر ایسا اور ایسا ہوتا تو اس میں دوسرا قول نہ ہوتا۔ آپؑ نے فرمایا جب ہم کبھی کسی مسئلہ کا جواب دیں تو وہ رسول اللہؐ سے ہے اور ہم کوئی جواب اپنی رائے سے نہیں دیتے۔

(بصار الدرجات ص ۳۰۱)

پھر معصومؑ کا فرمان اصول کافی جلد نمبر ا ص ۳۵ پر ہے کہ میری حدیث میرے والد کی حدیث ہے اور میرے والد کی حدیث میرے دادا کی حدیث ہے اور میرے دادا کی حدیث حسین علیہ السلام کی حدیث ہے اور حسین علیہ السلام کی حدیث حسن علیہ السلام کی حدیث ہے اور حسن علیہ السلام کی حدیث امیر المومنین علی علیہ السلام کی حدیث ہے اور علی علیہ السلام کی حدیث رسول اللہؐ کی حدیث ہے اور رسول اللہؐ کی حدیث ارشاد الٰہی ہے۔

"ایک شبہ کا ازالہ ۔۔۔۔۔۔ حقیقی اہل بیتؑ"

اہلسنت کے ہاں اہل بیتؑ سے مراد رسولؐ کے گھر کے تمام افراد لئے جاتے ہیں۔ جبکہ شیعہ انہی بر گزیدہ ہستیوں کو اہل بیت رسولؐ گردانتے اور ان کے احکامات کو حجت قرار دیتے ہیں۔ جنکی صراحت کے ساتھ وضاحت اور پہچان نبیؐ نے کرائی ہے اور قرآن بھی کھلے الفاظ میں کہہ رہا ہے۔ اور ان کی پاکیزگی بیان کر رہا ہے۔

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا"

بے شک اللہ کا ارادہ ہے کہ آپ اہل بیت رسولؐ سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ (سورۃ احزاب آیت ۳۳)

جناب ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں آیۂ تطہیر میرے گھر میں اس وقت نازل ہوئی جب حضرت فاطمہ زہراءؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، اور حضرت امام علیؑ موجود تھے رسول خداؐ کے اوپر ایک چادر تھی آپؐ نے اس کو ان لوگوں پر ڈال دیا پھر فرمایا کہ یہی میرے اہل بیتؑ ہیں۔ ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے چادر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو رسول خداؐ نے فرمایا **"انت علی الخیر ازواج النبی"** فرمایا رسول خداؐ نے کہ تو نیک ہے ازواج نبیؐ میں سے۔ مگر اس چادر میں داخل نہیں ہو سکتی۔ تو معلوم ہوا کہ سب گھر والے اہل بیتؑ نہیں جبکہ ام سلمہؓ ازواج میں سے ہیں نبیؐ کے گھر میں ہیں مگر اہل بیتؑ نہیں کیونکہ اہل بیتؑ **"منصوص من اللہ"** ہیں۔ تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۳ ص ۴۸۵، صحیح مسلم، مستدرک حاکم، بیہقی اور طبری وسیوطی نے اپنی تفسیر آیت تطہیر کے ضمن میں لکھا ہے۔

یہی روایت حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے آپؐ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں **"وقال رسول اللہؐ اللھم ان ھؤلا اھل بیتی"** یہ اس وقت فرمایا جب حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ زہراءؑ، حضرات حسنینؑ رسول خداؐ کے ساتھ چادر میں تشریف فرما تھے۔ (صحیح مسلم جلد ۲، مشکوٰۃ شریف جلد ۳ ص ۲۴۸۔۲۴۹) صحیح مسلم ہی کی روایت ہے کہ جب صحابیؓ رسول حضرت زید بن ارقمؓ سے پوچھا کہ اہل بیتؑ کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں؟ تو زید نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم نہیں عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایک مدت تک رہتی ہے پھر جب مرد طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف چلی جاتی ہے۔ پھر وہ کس

طرح دائماً پاک رہ سکتی ہے۔لیکن رسول خداؐ کے اہل بیتؑ ان کے اصل اہلِ خاندان ہیں۔جن پر صدقہ حرام ہے۔مزید ثبوت کے لئے ہیلثمی کی مجمع الزوائد میں ابوسعید خدرویؓ سے منقول ہے۔وہ اہل بیتؑ جن سے خدا نے رجس کو دور کیا ہے اوران کو پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے (یہ کہہ کر اپنی انگلیوں پر گنا) اور کہا وہ پانچ ہیں رسولؐ خدا، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ جن کو اردو زبان میں شیعہ پنجتن پاک کہتے ہیں۔

رسولؐ خدا کا فیصلہ :- آپؐ کا یہ فرمان کتب اہل سنت میں صراحت کے ساتھ موجود ہے اس لئے آنکھیں بند کر لینا قرین انصاف نہیں۔ارشاد رسولؐ ہے کہ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک قرآن اور ایک میری عترت اہل بیتؑ۔اگر تم ان سے تمسک رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔(مشکوٰۃ شریف جلد۳ ص ۲۵۲، مسلم جلد۳ ص ۱۲۴، ترمذی شریف جلد ۵ ص ۳۲۸، احمد بن جنبل جلد۳ ص ۲۱۷) آپؐ نے حضرت علیؑ و حضرت فاطمہ زہراؑ اور حضرات حسنینؑ کی نسبت سے یہ فرمایا کے جو ان سے لڑے گا میں ان سے لڑوں گا، جو ان سے صلح رکھے گا میں ان سے صلح رکھوں گا۔(مشکوٰۃ شریف جلد۳ ص ۲۴۸-۲۴۹، مسلم شریف)

شیعہ اور صحابہؓ

اہل تشیع پر بعض عاقبت نا اندیش یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ صحابہؓ کو نہیں مانتے بلکہ ان پر سب وشتم کرتے ہیں۔یہ سراسر جھوٹ، افترا اور لغو ہے۔ہم ان صحابہؓ کی خوشنودی کے خواہاں ہیں جنہیں قرآن میں شاکرین کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔قرآن کریم نے حق بیان کرنے میں تامّل سے کام نہیں لیا بلکہ قرآن ہی نے ہمارے لئے دروازہ کھولا ہے کہ ہم سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہیں۔جرم یا گناہ بلا شبہ جرم ہی ہوتا ہے چاہے اسکا کرنے والا کتنی بڑی حیثیت والا ہو۔یہ عدل الٰہی ہے اور اس سے روگردانی عدم انصاف ہے۔

آیئے قرآن کی طرف چلتے ہیں۔فرمان الٰہی ہے "**ومن اهل مدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم، نحن نعلمهم سنعذ بهم ثم يردون الى عذاب عظيم** (توبہ، آیت ۱۰۱)" اہل مدینہ میں وہ بھی ہیں جو نفاق میں ماہر اور سرکش ہیں تم ان کو نہیں جانتے لیکن ہم خوب جانتے ہیں عنقریب ہم ان پر دوہرا عذاب نازل کریں گے اور پھر یہ عظیم عذاب کی طرف پلٹا دیے جائیں گے" سورۃ منافقون اسی قسم کے لوگوں

کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان کے اسلام وایمان کی وضاحت کردی ہے۔ "قالت الاعراب امنا ،قل لم تو منوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم "(حجرات آیت ۱۴) "یہ عرب کے بدو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ تو آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ یہ کہو کہ اسلام لے آئے ہو کیونکہ ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا ہے"

اب کوئی یہ کہے کہ سورۃ منافقون اور سورۃ توبہ میں جن افراد کو مخاطب کیا گیا ہے وہ منافقین کی جماعت میں سے تھے۔ تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ منافق صحابہ کی جماعت میں تھے۔ اسکے ثبوت میں یہ واقعہ سنیئے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن ابی (معروف منافق) کی کسی بات پر جذباتی ہو کر ایک شخص کہنے لگا کہ آپؐ اجازت دیں تو میں اسکی گردن کاٹ دوں تو رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا کہ" جانے دو تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ پیغمبرؐ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں' ثابت ہوا کہ رسولؐ بھی منافقین کو اپنے اصحاب میں سے سمجھتے تھے۔

(صحیح بخاری جلد ۶ ص ۶۵)

مسلم شریف جلد ۶ ص ۲۷، مشکوٰۃ شریف انس بن مالک کی روایت کے مطابق رسول پاکؐ نے فرمایا حوض کوثر پر چند اشخاص ایسے لائے جائیں گے جو دنیا میں میرے ساتھ رہے جب میں ان کو دیکھوں گا تو میرے سامنے کر دیئے جائیں گے اور روکے جائیں گے۔ میں کہوں گا اے میرے اللہ یہ تو میرے صحابی ہیں تو جواب ملے گا کہ تم نہیں جانتے کہ جو تمہارے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں جاری کیں۔ ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ سے بخاری شریف کی جلد ۷ باب الحوض میں بیان ہوئی ہے آپؐ نے فرمایا میں حوض کوثر پر کھڑا ہوں گا کہ ایک گروہ آئے گا میں انہیں پہچان لوں گا میں کہوں گا کہ انہیں کہاں لے جا رہے ہو کہا جائے گا کہ " جہنم میں" میں پوچھوں گا کہ ان کی کیا خطا ہے کہا جائے گا کہ یہ آپؐ کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور الٹے پیروں کفر کی طرف پلٹ گئے تھے 'مرتدین' جو حضورؐ کا جنازہ پڑھے بغیر بے کفن چھوڑ کر حصول دنیا کی خاطر چلے گئے وہ اس گروہ کے سربراہ ہیں (تعارف کتاب الفاروق مصنف علامہ شبلی نعمانی ص ۷۹ پر ملاحظہ ہو)!!

درج بالا حقائق کی روشنی میں سقیفائی' گستاخ اور نافرمان صحابہ نما کے مقابلے میں ان دو سو مخلص اصحاب کرام مثلاً جو جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی نیابت میں معاویہ بن سفیان کے مقابلہ میں شہید ہوئے' اور حضرت بلالؓ۔ سلیمان فارسیؓ۔ ابوذر غفاریؓ۔ میثم تمارؓ۔ جابر بن عبداللہ انصاریؓ۔ حبیب ابن مظاہرؓ کے کردار و عمل اور آخری عمر تک اطاعت رسولؐ میں رہنے کا موازنہ کرنے کے لیے قرآن و حدیث اور تاریخ کی

روشنی میں مطالعہ کریں۔

خلفائے راشدین ۔۔۔اہل تشیع واہل سنت کے نقطہ نظر سے!!

خود ساختہ خلافت :- اہل سنت کے ہاں خلافت راشدہ کا تصور یہ ہے کہ بعد از وصال نبی تخت خلافت پر جمہوری طرز انتخاب سے متمکن ہونے والے افراد بشمول حضرات (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؑ) کو خلیفہ راشد خیال کیا جاتا ہے یوں خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے اہل سنت انہیں نبیؐ کے تمام صحابہؓ سے افضل تصور کرتے ہیں۔ خلافت راشدہ کے حوالے سے نبیؐ کی اس حدیث کی تفسیر کا سہارا لیا جاتا ہے کہ میرے بعد بارہ (۱۲) خلفا ہونگے اور قریش میں سے ہونگے۔ معروف صحابی رسولؐ اور اہلسنت کے فقیہ عبداللہ ابن عمرؓ اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''سب کے سب قریش سے ہونگے'' کا مطلب یہ ہے کہ اس امت میں بارہ خلفاء ہونگے اور وہ یہ ہیں:

۱)حضرت ابوبکر ۲)حضرت عمر ۳)حضرت عثمان ۴)معاویہ ۵)یزید ۶)سفاح ۷)سلام ۸)منصور ۹)جابر ۱۰)مہدی ۱۱)امین ۱۲)امیر العصیب ثبوت کے لئے دیکھیئے

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۴۰، کنز العمال جلد ۶ ص ۶۷، تاریخ ابن عساکر) دیکھئے حضرت عبداللہ ابن عمر جیسی شخصیت حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفہ راشد تسلیم کرنے سے معذور ہے یہ تھا مودت آل محمدؐ کا عالم۔ جبکہ اہل سنت کے جید عالم دین سید سلمان ندوی نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ کے صفحہ ۲۰۷ پر حافظ ابن حجر ابوداؤد کے الفاظ میں ان خلفائے راشدین کو شمار کیا ہے (۱) حضرت ابوبکرؓ (۲) حضرت عمرؓ (۳) حضرت عثمانؓ (۴) حضرت علی المرتضیٰؓ (۵) معاویہ (۶) یزید (۷) عبدالملک (۸) ولید (۹) سلیمان (۱۰) عمر بن عبدالعزیزؒ (۱۱) یزید ثانی (۱۲) ہشام

یہ ہیں اہلسنت کے وہ بارہ خلفاء جو ان کی اپنی کتب میں موجود ہیں جن میں چھٹا خلیفہ یزید ہے جس نے حقیقی اسلام کے مقابلے میں اپنا خود ساختہ اسلام پیش کیا اور حقیقی اسلام کے وارث نواسہ رسولؐ ''دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ'' کے مصداق پر ظلم کیے اور غیر مسلموں کی نظر میں بھی جس کا نام گالی بن گیا اور یاد رہے کہ مکتب دیوبند یعنی غیر شیعہ کے تمام مدرسوں میں سلمان ندوی کا لکھا ہوا نصاب تعلیم پڑھایا جاتا ہے۔

خلافت وامامت منصب الٰہیہ ہے

ثبوت کے لئے ارشادرب العزت ہے کہ "اور تم میں سے جولوگ ایمان لا چکے ہیں اور نیک عمل کرتے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین پر خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے والوں کوخلیفہ بنایا تھااوران کے دین کوضرور تمکین بخشے گا۔ (پارہ نمبر ۱۸ سورہ نور آیت ۵۳)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا کی۔۔۔۔۔۔۔اوران (بنی اسرائیل) میں ہمارے امر سے ہدایت دینے والے امام ہم نے ہی بنائے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔ (سجدہ، پ ۲۱، نمبر ۲۴، ۲۳)

ثابت ہوا کہ خلفاء یا آئمہ کا تقرر خود خدائے پاک نے کیا صحابی رسولؐ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ نے فرمایا کہ بعد نزول آیۂ مجیدہ "یا ایھاالذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسول واولی الامر منکم" یعنی اے مومنو اللہ کی اطاعت کرو، اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو، اور اپنے اولی الامر کی۔ میں نے رسولؐ سے پوچھا کہ میں نے اللہ اور رسولؐ کو تو پہچان لیا انکی اطاعت بھی کی لیکن میں نے اولی الامر کو نہیں پہچانا جس کی اطاعت کا حکم دیا جا رہا ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ وہ میرے جانشین ہیں وہ میرے بعد تم پر حاکم ومتصرف، نگران ومتولی بنائے گئے ہیں۔ ان میں پہلا میرا بھائی علیؑ ہے، اسکے بعد میرا بیٹا حسنؑ، اور اسکے بعد میرا فرزند حسینؑ، اور اس ترتیب سے کہ اسکا بیٹا علیؑ ابن حسینؑ (امام سجادؑ) پھر محمد ابن علیؑ (امام باقرؑ) اے جابرؓ! جب تو میرے اس فرزند کو پائے تو میرا اسلام پہنچا دینا۔ پھر جعفرؑ ابن محمدؑ (امام جعفر صادقؑ) پھر موسیٰؑ بن جعفرؑ (امام موسیٰ کاظمؑ) پھر علیؑ بن موسیٰؑ (امام علیؑ رضاؑ) پھر محمد بن علیؑ (امام محمد تقیؑ)، پھر علیؑ بن محمدؑ (امام علیؑ نقی)، پھر حسنؑ بن علیؑ (امام حسن عسکریؑ)، پھر محمد بن الحسنؑ (امام مہدیؑ) میرا یہ بارہواں فرزند آخری زمانہ میں زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح پر کر دے گا جس طرح ظلم وجور سے پر ہو چکی ہو گی۔

(ینابیع المودۃ علامہ سلیمان قندوزی ص ۳۶۹، شواہد النبوۃ ص ۱۹۵)

خلافت راشدہ کے حوالے سے درج بالا معروضات سے ثابت ہو چکا ہے کہ اہل سنت نے واضح نص رسولؐ کو ترک کر کے ہر عمل میں رائے اور قیاس کو رواج کیا۔ اور اسی قیاس پر عمل کی وجہ سے وہ احکامات رسولؐ کو ترک کر بیٹھے جس کا واضح حکم رسول کریمؐ دے چکے تھے۔ اسکے بعد اجتہاد ورائے کے پیروکاروں نے

اپنے مذہب کی تائید اور حق کو باطل سے مشتبہ کرنے کے لئے حدیثیں گھڑیں اور انہیں رسولؐ کی طرف منسوب کر دیا ایک مثال ملاحظہ ہو۔

''رسولؐ نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجا تو ان سے پوچھا کہ تم کیسے فیصلے کرو گے؟ معاذ نے کہا کہ میں کتاب خدا سے فیصلہ کروں گا۔ نبیؐ نے فرمایا کہ اگر کتاب خدا میں اس کا حکم نہ ملے تو؟ پھر سنت رسولؐ سے فیصلہ کروں گا۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اگر سنت رسولؐ میں بھی اس کا حکم نہ ہو تو؟ معاذ نے کہا اس وقت میں اپنی رائے اور اجتہاد سے کام لوں گا۔

اس وقت رسولؐ نے معاذ کی تعریف کی۔

یہ حدیث قطعاً باطل اور موضوع ہے۔ رسولؐ معاذ سے یہ کیونکر کہہ سکتے تھے کہ اگر تمہیں قرآن و سنت رسولؐ میں کسی چیز کا حکم نہ ملے؟ تو اپنی رائے سے کام لینا جبکہ خدا نے اپنے رسولؐ سے فرمایا تھا۔

پہلا ثبوت :- اور ہم نے تم پر کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔ (نحل ۸۹)

دوسرا ثبوت :- ہم نے کتاب میں کوئی بات بھی بیان کیے بغیر نہیں چھوڑی ہے۔ (انعام ۳۸)

اہل تشیع رائے اور قیاس پر عمل کو باطل گردانتے ہوئے اللہ کے اس حکم کی طرف رجوع کرتے ہیں جس میں **راسخون فی العلم** سے رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ''اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے معلوم کرو'' (نحل ۴۳)

جبکہ رسولؐ نے بھی قیاس پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ ''جس نے قیاس پر عمل کیا وہ خود بھی ہلاک ہوا اور لوگوں کو بھی ہلاک کیا اور جس نے لوگوں کو بغیر علم کے فتویٰ دیا اور ناسخ و منسوخ، محکم متشابہ کو نہیں جانتا وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔'' (اصول کافی ج ا، ص ۴۳) ہمارے آئمہ کرامؑ نے حضورؐ کی درج بالا حدیث کو اپنے لئے منزل راہ قرار دے کر کبھی بھی قیاس اور اپنی رائے کو نص قرآن پر ترجیح نہیں دی بلکہ وہ کہا جسکا قرآن نے حکم دیا اور رسولؐ نے حکم دیا۔ پانچویں امام حضرت امام باقرؑ کا فرمان ہے کہ اگر ہم اپنی رائے سے کچھ بیان کرتے تو جیسے ہم سے پہلے کے لوگ گمراہ ہو گئے تھے ہم بھی گمراہ ہو جاتے لیکن ہم صرف وہ بیان کرتے ہیں جسکی واضح دلیل ہمارے رب کے پاس سے ہوتی ہے اور اسے اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے بیان کیا اور نبیؐ نے ہمارے لئے بیان کیا۔ (اصول کافی ص ۵۸)

(قیاس اور اسلام)

حقیقی خلفائے راشدین کا قرآن وسنت رسولؐ کے متعلق موقف

شیعہ کا موقف ہے کہ مذہب شیعہ کی حقانیت اور اسکے اصول فروع تمام کے تمام قرآن وسنت سے ثابت ہیں اور غیر شیعہ کی مستند کتب کی تصدیق کے ساتھ پیش کئے جاسکتے ہیں۔اور ہم غیر شیعہ کا ہر عمل ان ہی کی کتب کی تصدیق کے ساتھ قرآن اور سنت رسولؐ کے خلاف ثابت کر سکتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ غیر شیعہ کی بنیاد قیاس پر ہے اور قیاس کو قرآن وسنت نے رد کیا ہے اس کے باوجود غیر شیعہ خود ساختہ اور قرآن وسنت سے متصادم روایات پر عمل کرنا ایمان سمجھتے ہیں۔اور شیعہ صرف اور صرف ان کو اپنا رہنما مانتے ہیں جنہوں نے بلا چوں وچراں سنت رسولؐ کی پیروی کو ایمان سمجھا اور قرآن کے موافق روایات پر عمل کرتے رہے۔حضورؐ نے قیامت تک رشد وہدایت کے لئے ایک ایسا کلیہ مرتب فرمایا جس کے بعد کوئی بدنصیب ہی ہوگا جو فیض یاب نہ ہوسکے گا ورنہ حدیث رسولؐ مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔مثلاً : حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے قیاس پر عمل کیا وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا اور جس نے کسی کو بغیر علم کے فتویٰ دیا اور ناسخ ومنسوخ، محکم متشابہ کو نہیں جانتا وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔(بحوالہ اصول کافی)

تصدیق قرآن : ترجمہ۔اور کسی مومن مرد، عورت کو اختیار نہیں کہ جب خدا اور رسولؐ کسی امر کے بارے میں فیصلہ کردیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کرے گا تو وہ بڑی کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔(سورۃ احزاب آیت ۳۶)

وضاحت

فرمان معصوم علیہ السلام:

۱۔ دین میں ذاتی رائے کا وجود نہیں بلکہ وہ تو پیروی ہے۔

۲ اسلام تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادائیگی ہے اور ادائیگی عمل ہے۔

۳۔ اسلام یہ ہے کہ تمہارا دل سالم ہوجائے اور تمہاری زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

۴۔ اسلام کا حدف و مقصد اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا۔

مندرجہ بالا آیت قرآنی اور حدیث سے ہر قسم کے اختیار اور قیاس کو گمراہی قرار دیا گیا ہے۔

اسلام تو سیدھے اور صاف شفاف راستے کی رہنمائی کرتا ہے مثلاً جو کچھ بھی رسول تمھیں دے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔ (سورۃ حشر آیت نمبر 75)

حدیث رسولؐ حضورؐ نے مزید وضاحت فرمائی کہ جب تمھارے پاس میری کوئی حدیث پہنچے تو اسے کتاب اللہ سے پرکھ لو اگر کتاب خدا کے موافق ہو تو اس پر عمل کرو اور اگر کتاب خدا کے مخالف ہو تو اسے دیوار پر دے مارو۔ پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے والوں کی کثرت ہے جو میری طرف جھوٹی نسبت دے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ (بخاری شریف)

اسی طرح امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں ''ہم اہلبیت رسولؐ صادق اور راست گو ہیں۔ ہم میں سے کوئی ایسا فرد نہیں جس پر کذاب اور جھوٹے راویوں نے جھوٹ نہ باندھا ہو اور ہم سے جھوٹی حدیث منسوب نہ کی ہو۔ امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ ''قرآن سے تجاوز نہ کرنا اور اسکے غیر سے ہدایت طلب نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے'' پھر امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ''ہمارے پاس ایک صحیفہ ہے (تفسیر قرآن) جسکا طول 70 بالشت ہے (نصین چمڑے اور پتوں پر لکھا ہوا) یہ رسولؐ کا املاء ہے جس کو علیؑ نے لکھا ہے اس میں تمام حلال و حرام جن چیزوں کی قیامت تک لوگوں کو ضرورت ہو سکتی ہے وہ سب اس میں مرقوم ہیں ہر واقعہ یہاں تک کہ عرش و فرش بھی اس میں مرقوم ہے۔ (اس فرمان کی تصدیق بخاری شریف جلد ا ص ۳۳ پر موجود ہے)

کتاب البصائر درجات ص ۸۶ فرمان معصومؑ ہے کہ ''لوگوں کو ہم اپنی رائے سے فتویٰ دینے لگیں تو ہلاک ہو جائیں لیکن ہم جو کہتے ہیں رسول اللہؐ کے آثار ہیں ہم اس کو اسی طرح محفوظ رکھتے ہیں جسطرح لوگ اپنا سونا، چاندی محفوظ رکھتے ہیں۔'' اسی کتاب کے صفحہ 58 پر امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ ''اگر ہم اپنی رائے سے کچھ بیان کرتے تو جسطرح ہم سے پہلے کے لوگ گمراہ ہو گئے ہم بھی اسی طری گمراہ ہو جاتے لیکن ہم وہ بیان کرتے ہیں کہ جس کی واضح دلیل ہمارے رب کے پاس سے ہوتی ہے جسے اللہ نے نبیؐ کے لئے بیان کیا اور نبیؐ نے ہمارے لئے بیان کیا۔''

نوٹ: شیعہ کے آئمہ، خلفائے راشدین نے تواتر کے ساتھ اوشاد فرمایا کہ ''ان الشریعۃ محق الدین'' یعنی اگر شرعی معاملات میں قیاس آرائیاں ہونے لگیں تو دین کا نقشہ بگڑ جائے گا۔ (کتاب اصل اصول شیعہ) اور

حضورؐ کی طرح آئمۃ اہل بیتؑ نے بھی قرآن کے موافق روایات پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور شیعان آل محمدؐ کی کامیابی کی بنیاد ہی یہی ہے کہ قرآن کے موافق روایات پر عمل کرتے ہیں خواہ وہ کسی بھی مکتب فکر کی کتب میں ہو اور ہر اس روایت کو چھوڑ دیتے ہیں جو قرآن سے متصادم ہو خواہ وہ کسی سازش کے تحت شیعہ کتب میں لکھی گئی ہو۔ اس لئے کہ جو معیار حدیث رسولؐ نے اور اہلبیتؑ رسولؐ نے مقرر کر دیا ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں اور نہ ہی پھر گمراہی کا خوف رہ جاتا ہے بلکہ شیعہ مجتہدین کا کام ہی یہی ہے کہ روایات کا تجزیہ کرتے ہیں کہ راوی کیسا ہے؟ روایت قرآن کے مطابق ہے یا مخالف ہے اور جو روایات شیعہ کتب میں پائی جاتی ہیں ان کے بارے میں پوری مباحث اور تفصیل پر مجتہدین اور علمائے شیعہ نے کئی کئی کتب لکھی ہیں۔ اس لئے کہ حدیث کی پانچ قسمیں ہیں

(۱) حدیث صحیح (۲) حدیث حسن (۳) حدیث قوی (۴) حدیث موثق (۵) حدیث ضعیف

غیر شیعہ حضرات شیعوں سے تعصب کی بنا پر خود ساختہ اور قرآن سے متصادم روایات پر عمل کر کے کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے مثلاً غیر شیعہ کے چار آئمہ ہیں ہر ایک نے اپنے اپنے قیاس کے ذریعے شرعی قوانین کی تشریح کی اور کسی ایک کا بھی دوسرے سے اتفاق نہیں ہے بلکہ بہت واضح اختلاف ہے لیکن غیر شیعہ باوجود اپنے قیاس وزن جس کی وجہ سے انکا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا پھر بھی شیعہ سے ٹکراتے ہیں اسکی ایک بنیادی وجہ جو میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ غیر شیعہ کی تبلیغ اور نشر واشاعت ان ہاتھوں میں چلی آ رہی ہے جو لوگ حضورؐ کے اعلان نبوت کے فوراً بعد حضورؐ کو تعصب کی بنا پر قتل کرنے کی ناکام کوششیں کرنے میں مصروف ہو گئے وہ ایک منظّم گروہ کی صورت میں جنگ احد، جنگ حنین، اور خندق میں طاقت کے ذریعے اسلام اور بانی اسلام کو ختم کرنے کی ناکام کوششیں کرتے رہے ہر طرح کی ناکامی کے بعد اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کیا اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حضورؐ کی ازدواجی زندگی سے معاشرتی زندگی کے ہر پہلو میں گھس کر حضورؐ کو بدنام کرنے اور کمزور کرنے کی سازشیں شروع کر دیں جسکی ایک مثال یہ ہے کہ یزید کے دادا اور معاویہ کے باپ ابوسفیان سے اس کے ایک خاص شخص نے دریافت کیا کہ تم تو بہت بہادر، مالدار تھے تو تم نے اس کمزور شخص یتیم عبداللہ کے سامنے کیوں گھٹنے ٹیک دیئے ہیں تو اس نے برجستہ جوب دیا کہ میں نے اپنی پوری طاقت کا استعمال کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا تو میں نے سوچا کہ جو نقصان میں کلمہ پڑھ کر دے سکتا ہوں وہ حالت کفر میں اسلام کو نہ دے سکا اسی بیان کی تصدیق جنگ احد میں حضور کے چچا حضرت حمزہ کو شہید کرنا ہے پھر

رسولؐ خدا سے دشمنی کی انتہا یہ کہ معاویہ کی ماں اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ کا حضرت حمزہؑ کا کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبانا انتہائی تعصب اور دشمنی کی نشانی ہے۔ اسی طرح یہ گروہ بڑھتا گیا اور نجد میں سازشی پلان تیار کیئے گئے۔ پھر مسجد ضرار حضورؐ کے مقابلے میں بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی جس مسجد کو بحکم خدا حضور نے گرانے کا حکم دیا پھر اسی سازشی گروہ نے اصحاب باوفا میں گھس کر اسلام کی آڑ میں آپؐ کی ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حضورؐ کو کمزور کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر حضورؐ کو سورۃ منافقون، سورۃ توبہ، سورۃ تحریم، سورۃ احزاب اور دیگر قرآنی آیات کی صورت میں ان سازشوں سے باخبر رکھا۔ اس گروہ نے حضورؐ کو آخری وقت جتنا ممکن ہوسکا پریشان اور کمزور کرنے کی کوشش کی ہے جس کا اندازہ غیر شیعہ کی صحاح ستہ کی روایات اور قرآن کی آیات پڑھنے سے لگایا جاسکتا ہے سازشیوں کا اعتراف جرم کرنے کے باوجود اکثریت ان کی پیروی کرنا سعادت سمجھتی ہے۔ حضورؐ کی ادھر آنکھیں بند ہوئیں ادھر وہ کھل کر سامنے آ گئے حضورؐ کی تجہیز و تکفین کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں نئے اتحاد کے ساتھ اپنے گروہ کو منظم کیا دین رسولؐ اور اولاد رسولؐ کے خلاف مضبوط اتحاد کی صورت اختیار کر لی اور آہستہ آہستہ طاقت کے ذریعے اہلبیت رسولؐ سے نبرد آزما ہو گئے۔ حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ کرنا، جناب فاطمہ زہراؑ کو اذیت دینا، وراثت کا چھین لینا، امام حسنؑ کو زہر دلوانا، ان کی میت کو حضورؐ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دینا بلکہ تیروں سے میت کو چھلنی کر دینا۔ اسی طرح امام حسینؑ کو میدان کربلا میں شہید کرنے کے باوجود تعصب کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی تو رسولؐ زادیوں کے پردے لوٹ کر اور قیدی بنا کر شہر بہ شہر پھرانا بھی اسی گروہ کی سازش کا حصّہ ہے اور دین رسولؐ کے خلاف قیاس کا اصول عائد کر کے قانون الٰہی کو اپنی رائے سے تبدیل کر دینا اسکی بڑی دلیل یہ ہے کہ غیر شیعہ کے چار امام مشہور ہیں جن میں سے کسی ایک کی بھی حضورؐ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ مثلاً حضورؐ کی وفات 11 ہجری میں ہوئی ان میں سے ایک امام اعظم ۸۰ ہجری میں حضورؐ کی وفات سے 69 سال بعد پیدا ہوئے۔ دوسرے امام مالک ۹۰ ہجری میں اناسی (89) سال بعد پیدا ہوئے تیسرے امام شافعی ۱۵۰ ہجری میں ایک سو انتالیس (139) سال بعد پیدا ہوئے اور چوتھے امام احمد بن حنبل ان کے بعد پیدا ہوئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے طریقہ قیاس سے طریقہ نماز، دیگر قوانین شریعت کو رواج دیا جسکی ایک مثال نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا، دوسرے کا ناف پر، تیسرے کا ناف سے نیچے، اور چوتھے کا ہاتھ کھول کر طریقہ نماز ادا کرنا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب مرکز سے دور ہو گئے تو منتشر ہوتے گئے اور حقیقی شریعت محمدیؐ کو بھول کر قیاس اور ذاتی رائے کی

بنا پر خود ساختہ اسلام کو حضورؐ سے منسوب کر کے قرآن اور رسالت کو مشکوک کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے اور شیعان محمدؐ و آل محمدؐ نے ان تمام سازشوں کو قرآن اور فرمان رسولؐ کے ذریعے سے بے نقاب کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جبھی تو شیعہ کے آئمہؑ میں سے کوئی ایک بھی طبعی موت نہیں مرے بلکہ حق و صداقت کی شہادت دیتے ہوئے شہید ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے پیروکار شیعہ بھی آئمہ اہلبیتؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شہادت پر شہادت دیتے چلے آ رہے ہیں۔ تاہم حق و باطل کا ٹکراؤ تا حشر جاری و ساری نظر آتا ہے مختصراً یہ کہ اسی سازشی گروہ کی مرکزیت سعودی عرب مصر اور (دیوبند) انڈیا میں پروان چڑھ رہی ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو اہلسنت کے لبادہ میں یزیدی مشن کا پرچار کر کے گمراہ کرنے کی کوشش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ تاہم پڑھے لکھے اہلسنت ان کو جلد پہچان لیتے ہیں لیکن پھر بھی سازشی مختلف روپوں میں شیطان کی مکارانہ چال چل کر اکثریت کو گمراہ کر چکے ہیں۔

شیعہ کا خلفائے راشدین کے بارے میں موقف

شیعہ خلفائے راشدین، امام یا اولی الامر کے بارے میں اس قدر محتاط ہیں کہ ہر امام کے کئی کئی بیٹے ہیں مثلاً حضرت علیؑ کے اٹھارہ بیٹے تھے لیکن جن کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا اور جو صفات بیان فرمائیں ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کسی کو خلیفہ نہ امام اور نہ اولی الامر مانتے ہیں۔ مثلاً حضرت عباسؑ جو حضرت علیؑ کے چہیتے فرزند تھے اطاعت فرمانبرداری، زہد و تقویٰ میں کمال کی منزل پر فائز تھے اور میدان کربلا میں حق و صداقت کی گواہی اور علم اسلام کو اس انوکھے انداز میں بلند کیا کہ پوری انسانیت کو متحیر کر دیا اور عالم اسلام میں علم اسلام (علم عباسؑ) کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اسلام اور علم اسلام کو چار چاند لگا کر حق اطاعت ادا کیا لیکن اس کے باوجود شیعہ نے نہ ان کو امام بنایا نہ خلیفہ اس لئے کہ جن کو حضورؐ نے منتخب فرما دیا ہے اس سے تجاوز کرنا شیعہ جرم سمجھتے ہیں۔

غیر شیعہ نے قرآن و سنت کو چھوڑ کر اپنے قیاس رائے سے کام لیا یاد رہے کہ قیاس کا اصول اس شخص نے ایجاد کیا جس نے ایک مدت حضورؐ کے ساتھ گزاری لیکن رسولؐ کو نہ سمجھ سکا اور قرآن و رسولؐ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اپنے قیاس کے ذریعے پورے اسلام کے ڈھانچے کو یعنی اصول فروع کا نقشہ بگاڑ دیا اور امت مسلمہ کو تہتر حصوں میں تقسیم کرنے کا موجب بنا غیر شیعہ کے ہاں کتب میں یہ حدیث موجود ہے کہ

آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت کے 73 (تہتر) فرقے ہوں گے جس میں سے 72 (بہتر) جہنمی اور ایک جنتی ہوگا۔اس حدیث کی روشنی میں بھی غیر شیعہ اپنی حیثیت نہ دیکھ سکے کہ کیا قرآن اور رسولؐ کے پیروکار جنت میں جائیں گے یا، اللہ اور رسولؐ کے نافرمان اپنے قیاس پر عمل کرنے والے جنت میں جائیں گے یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے کچھ تو اللہ اور رسولؐ کی فرمانبرداری میں جنت کے مشتاق ہیں اور کچھ واضح بیان وہدایت کے باوجود اللہ اور رسولؐ کی مخالفت کر کے جنت کا شوق رکھتے ہیں۔

خلاصہ : یہ ہے کہ حقیقی خلفائے راشدین کے مقابلہ میں غیر شیعہ نے بحوالہ تاریخ الخلفاء سیوطی ص 40 کنزالعمال جلد 6 ص 67 تاریخ ابن عساکر اور الفاروق از شبلی نعمانی خودساختہ خلفائے راشدین کا یوں ذکر کیا ہے:

ا)حضرت ابوبکرؓ (۲)حضرت عمرؓ (۳)حضرت عثمانؓ (۴)معاویہ (۵) یزید (۶)سفاح
(۷) سلام (۸)صفور (۹) جابر (۱۰) مہدی (۱۱) امین (۱۲) امیر العصیب

سلمان ندوی نے اپنی کتاب سیرت النبیؐ میں حضرت علیؑ کو شامل کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔

کیا اللہ کے نزدیک ظالم ومظلوم، قاتل ومقتول برابر ہو سکتے ہیں قطعاً نہیں۔یقیناً وہ 72 دھوکہ کھا گئے۔نیز ان خلفاء کا کردار صرف اور صرف اپنی کتب صحاح ستہ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں کیا اللہ نے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے؟ کیا یہ اللہ اور رسولؐ کے اطاعت گزار ہیں یا نافرمان؟ فیصلہ اپنے ضمیر پر چھوڑیں۔بے شک اللہ ہدایت کے متلاشیوں کی رہنمائی ضرور کرتا ہے۔

حقیقی جانشین کو وصیت رسولؐ

اے علیؑ ! یہ قریش متحد ہو کر تمھیں حق سے محروم کر دیں گے ان کے دلوں میں بدر کے کینے، احد کی رنجشیں پوشیدہ ہیں۔تم صبر سے کام لینا اسلام کو پارہ پارہ ہونے سے بچانا۔اے علیؑ ! آپؑ حق کے ساتھ اور حق آپؑ کے ساتھ ہے۔تیرا دین محفوظ رہے گا اور تیرا جنت میں اعلیٰ مقام ہوگا۔(مدارج النبوۃ جلد 2 ص 555)

مدارج النبوۃ نے فرمان رسالت سے یہ واضح کر دیا کہ مستقبل میں خودساختہ خلافت کا اہتمام ہوگا ورنہ رسولؐ حضرت علیؑ کو وصیت نہ فرماتے۔مزید اپنی کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ

رسولؐ اللہ نے مجھے وصیت کی کہ اے علیؑ ! میری امت تجھ سے غداری کرے گی۔

(تاریخ طبری ص 325 جلد 7)

رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ ! میرے بعد دو قسم کے امام ہوں گے۔ آئمہ خیر اور آئمہ شر۔ آئمہ خیر پر مومنین صلوٰۃ پڑھیں گے اور آئمہ شر پر مومنین لعنت کریں گے۔ اور ان سے بغض رکھیں گے۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ کیا ہم ان سے تلوار لے کر لڑائی نہ کریں؟ فرمایا نہیں۔ جب تک تمہارے نزدیک نماز قائم کریں۔ (اس سے مراد ظاہری شریعت کی پابند ہیں) (صحیح مسلم جلد 2 ص 129) اور یا علیؑ ! تو تاویل قرآن پر لڑے گا جیسا کہ میں تنزیل قرآن پر لڑا ہوں۔ آئمہ خیر حضرت علیؑ ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسین نے آئمہ شر یعنی (سقیفہ کی پیداوار) سے ناراضگی اور اختلاف کا اظہار کیا۔

(ثبوت بخاری شریف جلد 2 ص 1009)

اصحاب ثلاثہ نے جب مسجد نبوی پر قبضہ کیا تو مجبوراً حضرت علیؑ اور بنی ہاشم نے مسجد نبوی سے ملحقہ چند گز پر علیحدہ مسجد بنا کر نماز قائم کی جو اب بھی ''مسجد علی ابن ابی طالبؑ'' مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔

بنت رسولؐ آئمہ شر سے تا وقت وفات غضب ناک رہیں اور آئمہ شر آئمہ خیر کے دروازے پر آگ لیکر آئے اور سیّدۃ النساءِ العالمینؑ کے گھر کو جلایا اور جناب سیدہ اور حضرت محسن کو شہید کرنے کا موجب بنے۔ کیونکہ یہ آئمہ شر تھے اسی لئے شر کا ہی عمل بجالانا تھا۔ (صحیح بخاری جلد اول ص 435، صواعق محرقہ ص 103، عقد الغدیر جلد 2 ص 63، قراۃ العینین ص 88 جلد 2، ازالہ الخلفاء جلد 2 ص 226، الفاروق جلد ا ص 79، تاریخ طبری جلد 3 ص 198)

آئمہ خیر

جو خدا اور رسولؐ کے حقیقی جانشین، اہل ذکر ''ومن عندہ علم الکتاب'' کے مصداق، ''راسخون فی العلم'' اور ''ویطھرکم تطھیرا'' کے مصداق ہیں۔ جن کو پشت بہ پشت تمام کائنات کے علوم حاصل ہوتے رہے ہیں جس طرح رسول خداؐ کو بغیر استاد (معلم) حاصل ہوئے اور چار آسمانی کتابوں توریت، زبور، انجیل اور قرآن کے عالم و حافظ تھے توریت والوں کو توریت سے، زبور والوں کو زبور سے، انجیل والوں کو انجیل سے اور قرآن والوں کو قرآن سے جواب دیتے تھے۔ اور تمام انبیاءؑ کے علوم اور ان

کے معجزات کے مالک تھے جیسا کہ کتب اہل سنت " ینابیع المودة، ریاض النفره، صواعق محرقه اور مناقب اہل بیتؑ " سے ثابت ہیں کہ آئمہ خیر نے گزشتہ نبیوںؑ کے معجزات ظاہر کیے۔ مثلاً لوہا نرم کیا، عصا سے اژدھا بنایا، مردے کو زندہ اور زندہ کو مردہ کیا، آگ کو گلزار کرنا، سورج کو پلٹایا اس کے علاوہ ہزاروں ایسے معجزات ہیں جن کو آئمہ خیرؑ نے ظاہر کیا۔ اور اپنے علم اور کمالات روحانی سے غیر مسلموں سے کلمہ توحید و کلمہ رسالت منوایا۔

اور رسولؐ کی اطاعت گزاری، فرمانبرداری، زہد تقویٰ عاجزی میں اور اسلام کو بچانے میں کمال کی منزل پر پہنچے شریعت محمدیؐ اور صداقت قرآن کی حفاظت کی اور آئمہ شر میں سے ایک شریر آئمہ خیر سے کربلا میں اللہ و رسولؐ کے قانون کو غلط اور ڈھونگ کہتا ہوا میدان میں نکلا اور حقیقی وارثان دین سے ٹکرایا۔ اور اللہ کے قانون (اسلام) کا مذاق اڑانے کی کوشش کی اور آئمہ خیر نے اللہ کے نمائندے بن کر اس کا مقابلہ کیا اور شریعت محمدیؐ کی حفاظت کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا اور نوک نیزہ پر قرآن پاک کی تلاوت کر کے حقیقی وارثان رسولؐ، جانشین محمدؐ ہونے کا جیتا جاگتا ثبوت پیش کیا جس سے انکار اللہ اور رسولؐ کے دین اسلام سے انکار ہے۔

خلاصہ : ۔ اہل اسلام دوستو تعصب کی عینک اتار کر ذرا فیصلہ کرو کہ یہ ہیں آئمہ خیر اور یہ ہیں آئمہ شر۔ ایک طرف صلوٰۃ پڑھنے کا حکم ہے اور دوسری طرف لعنت کا حکم ہے۔

ایک خدا اور رسولؐ کے حکم سے بنائے گئے ہیں اور دوسرے خود ساختہ خلفاء ہیں اب دو راستے ہیں جو آئمہ لائق صلوٰۃ ہیں ان سے تمسک اور محبت و مودّت کا ثبوت دے کر خدا اور رسولؐ کی خوشنودی حاصل کریں۔ یا پھر آئمہ شر (خود ساختہ خلفاء) سے اندھی محبت کر کے خدا اور رسولؐ کی ناراضگی حاصل کریں۔ چاہے عزت خرید لو اور اگر چاہے تو ذلت خرید لو اور جنت و جہنم میں سے کسی ایک کے خریدار بن جاؤ۔ فیصلہ آپ پر ہے۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے اہل خاندان کے علاوہ کسی امتی کو خلیفہ منتخب نہیں فرمایا تو ثقیفہ والوں کو کس نے اختیار دیا ہے؟ ذرا سوچیے۔

اصول دین

(دین اسلام کے پانچ بنیادی اصول یعنی توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت)

کائنات میں جو کوئی چیز بھی بنائی گئی ہے وہ کسی نہ کسی اصول کے تحت بنائی گئی ہے اور اس کی کامیابی بھی تب ہی ممکن ہے کہ اس کا استعمال بھی اسی اصول کے تحت ہو ورنہ اس چیز کی تباہی، بربادی اور خرابی ہونا قدرتی عمل ہے اسی طرح دین اسلام کے بھی چند اصول بنا کر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف ارسال کر دیے۔ لہٰذا دیکھنا یہ ہے کہ صحیح اصول کے مطابق کون عمل کرتا ہے۔

وضاحت توحید الٰہی :

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ "لیس کمثلہ شیء" اس (اللہ) جیسی کوئی مثال نہیں۔ "لادرک الابصار" آنکھیں اسکا ادراک نہیں کرسکتیں۔

حضرت امام علیؑ فرماتے ہیں: ہمت کتنی ہی بلند پروازی سے کام لے اور عقل کتنی ہی گہرائی میں غوطہ لگائے اللہ کی ذات کا ادراک ناممکن ہے اسکی صفات کی کوئی حد نہیں اور نہ ہی اس کی تعریف ممکن ہے اور نہ اسکا وقت متعین ہے اور نہ زمانہ مقرر ہے جب حضرت موسیؑ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کی اور کہا "رب ارنی انظر الیک" تو جواب ملا "لن ترانی" تم مجھ کو کبھی نہ دیکھ سکو گے۔

غیر شیعہ کا عقیدہ ہے کہ جنت میں سب مومنین کو رؤیت (دیدار) باری تعالیٰ نصیب ہوگا اور یہ رؤیت (دیدار) مجازی نہیں بلکہ حقیقی ہوگا۔ یہ عقیدہ محض دیوانگی ہے۔ یہ عقل و منطق اور نص قرآن سے متصادم ہے۔ قرآن کریم کی جس آیت میں "اللہ کے ہاتھ، آنکھوں اور چہرے" کا ذکر ہے وہ مجازی ہیں حقیقی نہیں ہیں۔ اللہ کریم تو ہر شئے سے بے نیاز ہے نیز ہم ان لوگوں کے بارے میں سوائے افسوس کے کچھ نہیں کہہ سکتے جو اپنے رب کو جہنم کا ایندھن بناتے ہیں اور خود جنت کا شوق کرتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ جہنم کو بھرنے کے لئے اپنا پاؤں اس میں ڈالے گا پھر دوزخ بس بس کہے گی۔ (مشکوٰۃ جلد 3 ص 101)

ہمارے پانچویں امام حضرت امام باقرؑ نے ہمارے عقیدہ توحید کی وہ توضیح کی ہے کہ جسکی مثال ناممکن ہے آپؑ فرماتے ہیں "ہم چاہے جس چیز کا تصور دل یا ذھن میں لائیں اور اس کے بارے میں جتنا بھی سوچیں ہمارے ذھن میں جو بھی تصویر ابھرے گی وہ ہماری طرح کی مخلوق ہوگی" ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ ہی خالق ہے معبود ہے اور ہر شئے پر قادر ہے۔

عدل

ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ''خداوند عالم کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا'' (القرآن)

حدیث قدسی ہے کہ میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تمہارے اوپر بھی حرام کیا ہے پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

ہمارے بھائیوں کا عقیدہ کہ ''**والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ**'' یعنی نیکی اور بدی کا دروازہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

یہ کہنا کہ برائی خداوند عالم کی جانب سے ہے، خلاف عدل ہے (شرح فقہ اکبر کاری ص 10) اس لئے کہ اگر خدا نے انسان کو خود مختار نہیں بنایا اور بندہ اپنے فعل نیک و بد میں اپنے رب کی جانب سے مجبور ہے تو پھر جنت اور جہنم کی خلقت عبث اور بے کار ہوگی۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ انسان اپنے افعال میں خود مختار ہے۔ قرآن کریم کا واضح فیصلہ ہے "**فمن شآء فلیؤمن ومن شآءَ فلیکفر**" جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔ سورۃ دھر پارہ 29 ع 19 میں ارشاد خداوندی ہے ''**انا ھدیناہ السبیل اما شاکراً و اما کفوراً**'' بے شک ہم نے اس کو صحیح راستہ دکھلایا (اب وہ) خواہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔ ہم ببانگ دھل یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ قرآنی ہے۔

نبوت

اس حوالے سے شیعوں کا عقیدہ قرآن کی نص صریح کے عین مطابق ہے ارشاد خداوندی ہے کہ "**وما ینطق عن الھویٰ ،ان ھو الا وحی یوحیٰ**" (النجم آیت نمبر 4) وہ (رسولؐ) اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، جو وحی ہوئی ہے وہی کہتے ہیں۔ اسی حکم الٰہی کے عین مطابق ہم انبیاؑ کو قبل از بعثت ''معصوم عن الخطاء'' مانتے ہیں۔ ہمارا نبیؐ وجہ تخلیق کائنات ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ نبیؐ کو 40 سال تک اپنے نبیؐ ہونے کا علم نہ تھا۔ ہمارے نبیؐ تو اس وقت بھی نبیؐ تھے جب آدمؑ روح و بدن کے درمیان تھے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ جلد 3 ص 119) اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لئے جس وسیلے کا انتخاب کیا وہ ہمارے نبیؐ ہیں حدیث قدسی ہے کہ ''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو اے محمدؐ میں نے تجھے پیدا کیا'' (کتاب

اسرارالمعرفت ص130) ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ و رسلؑ بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے دنیائے عالم میں مبعوث فرمائے۔ حضرت محمدؐ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبیؐ ہیں۔ ان کے بعد کسی نبیؐ کی کسی لحاظ سے بھی آمد باطل ہے۔

امامت

حضرت ابراھیمؑ کو اللہ تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتے ہیں "**قال انی جاعلک للناس اماما**" فرمایا میں تمھیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔

حضرت ابراھیمؑ نے عرض کی اور میری اولاد میں سے، فرمایا میرے عہدے پر ظالمین میں سے کوئی شخص فائز نہیں ہوسکتا۔ اس آیت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ امامت عہدہ الٰہی ہے جو فقط صالح اور برگزیدہ بندوں ہی کو ملتا ہے۔ ہمارے ہاں امام یا خلیفہ "**منصوص من اللہ**" ہوتا ہے۔ جمہوریت کے نتیجے میں کوئی اس عہدہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ بھی ثابت ہے کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ اور جو اس میں مبتلا ہوا وہ ظالم قرار پائے گا۔ اور ظالمین اس پاک ومقدس عہدے کے مستحق قرار نہیں پائے۔ چنانچہ امامت کے حقیقی وارث محمدؐ وآلِ محمدؐ یعنی بارہ 12 امام ہیں۔ جن کے بارے میں رسولؐ کی حدیث حجت قرار پاتی ہے کہ "دین قیامت تک یا اس وقت تک قائم ہے جب تک بارہ (۱۲) خلفاء کی حکومت نہ ہو جائے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے" آپؐ کا یہ فرمان بھی ہے کہ میرے بعد بارہ (۱۲) خلفاء ہونگے جو سب بنی ہاشم سے ہونگے۔ (صحیح مسلم ج6 ص4، ینابیع المودۃ ج3 ص106)

قیامت (معاد)

اس بات پر تمام ملت اسلامیہ بلکہ ادیان عالم کا اتفاق ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا جب تمام نوع بشر کو اسی جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ہر شخص کو صحیح عقیدے کے ساتھ اعمال صالح کی جزاء اور اعمال بد کی سزا دی جائے گی۔ نیز حشر ونشر کے ضمن میں کتاب خدا اور احادیث صحیحہ میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے وہ سب اہل تشیع کا جزو ایمان ہے۔ جیسے عقیدہ دوزخ و بہشت، برزخ کی آسائش اور عذاب، میزان، صراط، اعراف اور وہ اعمال نامہ جو زندگی کا مرقع ہوگا (صواعق محرقہ) میں حضرت ابوبکر کی یہ روایت موجود ہے

جو علامہ ابن حجر مکی نے تحریر کی ہے کہ کوئی شخص پل صراط پار نہیں کر سکے گا جب تک کہ اسکے ہاتھ میں حضرت علیؑ کے ہاتھ کا لکھا پروانہ (تحریر) نہ ہوگا۔

معجزاتی ثبوت:

حقیقی خلفاءِ راشدین جو اولاد ابراہیمؑ سے بھی ہیں اور اولاد رسولؐ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ یہ خلفاء آسمانی کتب اربعہ یعنی توریت، زبور، انجیل اور قرآن مجید کے عالم بھی ہیں اور تمام انبیاءؑ کے معجزات اور علم کے وارث بھی ہیں۔ یہاں مختصراً دو معجزات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ اہل اسلام حقائق سے مستفید ہوسکیں۔ ایک معجزہ حجاج حضرات نے یقیناً دیکھا ہوگا جو کہ بیت اللہ شریف مقام ابراہیمؑ پر قدم مبارک کے نقش پتھر میں پیوست ہیں۔ اور دوسرا معجزہ اسی طرح پتھر میں پیوست آٹھویں آفتاب ہدایت امام رضاؑ کے قدموں کے نقش، نیشاپور ایران میں زیارت کیے جا سکتے ہیں جو زائرین کے لئے ہر وقت موجود ہیں۔

Settings\Zee\Desktop\IMG0008A.jpg not found.

باب دوئم

تعارف شیعہ قرآن وسنت رسولؐ کی روشنی میں

تہتر 73 اسلامی فرقوں میں سے شیعہ واحد فرقہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بطور مذہب تعارف کرایا ہے۔

تحقیق:۔ شیعہ مذہب ابتدائے اسلام سے لیکر زمانہ رسولؐ میں تھا اور تا قیام قیامت جب تک قرآن باقی ہے مذہب شیعہ بھی باقی رہے گا۔ شیعان محمدؐ وال محمدؐ نے پیغمبر اکرمؐ کی تعلیمات کو حضورؐ کے ساتھ ساتھ ان کے اہلبیتؑ سے حاصل کیا جو کہ حصہ ہائے رسالت اور اجزائے نبوت ہیں۔ جو علم نبویؐ کے وارث اور شہر نبیؐ کے در ہیں لہذا ان کی تعلیمات و ہدایت اور ان کے اقوال و افعال عین قرآن اور تعلیمات رسولؐ اسلام کے مطابق ہیں۔ اہل تشیع کے متعلق دشمنان اسلام نے غلط اور بے بنیاد و باطل خیالات پھیلا کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا اسی طرح بنی امیہ اور بنی عباس کے ظالم اور متشدد حکمرانوں نے شیعان حیدر کرارؑ کو مسلسل اپنے مظالم کا نشانہ بنائے رکھا اور حقیقی دین محمدیؐ کو مٹانے کے لئے اہل تشیع کی تبلیغ اور سر عام مذہبی احکامات کی ادائیگی پر پابندی عائد رکھی جس کے اثرات دور حاضر میں بھی ان کے پیروکاروں کے اعمال سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ لیکن شیعان محمدؐ وآل محمدؐ نے تعلیمات محمدؐ و اہلبیتؑ محمدؐ کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور زندہ دیواروں میں چنے جانے کے باوجود اور حب اہلبیتؑ رسولؐ میں گردنیں کٹوانے کے باوجود اس مقدس امانت کو محفوظ رکھا اس حق وصداقت کے قافلے کی قربانی کی تصدیق اس وقت بھی بغداد کی دیواروں سامرہ بغداد اور دمشق کے تاریک زنداں کرتے ہیں لیکن شیعان محمدؐ وال محمدؐ کے جذبہ ایمان وقربانی اور ان کے استقلال وایثار کو ذرہ برابر بھی کمزور نہ کر سکے۔ شیعان حیدر کرارؑ کے نصب العین کی پختگی مذہب کی صداقت اور اصول فروع کی حقانیت قرآن اور فرمان رسولؐ کی بالا دستی کو قائم رکھنے کے لئے چودہ سو سال سے باطل سے ٹکراتے چلے

آ رہے ہیں۔شیعہ کے خلاف ایک بے بنیاد پروپیگنڈے کے ذریعے پھیلائے گئے۔(عبداللہ ابن سباح ایک فرضی شخصیت جس کا وجود ہی نہیں ہے کے پیرو کار بتلا کر یزید کے آباؤ واجداد اور اس کے ہمنوا، رسولؐ کی اولاد کو اور ان سے محبت رکھنے والوں کو مٹانے کی مسلسل نا کام کوششیں کرتے چلے آ رہے ہیں۔مگر گلشن حق و صداقت کے پھولوں کا یہ گلدستہ کانٹوں کے زندان میں مہکتا اور دنیا کو نور ہدایت سے منور کرتا چلا آیا ہے۔شیعہ مذہب اور اس کے اصول دین اور فروعات دین کی حقانیت کی تصدیق قرآن سے ملتی ہے جس کا انکار سوائے کافر کے کوئی بھی مسلمان نہیں کرسکتا۔

شیعہ قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم اور اولی العزم پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیعہ کہہ کر تعارف کروایا گیا جیسا کہ ارشاد رب العباد ہے ''وَاِنَ مِنْ شِیُعتِہٖ لِا براھِیُم''

(ترجمہ) بے شک ابراہیم (نوحؑ) کے شیعوں میں سے تھے۔ سورۃ الصفات آیت نمبر 83

پھر ارشاد رب العزت ہے کہ سورۃ حج آیت نمبر 78 ''ملۃ ابیکم ابراھیم ط ھو اسمکم المسلمین ''اس آیتِ منقولہ میں ارشاد ربانی ہے کہ ملت تمھارے باپ ابراہیمؑ کی ہے اسی نے تمھارا نام مسلمان رکھا۔

پھر ارشاد رب کائنات ہے کہ ''قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا''

اے رسولؐ کہہ دو کہ ہم ابراہیمؑ کے طریقہ پر ہیں۔ سورہ البقرۃ آیت نمبر 134

پھر جب سے پہلی شریعت نافذ ہوئی اور بانی شریعت حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے عظیم پیغمبر اور اس شریعت کے متبع کو اللہ تعالیٰ نے شیعہ کہا ہے اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام شریعت حضرت نوحؑ کو اپنا کر شیعہ نوح علیہ السلام کہلائے۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا ذکر اور قصہ بیان کیا ہے کہ بے شک حضرت ابراہیم ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے مذہب پر چلے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ''وَاِنَ مِنْ شِیُعتِہٖ لِا براھِیُم ''فرمایا یعنی ان کے اہل دین سے تھے اور ان لوگوں سے تھے جنہوں نے اللہ

کی طرف توحید پر ایمان لانے کی طرف بلانے میں پیروی کی ہے۔

(فتح القدیر جلد۴ صفحہ 3389 طبع مصر)

مزید ثبوت کے لئے قرآن حکیم سے ملاحظہ ہو "هذا من شيعته و هذا من عدوه فاستغاثه الذي من شيعة" یعنی ایک حضرت موسیٰ کا شیعہ تھا اور ایک شیعہ کا دشمن جو موسیٰ کا شیعہ تھا اس نے جناب موسیٰؑ سے مدد مانگی اور موسیٰؑ نے اپنے شیعہ کے اس دشمن کو گھونسہ مار کر جہنم میں پہنچا دیا اس آیہ مبارکہ میں حضرت موسیٰؑ کے پیروکار کو شیعہ کہا گیا ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ خود بھی شیعہ تھے۔

(سورۃ قصص آیت نمبر 15)

ان کے ماننے والے پیروکار بھی بحکم قرآن شیعہ ہیں نیز تمام مفسرین نے شیعہ کے معنی پیروکار طریقے پر چلنے والے، تابعدار، فرمانبردار لکھے ہیں جن کا مفہوم ایک ہی ہے کہ ماننے والا چنانچہ مفسرینِ اہلسنت نے تفسیر بیضاوی جلد نمبر 4 صفحہ 125 طبع مصر میں لکھا ہے کہ "من شيعته اى شايعه على دينه" یعنی ایک ان کا شیعہ تھا یعنی ان کے دین پر تھا۔

علامہ فراء بغوی نے تحریر کیا ہے کہ "هذا مومن و هذا كافر" یعنی لڑنے والوں میں ایک شیعہ یعنی مومن اور دوسرا عدو یعنی کافر تھا (معالم التنزیل جلد 3 صفحہ 175 طبع بمبئی)

شیعہ فرمان رسولؐ کی روشنی میں

فرمان رسولؐ حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ ارشاد رب کائنات ہے کہ "ان الذين آمنو وعملو الصالحات اولائک هم خير البريه" یعنی بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق سے بہتر ہیں سورۃ بینۃ آیت نمبر 7

محمد بن علی سے روایت ہے کہ

اولئک هم خير البريه فقال النبیؐ انت يا على و شيعتک

وہ لوگ تمام مخلوق سے بہتر ہیں نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں۔

(تفسیر ابن جریر جلد 33 صفحہ 146 طبع المطبعہ المیمنیہ قاہرہ)

حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ بروز قیامت کامیاب ہوں گے

حضرت جابر ابن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ''قال کنا عندالنبیؐ ....''
ہم رسول پاک کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ تشریف لائے حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ علیؑ اور ان کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی ''ان الذین آمنوا.......الخ'' اس دن کے بعد جب بھی حضرت علی آئے تو اصحاب رسول ان کو خیر البریہ کے لقب سے یاد کرتے یعنی کہتے کہ یہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

۱) تفسیر الدر المنشور جلد 6 صفحہ 379 مطبع بمینہ قاہرہ
۲) تفسیر فتح البیان جلد 10 صفحہ 333 طبع مطبعہ العاصمہ مصر
۳) تفسیر فتح القدیر جلد 5 صفحہ 477 طبع مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ بروز محشر خوش وخرم ہوں گے

حضرت ابن عباسؓ سے روات ہے کہ جب یہ آیہ مبارکہ ''ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریه'' نازل ہوئی تو رسالت مآبؐ نے حضرت علیؑ کو فرمایا۔اے علیؑ وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں جو بروز قیامت خوش وخرم ہوں گے۔

۱) بحوالہ تفسیر الدر المنشور جلد نمبر 6 صفحہ 389 طبع مصر
۲) تفسیر فتح القدیر جلد 5 صفحہ 477 طبع مصر

شیعہ رسول اکرمؐ، حضرت علیؑ اور آئمہ طاہرین کے ساتھ داخل جنت ہوں گے

امام طبرانی نے روایت بیان کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا

''قال لعلی اولی اربعه یدخلون الحنة انا و انت والحسن والحسین وذریتنا خلف ظهورنا و ازواجنا خلف ذریاتنا و شیعتنا عن ایماننا وشمائلنا''

اے علیؑ چار ہستیاں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔ میںؐ، آپؑ، حسنؑ اور حسینؑ اور ہماری ذریت ہمارے پیچھے پیچھے ہوگی اور ہماری ازواج ہماری ذریت کے پیچھے پیچھے اور ہمارے شیعہ دائیں بائیں ہوں گے۔ (الصواعق المحرقہ صفحہ 159 طبع المکتبہ القاہرہ مصر)

حضرت علیؑ اوران کے شیعوں سے حوض کوثر پر ملاقات کا وعدہ

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ کیا آپ نے فرمان الٰہی نہیں سنا کہ "ان الـذین آمنو.....الخ" وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں اور حسب وعدہ میری اور تمھاری ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔

(تفسیر الدر المنثو رجلد 6 صفحہ 379 طبع مصر)

صحابہ مہاجرین وانصار شیعہ تھے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رقمطراز ہیں کہ

"اول کسے شیعہ ملقب شد۔۔۔۔یعنی سب سے پہلے جس جماعت کو شیعہ کہا گیا ہے وہ جماعت صحابہ مہاجرین وانصار اور تابعین ہیں جب حضرت علیؑ مرتضیٰ خلیفہ بنے تو صحابہ، مہاجرین و انصار اور تابعین نے حضرت علی کو خلیفہ مانا آپ کی پیروی کی اور اوامر ونواہی میں آپ کی اطاعت کی حضرت علیؑ کے دشمنوں سے آپ کے ساتھ مل کر جنگ کی اور اس جماعت صحابہؓ مہاجرین وانصار کو حضرت علیؑ کے مخلص شیعہ کہتے ہیں۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص 18 طبع سہیل اکیڈمی لاہور)

کلمہ طیبہ

کلمہ اسلام اور کلمہ ایمان قرآن وسنت کی روشنی میں

غیر مسلم کلمہ شہادتین "اشهـد ان لاالـه الا الله واشهد ان محمدا رسول الله" پڑھ کر مسلمان تو ہو جائے گا اور دائرہ اسلام میں داخل تو ہو جائے گا مگر دائرہ ایمان میں نہیں جیسا کہ قرآن مجید کی آیہ مبارکہ وضاحت کررہی ہے کہ "قـالـت الاعـراب امـنا و قل لم تومنوا ولكن قونوا اسلمنا ولما يد خل الايـمـان فی قلوبکم" (سورۃ الحجرات آیت نمبر 14)۔ (یہ اعرابی) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں آپؐ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ اسلام لائے ہو۔ ایمان تو ابھی تمھارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔

یعنی ایمان کے بغیر ابھی مومن نہیں ہو سکتے اور خطرہ شرک بھی ہے اور نفاق بھی یعنی (منافقت بھی)

اور جب تک ایمان نہ آئے مومن نہیں ہو سکتا اور بغیر ایمان کے نہ نماز کا فائدہ، نہ روزے کا فائدہ اور نہ ہی کسی بھی عمل صالح کا، اسی لئے قرآن مجید میں تین اطاعتیں واجب کی گئی ہیں یعنی تین کلمے۔ ارشاد رب العزت ہے کہ **اطیعوا اللہ**، (اللہ کی اطاعت کرو) **اطیعوا الرسول** (رسول کی اطاعت کرو) **و اولی الامر منکم** (اور اولی الامر کی اطاعت کرو) سورہ نساء آیت نمبر 59

اسی طرح اس آیہ مجیدہ کی وضاحت درود شریف سے بھی ہوتی ہے۔ "**اللھم صلی علی محمد وآل محمد**" مزید ثبوت کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت مجیدہ ہر قسم کے شبہ کو مٹا دیتی ہے۔ "**انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الذکوٰۃ وھم راکعون**" (سورہ مائدہ آیت: ۵۵) یعنی اللہ ولی، رسولؐ ولی، تیسرے وہ ولی جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اس آیہ مجیدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تین قسم کے ولی ہیں جن کی اطاعت واجب ہے اور جس سے کلمہ طیبہ مکمل ہوتا ہے۔ کیونکہ تینوں شہادتیں دینی ضروری ہیں اور اس آیہ مجیدہ کی شان نزول میں فریقین کی کتب میں پوری وضاحت کے ساتھ مرقوم ہے کہ حضرت علیؑ نے نماز کے دوران حالتِ رکوع میں سائل کو انگوٹھی دی بحوالہ **راکعون الی المجالس** تفسیر قرآن اگر کسی تعصب کی وجہ سے کوئی شخص علی کو ولی تسلیم نہ بھی کرے لیکن اسے تیسرے ولی کا تعین کرنا پڑے گا۔ اور کلمے میں اللہ اور رسولؐ کی شہادت کی طرح تیسرے ولی کی شہادت دینی پڑے گی۔ اسی لئے تین کلمے تین خباثتوں کو رد کرتے ہیں۔ یعنی پہلے کلمے لا الہ الا اللہ سے شرک دور ہوتا ہے، دوسرے کلمے محمد الرسول اللہ سے کفر دور ہوتا ہے اور تیسرے کلمے علی ولی اللہ سے نفاق دور ہوتا ہے۔ یعنی منافقت دور ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے کہ خلیفہ بلا فصل ہی حضرت علیؑ ہیں۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری جلد نمبر 3 مؤلف قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی ص 522 سے ص 524 پر ملاحظہ فرماویں۔ مزید اسی مؤلف کی جلد نمبر 8 اردو مطبوعہ دار الاشاعت کراچی پارہ نمبر 19 سورۃ شعراء تفسیر دعوت ذوالعشیرہ ص 555 پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اعلان نبوت کے سلسلے میں پہلی دعوت جسے دعوت ذوالعشیرہ کہتے ہیں جس کی سند قرآن حکیم کی سورۃ الشعراء میں ارشاد رب العزت ہے آیت "**وانذر عشیرتک الاقربین**" کہ ڈراؤ اپنے قریبی عزیزوں کو۔ چنانچہ آیت مبارکہ کے حکم کے مطابق اقرابین کو مدعو کر کے پیغام حق سنایا گیا اور حاضرین دعوت پر اعلانیہ واضح کیا گیا کہ آج جو نصرت خدا رسولؐ کا سب سے پہلے اقرار کرے گا وہی اللہ کے رسول کا وصی ہوگا۔ چنانچہ علماء فریقین کا اتفاق ہے کہ اس دعوت میں سب سے

پہلے حضرت علی علیہ السلام نے بیعت کی اور اللہ اور رسولؐ کی مدد کی یقین دہانی کرائی اور اس تصدیق میں کسی نے بھی حضرت علیؑ سے سبقت حاصل نہ کی چنانچہ کتب اہلسنت میں مضبوط اسناد کے ساتھ ارشاد پیغمبرؐ خدا یوں ہے کہ بتحقیق یہ (علی) میرا بھائی میرا اوصی اور میرا خلیفہ ہے تم لوگوں میں۔ پس اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ حوالہ جات کتب اہل سنت ملاحظہ ہوں

۱) کنز العمال جلد 6، ص 260، 208، 397، حدیث نمبر 6008 اور نمبر 6056

۲) مسند احمد ابن حنبل جلد 1 ص 111 اور 231

۳) تاریخ حبیب السیر مطبوعہ بمبئی جلد 1 الجزالثالث ص 16

۴) تفسیر المعالم التنزل ابوالفداء بغوی مطبوعہ مصر (برحاشیہ تفسیر خازن) جلد 5 ص 105

۵) تاریخ المختصر فی احوال البشر ابوالفداء مطبوعہ مصر جلد 1 ص 119

نیز اسے ابن جریر ابن ابی عاصم ابن اسحاق امردویہ، ابونعیم اور بیہقی وغیرہ نے بھی لکھا ہے۔

حدیث نبوی سے مزید ثبوت

حضورؐ نے فرمایا: اے ام سلمہؓ گواہ رہو یہ علیؑ امیر المومنین ہیں، سید المسلمین ہیں، میرے علم کا ظرف ہیں اور میرا وہ دروازہ ہیں جس سے داخل ہوا جاتا ہے المتادی فیض القدیر کی جلد 4 ص 356 پر لکھا ہے۔ طبرانی نے الکبیر اور الرافعی اپنی مسند میں ابن عساکر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جس شخص کو میری زندگی پسند ہو اور میری موت مرنا چاہتا ہو اور اس باغ عدن میں رہنا چاہتا ہو جس کو میرے اللہ نے لگایا ہے۔ اس کو چاہیے کہ میرے بعد علیؑ کی ولایت کا قائل ہو اور علیؑ کو دوست رکھے اور میرے بعد میرے اہلبیتؑ کی پیروی کرے کیونکہ میرے اہل بیتؑ ہی میری عترت ہیں جن کو میری طینت سے خلق کیا گیا جن کو میرا فہم اور میرا علم عطا کیا گیا۔ میری امت کے ان لوگوں پر افسوس ہو جو ان کی فضیلت کو جھٹلاتے ہیں اور ان کے بارے میں صلہ رحمی کو قطع کرتے ہیں اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ کرے۔

حدیث رسولؐ ہے کہ علیؑ کے متعلق مجھے تین باتیں بذریعہ وحی بتائی گئی ہیں۔

(۱): علیؑ مسلمانوں کے سردار ہیں متقین کے امام اور روشن جبین نمازیوں کے قائد ہیں۔ (اس حدیث کو امام مستدرک نے جلد ۳ ص ۱۳۸ پر درج کیا ہے) اس لئے شیعہ اس حقیقت کا برملا اعلان کرتے ہیں کہ دائرہ کفر

سے نکلنے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے توحید و رسالت کا اقرار لازمی ہے اور توحید و رسالت کے اقرار کے بعد ولایت امیر المومنینؑ کا اقرار بمطابق قرآن اور ارشاد رسولؐ ضروری ہے اور لا الہ الا محمد رسول اللہ کے بعد علی ولی اللہ کا اقرار کر کے وہ رسولؐ کے اعلان خم غدیر کی تائید کرتے ہیں جب رسولؐ نے خم غدیر کے مقام پر ایک لاکھ سے زائد صحابہؓ کی موجودگی میں ایک فصیح و بلیغ خطبے کے بعد علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا کہ "اللہ مولانا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ" اللہ ہمارا مولا ہے۔ جسکا میں مولا ہوں اسکا علیؑ مولا ہے۔ یہ مسند احمد بن حنبل جلد 4 ص 372 کتاب الخصائص کے ص 21 میں یہ الفاظ درج ہیں رسولؐ نے علیؑ کا ہاتھ بلند کر کے فرمایا کہ میں جس کا ولی ہوں علی اس کا ولی ہے۔ تفسیر مظہری ص 524 پر پوری تفسیر ملاحظہ کریں مستدرک حاکم جلد 3 ص 109 میں درج ہے آنحضرتؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے۔ پالنے والے جو علیؑ کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو علیؑ کو دشمن رکھے تو اسے دشمن رکھ۔ صحابی رسولؐ حضرت عتبہ بن عامر جہنیؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے ہم (صحابہؓ) سے اس قول پر بیعت لی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے نبی ہیں اور علیؑ ان کے وصی ہیں۔ اگر ہم نے ان تین (شہادتوں) میں سے کسی کو ترک کیا تو کفر کیا۔ (ینابیع المودۃ طبع اول ص 248)۔

مشہور امام اہلسنت خطیب بغدادی تحریر کرتے ہیں کہ جنت کے دروازوں پر یہ کلمہ لکھا ہوا ہے۔

"لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ" (تاریخ بغداد جلد 1 ص 259)

حافظ ابن عساکر محدث اہل سنت لکھتے ہیں کہ جنت کے دروازوں پر لکھا ہے کہ

"لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ" (تاریخ عساکر جلد 3 ص 118)

شیعہ (اسلام کی پہلی دعوت ذوالعشیرہ اور آخری پیغام رسالت کی تائید کر کے حق اطاعت ادا کرتے ہیں۔ نیز شیعہ کلمہ اور آذان میں جتنے بھی حضرت علی علیہ السلام کے متعلق القابات پڑھتے ہیں وہ سب حضورؐ کے عطا کردہ ہیں اور اہل سنت کی معتبر کتب ان سے بھری پڑی ہیں۔

توحید و امامت سمجھنے کے لئے حضورؐ کا مقام صدق سمجھنا ضروری ہے جب تک شان رسالت سمجھ میں نہ آئے گی اس وقت تک نہ ہی الٰہی خزانوں تک رسائی ممکن ہے اور نہ ہی اس کے ولی کی ولایت سے ہدایت حاصل ہو سکے گی۔

یاد رہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی ایک نبی کا بھی خلیفہ صحابی مقرر نہیں ہوا۔ یہ الٰہی

فیصلے ہیں کسی کے بس کی بات نہیں اس لئے بھائیوں کو اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کر لینا چاہیے۔ ہر نبی کا جانشین ان کے اہل بیت میں سے اللہ نے منتخب فرمایا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں ہے کہ ''**رب الشرح لی صدری و یسرلی امری و احلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی و اجعل لی وزیرا من اهلی هارون اخی**'' میرا سینہ کھول دے۔۔۔۔۔۔۔اور میرا وزیر میری اہلبیت سے میرے بھائی ہارون کو بنا۔

وضو ۔۔۔ قرآن وسنت رسولؐ کی روشنی میں

وضو نماز کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے اگر وضو صحیح ہے تو نماز بھی صحیح ہے اگر وضو مشکوک ہے تو نماز کا صحیح ہونا ممکن نہیں۔

طریقہ وضو از قرآن

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے ''**یا ایها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلو وجوهکم و ایدیکم الی المرافق و امسحو برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین**'' (سورہ مائدہ آیت:۶) اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو دھولو اپنے چہرے کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور مسح کرو اپنے سروں کے بعض حصے کا اور پاؤں کا ٹخنوں تک، اس آیہ کریمہ سے وضو کی ترتیب اور پاؤں کا مسح ثابت ہے یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ ''**وامسحو برؤسکم و ارجلکم**'' یعنی مسح کرو سروں کا اور پاؤں کا میں واؤ معیت کی وجہ سے **ارجلکم** کو نصب ملی ہے اور یہاں پر جر تقدیر میں ہے اس لئے پاؤں کے مسح کرنے کا حکم ہے نہ کہ دھونے کا۔ ثبوت کے لئے دیکھیئے شیخ محی الدین عربی علامہ اہلسنت فتوحات مکیہ مطبوعہ مصر جلد اول ص 448 میں تسلیم کیا ہے کہ ارجلکم کے ل پر زبر اس کو حکم مسح سے خارج نہیں کرتی۔ اسی طرح صحابی رسول ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ وضو دو دھونا دو مسح کرنا ہے۔ فتاویٰ نے کہا کہ اللہ نے دو دھونے اور دو مسح کرنے کو فرض کیا ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن مطبوعہ صدیقی بھوپال جز اول ص 693 اسی طرح تفسیر کبیر فخر الدین رازی مطبوعہ مصر جلد 3 ص 368 میں ہے

کہ ابن عباسؓ نے انس بن مالک عکرمہؓ اور حضرت امام ابوجعفر محمد باقرؑ کے نزدیک دونوں پاؤں کا مسح واجب ہے رسول اللہؐ نے پاؤں کے مسح کا حکم دیا ہے۔ثبوت کے لئے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی مطبوعہ دالطباعۃ العامرہ مصر جلد 1 ص 656۔ رسول خداؐ خود پاؤں کا مسح کرتے تھے۔ثبوت کے لئے دیکھئے اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ مصر جلد 1 ص 192۔صحیح مسلم شرح نودی جلد اول ص 230 پر بھی حضورؐ کا پاؤں پر مسح کرنا ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام بھی پاؤں کا مسح ہی کرتے تھے۔ثبوت کے لئے دیکھئے مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر جلد 1 ص 116۔اگر یہ عذر کیا جائے کہ احادیث میں ہے کہ رسول پاؤں دھوتے تھے اور پاؤں دھونا سنت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ (معاذ اللہ) رسول خداؐ قرآن کے حکم کے خلاف عمل کرتے تھے ایسا نہیں ہوسکتا کہ رسولؐ کا کوئی عمل قرآن کے منافی ہو۔لہذا وضو میں پاؤں دھونا رسولؐ کی سنت نہیں اور جن روایات میں رسول پاکؐ کے پاؤں دھونے کا تذکرہ ملتا ہے وہ تمام روایات خلاف قرآن ہیں اس لئے ان پر عمل کرنا جرم ہے۔اسی طرح اہل حدیث حضرات موزوں پر مسح کے قائل ہیں اگر موزوں پر مسح احادیث سے ثابت ہے تو بدرجہ اولیٰ پاؤں پر مسح قرآن سے ثابت ہے لہذا شیعہ وضو عین قرآن کے مطابق ہے۔نیز مسح کا سازشی پہلو ملاحظہ ہو غیر شیعہ نے سر کے مخصوص حصے کے مسح کی بجائے مسح کو اس قدر بگاڑ دیا کہ ہونٹ، کان، گردن اور الٹے ہاتھوں کا مسح شمار کر کے اصلی حصے کی نوعیت ہی غائب کردی اسی طرح پاؤں پر مسح کی بجائے زیر زبر کے قیاس کی ملاوٹ کر کے دھونا معنی کرلیا اور پھر اسی دھونے والے معنی کے جراب پہن کر مسح کو بھی تسلیم کرلیا۔یہ قرآن اور فرمان رسولؐ سے بغاوت نہیں تو اور کیا ہے۔

نماز قرآن وسنت رسولؐ کی روشنی میں

(ارسال یدین) یعنی نماز میں ہاتھ کھولنا اللہ تعالیٰ کا یہ قرآن پاک میں بیان فرمانا ہے۔کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور پر پھیلا کر اڑنے والے پرندے اللہ ہی کی تسبیح کرتے رہتے ہیں ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی نماز اور اپنی اپنی تسبیح کو خوب جانتا ہے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے۔ (سورۃ النور آیت نمبر 41 پارہ 18)

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہے کہ زمین و آسمان کی مخلوق مع پرندوں اپنے پروں یعنی بازوؤں کو پھیلا کر یعنی کھول کر اللہ تعالیٰ کی نماز اور تسبیح کرتے ہیں نہ کہ باندھ کر اور یہ نماز میں ارسال یدین پر نص صریح ہے۔

ایک دوسری آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اے رسولؐ کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو عدالت کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر نماز کے وقت (قبلہ کی طرف) اپنے رخ کرو اور دین کو اسی کے لئے خالص سمجھ کر اس سے دعا مانگو جیسا کہ اول میں اس نے تم کو پیدا کیا تھا ویسے ہی اس کے حضور میں پلٹ کر جاؤ گے۔(الاعراف 29 پارہ 8) اس آیہ کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے عدل کے حکم کے ساتھ مومنین کو حکم دیا ہے کہ نماز کے وقت اپنے رخ (قبلہ کی طرف) کرلو اور مانگو یعنی نماز اور دعا میں ہاتھ ایسے رکھو جیسے ابتداء میں اس نے تمہیں پیدا کیا اور بعد از حیات تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے یقیناً پیدائش اور موت کے بعد انسان کے ہاتھ کھلے ہوتے ہیں نہ کہ بندھے ہوئے۔

ثبوت: علامہ اہلسنت محمد اسمٰعیل دیوبندی دہلوی لکھتے ہیں کہ حکم تو ہاتھ کھولنے کا ہی ہے لیکن روافض سے مشابہ ہونے کی وجہ سے مذہب حنفیہ کے پیروکاروں نے ہاتھ کھولنے چھوڑ دیئے پس اس ہاتھ کھولنے کے فعل پر سوائے شیعہ کے کوئی باقی نہ رہا (تنویر العینین مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور ص 21 امام مالک کا فتویٰ ہے کہ پختہ حکم تو ہاتھ کھولنے کا ہے اور ہاتھ باندھنے کی اجازت ہے (شرح کنز الاقائق مطبوعہ نولکشور ص 25) علامہ عینی حنفی ہاتھ کھولنے کا مزید ثبوت کتب شرح صحیح مسلم نووی مطبوعہ نولکشور جلد ا ص 173 میں ملاحظہ ہو

طریقہ نماز رسولؐ

رسول خداؐ سورہ الحمد سے نماز شروع کرتے تھے اور تکبیر پر ختم کرتے تھے ثبوت کے لئے دیکھیے صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد 1 کتاب الصلوٰۃ ص 100 شیعہ آج بھی الحمد سے نماز شروع کرتے ہیں اور تکبیر پر ختم کرتے ہیں۔

شیعہ نماز کی ابتدا اور دوران بسم اللہ بالجہر (اونچی آواز سے) پڑھتے ہیں جو رسولؐ خدا کا طریقہ ہے۔ثبوت کے لئے دیکھئے تفسیر درِ منشور علامہ جلال الدین سیوطی مطبوعہ مصر جلد 1 ص 8

آل رسولؐ کے مذہب میں بسم اللہ بالجہر پڑھنا ہی ہے۔

ثبوت کے لئے دیکھیئے نیل الاوطار مطبوعہ مع حاشیہ عون الباری ج 2 ص 91 امام شوکانی

ثبوت کے لئے دیکھیئے قنوت "وقوموا للہ قنتین" ترجمہ:- اور اللہ کے حضور میں کھڑے ہوئے قنوت

پڑھو۔(سورہ بقرہ آیت 238)رسول خداؐ اپنی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔شیعہ آج بھی اپنی ہر نماز میں قنوت پڑھتے ہیں۔ثبوت کے لئے دیکھیئے بخاری شریف جلد 1 ص 406،صحیح مسلم عربی مطبوعہ نولکشور جلد 1 ص 237

ثبوت کے لئے رفع یدین حضرت رسول خداؐ نماز میں تکبیر کے ساتھ ہی رفع یدین یعنی ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

ثبوت کے لئے دیکھیئے صحیح مسلم مع شرح نووی مطبوعہ مکتبہ سعودیہ کراچی جلد 2 ص 10

اوقات نماز قرآنی ثبوت: اقیمو الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل وقرآن الفجر . ترجمہ: نماز قائم کروزوال آفتاب سے رات تک (ظہر اور عصر) (مغرب اور عشاء اور قرآن الفجر یعنی فجر (رکوع پ 15 سورہ بنی اسرائیل)

صحیح بخاری جلد اول ص 272 حضورؐ کا اول وقت میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نماز بھی اکٹھی پڑھیں جس طرح شیعہ پڑھتے ہیں ظہرین حاضر نیت سے اسی طرح مغربین بھی مشترک وقت میں حاضر نیت سے اکٹھی پڑھتے ہیں جیسے حج کے موقع پر ایک آذان اور دو اقامت کے ساتھ ظہرین اور مغربین کی نماز تمام فرقے پڑھتے ہیں لیکن حج کے علاوہ غیر شیعہ خود اپنے متعین کردہ وقت سے تھوڑا آگے پیچھے ہو جائے تو قضاء کی نیت سے پڑھتے ہیں۔(مسلم شریف، شرح نووی مترجم علامہ وحید الزمان جلد اول ص ۲۲۹ سے ۲۳۰ پر حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز مدینہ میں بغیر خوف اور سفر کے ملا کر پڑھی۔ابن عباس نے ہی کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ظہر وعصر کو اور مغرب عشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور مینہ (بارش) کے جمع کیا۔

ہاتھ باندھنے کا سلسلہ کب اور کیسے شروع ہوا؟

ہاتھ باندھنے کی ابتداء کے بارے میں اہلسنت کے جید عالم علامہ عسکری نے اپنی کتاب الاوائل میں اپنے رہنماؤں کی عاجزی اور فضیلت میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر کے آخری دور میں مجوسی قیدی گرفتار کر کے لائے گئے تو وہ قیدی حضرت عمر کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے جب حضرت عمر نے یہ دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ہمیں بھی اپنے خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا چاہیئے کیونکہ وہ قیدی اپنے

بادشاہوں کی تعظیم کیلئے ہاتھ باندھتے تھے تو اس وقت حضرت عمر نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا حکم جاری کر دیا

اسی لئے تو اہلسنت بھائیوں کے چاروں امام یہ تعین نہیں کر سکے کہ کہاں کہاں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنی چاہیئے اور کہاں کھول کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ برادران کے پہلے امام ابوحنیفہ حضورؐ کی وفات کے 69 سال بعد پیدا ہوئے اور اپنے قیاس سے مختلف حالتوں میں ہاتھ باندھنے کا تعین کیا اسی طرح دوسرے امام 79 سال بعد پیدا ہوئے تو انہوں نے اپنے قیاس سے ہاتھ باندھنے کا تعین کیا اسی طرح تیسرے 139 سال بعد اور چوتھے امام نے اپنے اپنے قیاس سے ہاتھ باندھنے اور کھولنے کا تعین کیا۔ جب مرکز (طریقہ قرآن و رسولؐ) سے ہٹے تو منتشر ہو گئے جبکہ شیعہ کے بارہ آئمہؑ میں اور حضورؐ میں ذرہ برابر بھی کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اس لئے کہ شیعہ کے آئمہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنی رائے سے کچھ نہیں کہتے اگر ہم اپنی رائے سے کچھ بیان کریں تو جس طرح ہم سے پہلے کے لوگ گمراہ ہو گئے ہم بھی گمراہ ہو جاتے لیکن ہم صرف وہ بیان کرتے ہیں جسکی واضح دلیل ہمارے اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ نے نبیؐ کے لئے اور نبیؐ نے ہمارے لئے بیان کیا ہو۔ (بحوالہ کتاب الصائر درجات ص 58)

بعض لوگ بے بسی کی حالت میں جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضورؐ نے کبھی نماز ہاتھ کھول کر پڑھی اور کبھی ہاتھ باندھ کر۔ ان سے کوئی پوچھے کہ ہاتھ کھولنے کی آیات قرآن مجید میں آئی ہیں تو اگر کوئی آیت ہاتھ باندھنے کی ہو تو نشاندہی کریں ورنہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ''ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے نہ بھلاتے ہیں جب تک کہ اس سے بہتر یا ویسی ہی نازل نہ کر دیں کیا تم کو علم نہیں کہ خدا تعالیٰ ہر شئے پر قدرت رکھنے والا ہے''۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۰۶)

مزید ثبوت: یہودیوں نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے انہی کے ہاتھ بندھ جائیں اور ان پر ان کے اس قول کے سبب سے لعنت بھی ہو بلکہ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ (سورہ مائدہ 12 رکوع پ 6)

شیعہ کے ہاں حضورؐ سے لیکر اہلبیت رسولؐ حضرت امام مہدیؑ تک 14 معصومینؑ سے ہاتھ کھلے ہوئے ثابت ہیں۔

مزید ثبوت کیلئے معترض کو چاہیئے کہ اپنے چار اماموں میں سے امام مالک کا فتویٰ دیکھیں کہ مالکی صاحبان ہاتھ کھول کر نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ حالانکہ وہ بھی اہلسنت کہلاتے ہیں اور حضرت ابوبکر کے دور میں

کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حضرت ابوبکر نماز ہاتھ باندھ کر پڑھتے ہوں۔

نماز جنازہ

کنز العمائل کتاب الشمائل باب دفن النبیؐ میں بروایت امام صادق علیہ السلام لکھا ہے کہ حضرت عباس نے آنحضرتؐ کے جنازہ پر پانچ تکبیریں پڑھیں۔

تاریخ خلفاء سیوطی ص ۹۳ فصل اولیات عمر میں ہے کہ حضرت عمر پہلے شخص ہیں جنہوں نے نماز جنازہ میں لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا۔

شرح سفر السعادت ص 339 پر ہے کہ مسلم نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ وہ پانچ تکبیریں پڑھا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ آنخضرت کا یہی معمول تھا۔ ابن مسعود سے منقول ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنی اسد کے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں پڑھیں۔ پھر ص 340 پر ہے کہ مسبط حنفیہ میں ہے کہ ابو یوسف پانچ تکبیریں پڑھا کرتے تھے۔ امام احمد وراثا نے ابوحنیفہ سے اور انہوں نے حماد سے اور انہوں نے ابراہیم نجفیؒ سے روایت کی ہے کہ اصحاب رسول پانچ تکبیریں پڑھا کرتے تھے مگر حضرت عمر نے چار کا حکم دے دیا۔

تاریخ ابوالفداء میں ہے کہ حضرت عمر نے چار تکبیر کا حکم دیا

مشہور و معروف عالم دیوبند شبلی نعمانی بھی اپنی کتاب الفاروق میں اعتراف کیا ہے کہ اور حضرت عمر کی فضیلت میں اہم کارناموں کی تفصیل میں لکھا ہے کہ دین میں قیاس کا اصول جاری کیا۔

ص 392 نماز تراویح جماعت سے قائم کی (۲) تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دیا (۳) زکوٰۃ کا عیسائیوں پر اطلاق کیا (۴) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر لوگوں کا اجماع کرایا اور اسی مؤلف کے پرانے ایڈیشن میں قرآن اور فرمان رسولؐ میں متعہ حلال کو حرام قرار دیا ہے لیکن نئے ایڈیشن میں نہیں لکھا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں بھی پانچ تکبیر نماز جنازہ کی حدیث موجود ہے لیکن اکثر مسلمان حضورؐ کی مخالفت کو اسلام سمجھتے ہیں اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ جس کی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کیا خوب وضاحت فرمائی ہے کہ "کچھ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں حالانکہ وہ صاحب ایمان نہیں ہیں یہ اللہ اور صاحب ایمان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ اپنے ہی کو دھوکہ دیتے

چلے آرہے ہیں اور اس کو سمجھتے بھی نہیں ہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے جس کو اللہ نے نفاق کی بنا پر اور بڑھا دیا ہے اب اس جھوٹ کے عوض میں انہیں دردناک عذاب ملے گا۔ (سورۃ توبہ)۔ اور دوسری آیہ مجیدہ میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ اس روز ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسولؐ کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا ہائے افسوس کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا اس نے تو ذکر کے آنے کے بعد بھی مجھے گمراہ کر دیا ہے شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہے ہی اور اس روز رسول آواز دیں گے کہ اس امت نے اس قرآن کو بھی نظر انداز کر دیا ہے اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرمین میں سے کچھ دشمن قرار دیئے ہیں۔ اور ہدایت و امداد کے لئے اللہ کافی ہے۔ (سورۃ فرقان آیت نمبر 27 تا 31)

روزہ افطار کا وقت

"ثم اتموا الصیام الی الیل" پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ (البقرہ آیۃ ۱۸۷)

علماء نے دن اور رات کو بارہ گھنٹوں میں تقسیم کیا ہے رات کے بارہ حصوں کے نام یہ ہیں:

۱)شفق ۲)غسق ۳)عقد ۴)سدور ۵) جھمد ۶) ذلد

۷)زاخد ۸) بھرہ ۹)سحر ۱۰)فجر ۱۱) صبح ۱۲)صباح

اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ غروب آفتاب کو دن کا بارہواں حصہ شمار کیا گیا ہے۔ رات کے پہلے حصے کو شفق اور دوسرے کو غسق کہا ہے جو لیل ہے اور یہی مذہب اہلبیتؑ ہے۔

روزہ آیت کے مطابق اور فرمان رسولؐ کہ صبح صادق سے روزہ رات تک پورا کرنے کا نام ہے۔ لیکن قیاس کے پیروکار خود ساختہ روایت سے جلد افطار کر لیتے ہیں اور تاخیر کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

حج

حج بیت اللہ شریف کا مختصر مفہوم یہ ہے کہ صاحب استطاعت مومن پر فرض ہے اور ایک شیعہ خاندان اولوالعزم نبیؑ ان کی وفادار زوجہ اور اطاعت گزار بیٹے اسماعیلؑ کے عمل کو دھرانے سے ہوتا ہے اور اسی شیعہ نبیؑ حضرت ابراھیمؑ کے نقش پا جو مقام ابراھیمؑ پر پتھر پر نمایاں ہے اس کے سامنے دو رکعت نماز کے ذریعے سر کو جھکانے کا نام ہے یاد رہے کے مولود کعبہ حضرت علیؑ کے وقت ولادت دیوار کعبہ جس مقام سے شق

ہوئی تھی اسی مقام پر کئی بار تعمیر کے باوجود دراڑ کا نشان زندہ معجزہ آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

زکوٰۃ

حضورؐ کے متعین کردہ نصاب کے مطابق قیامت تک ذرہ برابر کمی بیشی نہ کرنے کا نام ہے۔ زکوٰۃ مندرجہ ذیل نو اشیاء پر واجب ہے۔ (حوالہ کتاب اصل اصول شیعہ ص ۱۷۴)

مویشی:- اونٹ، گائے، بھیڑ، بکریاں،

فصلوں غلوں میں:- جو، خرما، گیہوں، منیر منقے کشمش

نقدی میں:- طلائی سکے، نقرئی، سونا، چاندی (توضیح آقا خمینیؒ)

لیکن غیر شیعہ نے نصاب میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں پر بھی لاگو کردی۔

خمس

خمس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور یہ جان لو کہ جو مال تمہیں حاصل ہو اسکا پانچواں حصہ اللہ، رسولؐ کیلیئے رسولؐ کے اقرباء کے لئے، اور یتیموں ناداروں اور مسافروں کے لئے ہے۔ (سورۃ الانفال آیۃ ۴)

خمس کے موضوع پر صحیح بخاری کے علاوہ صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابن داوٗد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت رسالتمآبؐ کی متعدد احادیث موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ خمس کی ادائیگی کو بھی واجب قرار دیا ہے۔

اختصار کے پیش نظر ہم یہاں صرف صحیح مسلم سے ایک روایت کا متن درج کررہے ہیں۔ طالبان تفصیل علامہ سید ابن حسن نجفی صاحب کی کتاب مسلہ خمس ملاحظہ کریں۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عبدالقیس کا ایک وفد رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم ربیعہ کے قبیلے سے ہیں اور ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر کا کافر قبیلہ حائل ہے اور حرمت والے مہینوں کے علاوہ دوسرے زمانے میں ہم آپؐ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا آپؐ ہمیں ایسی کوئی ہدایت فرمائیں ہم خود بھی عمل پیرا ہوں اور اپنے دوسرے لوگوں کو بھی اس پر

عمل کرنے کی دعوت دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں چار باتوں کے لئے اور منع کرتا ہوں چار باتوں سے پھر آپؐ نے توضیح کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ گواہی دو اس بات کی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے رسولؐ ہیں نیز قائم کرو نماز زکوٰۃ دو اور اپنی کمائی میں سے خمس ادا کرو۔

(صحیح مسلم جلد ا ص ۹۳ مطبوعہ لاہور، بحوالہ کتاب حکم اذان از ڈاکٹر تیجانی سماوی ص ۲۰۰)

نوٹ: سوائے شیعہ کے اکثریت مسلمانوں کی خمس کی ادائیگی تو الگ خمس کے نام سے بھی واقف نہیں وہ اس لئے کہ اس کا فائدہ رسولؐ کے قرابتداروں کو ملتا ہے۔ (یعنی سادات بنی فاطمہؑ کو)

جہاد

جو کہ کفار مشرکین کے خلاف فرض کیا گیا ہے غیر شیعہ مسلمان شریعت محمدی اور اولاد رسولؐ کے خلاف لڑنے کو جہاد سمجھتے ہیں اور علم اسلام اور قرآن شریف جلانا غیر شیعہ کے جہاد میں شامل ہے۔

یزید کی حمایت اور حسینؑ کی عزاداری کے خلاف کوششوں کو جہاد سمجھتے ہیں۔ اور پھر اپنے آپ کو بڑے مسلمان بھی کہتے ہیں حالانکہ جناب رسول خداؐ نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنے کو ''جہاد اکبر'' قرار دیا ہے اور صرف لا الہ الا اللہ تک کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنا کفر میں شمار کیا ہے۔ (یعنی کافر قرار دیا ہے) تو لہٰذا مندرجہ ذیل مسلم شریف کی احادیث پڑھنے کے بعد آپ خود فیصلہ کر لیں کہ جناب رسول خداؐ کی وفات کے بعد سیدہ کونین جناب فاطمہ الزہراء (س) کے قاتلوں کو اور جوانان جنت کے سردار جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے قاتلوں کو یا اولاد رسولؐ کے بقیہ آئمہؑ کے قاتلوں کے بارے میں کیا فیصلہ دیں گے۔ موجودہ دور میں مساجد میں نمازیوں پر فائرنگ اور اولادِ رسولؐ کی عزاداری کی محافل میں دہشگردی کرنے والوں کے بارے میں فیصلہ آپکے دین اور ایمان کی عکاسی کریگا۔ حدیث نبویؐ کی اطاعت کے دعویداروں کیلئے صحیح مسلم شریف، شرح نودی جلد اول، مترجم علامہ وحید الزمان، کتاب الایمان صفحہ 189 تا 194، باب کافر کو لا الہ الا اللہ کے بعد قتل کرنا حرام ہے۔ مقداد بن اسود سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ اگر میں ایک کافر سے بھڑوں اور وہ مجھ سے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے پھر مجھ سے بچ کر ایک درخت کی آڑ لے، کہنے لگے کہ میں تابع ہو گیا اللہ کا، کیا میں اسکو قتل کر دوں جبکہ وہ کہہ چکے؟ آپؐ نے فرمایا مت قتل کر اس کو۔ میں

نے کہا یا رسول اللہؐ اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا کیا میں اس کو قتل کروں؟ آپؐ نے فرمایا مت قتل کر اس کو اگر چہ تجھ کو اس سے صدمہ پہنچا اور زخم لگا اگر تو اس کو قتل کریگا تو اس کا حال تیرا سا ہوگا۔ قتل سے پہلے اور تیرا حال اس کا سا ہوگا جب تک اس نے یہ کلمہ نہیں کہا تھا۔

وضاحت: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اس کو قتل کریگا وہ تیری مثل ہو جائیگا یعنی وہ مسلمان ہوگا اور تو اسکے مثل ہو جائیگا یعنی جیسے وہ اسلام لانے سے پہلے یعنی کافر ہو جائیگا۔

دوسری روایت بھی اسی طرح ہے اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ہم کو ایک سریہ میں بھیجا سریہ کہتے ہیں لشکر کے ایک ٹکڑے کو جس میں 400 تک آدمی ہوتے ہیں۔ ہم صبح کو ایک حرقات قبیلے سے لڑے پھر میں نے ایک شخص کو پایا اس نے لا الہ الا اللہ کہا میں نے برچھی سے اسکو مار دیا بعد اسکے میرے دل میں وہم ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا میں نے رسول اللہؐ سے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے اس کو مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس نے ہتھیار سے ڈر کر کہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تو نے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا تاکہ تجھے معلوم ہوتا کہ اسکے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے کہاں سے معلوم ہوا پھر آپؐ یہی فرماتے رہے کہ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ اسی دن مسلمان ہوا ہوتا تو اسلام لانے کے بعد ایسے گناہ میں مبتلا نہ ہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا! قسم اللہ کی میں کسی مسلمان کو نہ ماروں گا جب تک اس کو ذوالبطین یعنی اسامہ نہ مارے۔ (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہیں پیٹ کو' اسامہؓ کو ذوالبطین اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا پیٹ بڑا تھا ایک شخص بولا! اللہ فرماتا ہے لڑو ان سے جب تک کہ فساد نہ رہے اور دین سب اللہ کیلئے ہو جائے۔ سعدؓ نے کہا ہم تو لڑے کافروں سے اس لئے فساد نہ ہو اور تو اور تیرے ساتھی اس لیے لڑتے ہیں کہ فساد ہو۔ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ہم کو حرقہ کیطرف بھیجا جو کہ ایک قبیلہ ہے جہینیہ میں سے۔ پھر ہم صبح کو وہاں پہنچے اور ان کو شکست دی میں نے اور ایک انصاری آدمی نے مل کر ایک شخص کو پکڑا اور جب اس کو گھیرا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا انصاری تو یہ سن کر اس سے ہٹ گیا اور میں نے اسے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ تک پہنچی اور پہلی روایت میں ہے کہ اسامہ نے خود ذکر کیا تو شاید آپکو پہلے ہی خبر پہنچ گئی ہوگی پھر اسامہ نے بھی ذکر کیا ہوگا اس وقت رسول اللہؐ نے فرمایا اے اسامہ! تو نے اس کو مار ڈالا، لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ اس نے اپنے تئیں بچانے کیلئے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا

تو نے اس کو مار ڈالا، لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد۔ آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں مسلمان نہ ہوا ہوتا اس سے پہلے تو یہ گناہ مجھ پر نہ ہوتا۔

صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبداللہ بجلیؓ نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بھیجا کہ جب عبداللہ بن زبیر کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹھا کرو میرے لیے اپنے چند بھائیوں کو تا کہ میں ان سے باتیں کروں۔ عسعس نے لوگوں کو کہلا بھیجا وہ اکٹھے ہوے تو جندبؓ آئے ایک زرد برنس اوڑھے تھے (صراح میں ہے برنس وہ ٹوپی جس کو لوگ شروع زمانہ اسلام میں پہنتے تھے اور اودی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جس کا سرا اسی میں لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ۔ جوہری نے کہا برنس ایک لمبی ٹوپی تھی جس کو لوگ ابتدائے اسلام میں پہنتے تھے۔) انہوں نے کہا تم باتیں کرو جو کرتے تھے یہاں تک کہ جندب کی باری آئی یعنی ان کو بات ضرور کرنا پڑی تو انہوں نے برنس اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا میں تمھارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے حدیث تمھارے پیغمبرؐ کی رسولؐ نے مسلمانوں کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم پر بھیجا اور وہ دونوں لمسے (یعنی آمنا سامنا ہوا میدان جنگ میں) تو مشرکوں میں ایک شخص تھا وہ جس مسلمان پر چاہتا اس پر حملہ کرتا اور مار لیتا اور آخر ایک مسلمان نے اس کی غفلت کو پایا اور لوگوں نے ان سے کہا وہ مسلمان اسامہ بن زید تھے پھر جب انھوں نے تلوار اس پر سیدھی کی تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ مگر انھوں نے مار ڈالا اس کو بعد اس کے قاصد خوشخبری لے کر رسولؐ کے پاس آیا آپ نے اس سے حال پوچھا اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک کہ اس شخص کا بھی حال کہا یعنی اسامہ بن زید کا آپؐ نے ان کو بلایا اور پوچھا تم نے کیوں اس کو مارا؟ اسامہ نے کہا یا رسول اللہؐ اس نے بہت تکلیف دی مسلمانوں کو۔ تو مارا فلانے اور فلانے کو اور نام لیا کئی آدمیوں کا۔ پھر میں اس پر غالب ہوا جب اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تم کیا جواب دو گے؟ لا الہ الا اللہ کا جب وہ آوے گا دن قیامت کے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ دعا کیجئے میرے لئے بخشش کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا، جب وہ آوے گا قیامت کے دن۔ پھر آپؐ نے کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے تم کیا جواب دو گے لا الہ الا اللہ کا۔ جب وہ آوے گا قیامت کے روز۔

مزید ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں صحاح ستہ کا مطالعہ کریں۔

ا۔ سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۰ میں ارشاد رب کائنات ہے کہ

''نہ کسی ایماندار مرد کے لئے مناسب ہے اور نہ کسی ایماندار عورت کے لئے کہ جب اللہ اور رسولؐ اس کو کسی کام کا حکم دیں تو ان کو اپنے اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہو اور جس شخص نے اللہ و رسولؐ کے حکم کی مخالفت و نافرمانی کی وہ یقیناً کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہو چکا ہے۔

۲۔ سورۃ حجرات آیت نمبر 15 میں ارشاد رب العزت ہے کہ

''ایماندار تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اس کے بعد کبھی انہوں نے شک نہیں کیا نیز اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے وہی سچے مومن ہیں۔

۳۔ سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۴۴ تا ۴۷ میں حکم ربانی ہے کہ

''رسول بھی ہمارے متعلق کچھ باتیں گھڑ لیتے تو ہم ان کی گرفت کر لیتے اور پھر گلہ کاٹے بغیر نہ چھوڑتے اور پھر یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ تم میں سے کوئی آ کر بچا لیتا۔

۴۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۶۶ ارشاد رب العزت ہے کہ جو لوگ ہمارے نازل کیئے ہوئے واضح بیانات اور ہدایت کو ہمارے بیان کر دینے کے بعد بھی چھپاتے ہیں ان پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں علاوہ ان لوگوں کے جو توبہ کر لیں اور اپنے کیئے کی اصلاح کر لیں اور جس چیز کو چھپایا ہے واضح کر دیں تو ہم ان کی توبہ قبول کر لیتے ہیں کہ ہم بہترین توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں۔

۵۔ پارہ 1 رکوع 4 میں ارشاد رب العزت ہے

''باطل کو حق کے پیرایہ میں مت ظاہر کرو اور حق کو جان بوجھ کر مت چھپاؤ

۶۔ سورۃ النساء آیت نمبر 135 میں ارشاد ہے کہ

''اے ایمان والو! عدل انصاف کے ساتھ قیام کرو اور اللہ کے لئے گواہ بنو چاہے اپنی ذات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو''

۷۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر 178 میں ارشاد ہے کہ

''اللہ صاحب ایمان کو اس میں نہیں چھوڑے گا جس میں کہ تم ہو جب تک کہ خبیث اور طیب کی پہچان بتلا نہ دے کہ خبیث کیا ہے اور طیب کیا ہے؟ (یعنی حلال و حرام)

۸۔ سورۃ حشر آیت نمبر 7 میں ارشاد رب العزت ہے کہ

''جو کچھ بھی رسول تم کو دے دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔

۹۔ سورۃ نجم آیت نمبر 4 میں فرمان الٰہی ہے کہ

"رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو وحی ہوتی ہے وہی کچھ کہتے ہیں۔"

۱۰۔ "اے رسول کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے ہو تو میری اتباع کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا

بخاری شریف جلد اول سے چند حوالہ جات (مطبع سعیدی کراچی)

نمبر شمار	صفحہ	بیان
۱	۱۰۴	مسلمان کو گالی دینا فسق اور لڑنا کفر ہے۔
۲	۹۳۳	جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی وہ مردود ہے۔ (روایت حضرت عائشہ) (ہر قسم کی بدعت ضلالت ہے۔)
۳	۷۰۹	حضرت عمر کا نماز تراویح جماعت کے ساتھ ایجاد کر کے اچھی بدعت کہنا۔
۴	۱۲۷	نماز میں مختصر سورتیں پڑھنے کا حکم
۵	۳۸۰	جمعہ کے دن دوسری اذان حضرت عثمان نے شروع کرائی۔
۶	۱۳۴	حضرت عمر کا حضورؐ کے حکم کا انکار کرنا اور حضورؐ نے ان کو اپنی محفل سے نکال دیا۔
۷	۳۰۶	حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ سے حضورؐ کا فرمانا کہ یقیناً تم وہ عورتیں ہو جو یوسفؑ کو گھیرے ہوئے تھیں۔
۸	۳۳۳	جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ اور قرآن پڑھ۔ (ثنا کی تردید)
۹	۴۰۶	حضورؐ کا نماز میں قنوت پڑھنا۔ (شیعہ پڑھتے ہیں)
۱۰	۳۲۶	نماز کے دوران تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا۔
۱۱	۱۹۶	اعضائے وضو کو ایک ایک چلو سے دھونا۔ (جسطرح شیعہ دھوتے ہیں)
۱۲	۳۵۵	دونوں سجدوں میں اٹھتے وقت تکبیر کہنا۔ (صرف شیعہ کرتے ہیں)
۱۳	۳۵۶	حضورؐ کے طریقے پر حضرت علیؑ کا نماز پڑھنا۔ (پوری بخاری میں صرف علیؑ کی نماز رسولؐ جیسی)
۱۴	۱۰۷	خمس ادا کرنا ایمان میں شامل ہے۔ (صرف شیعہ دیتے ہیں)
۱۵	۶۹۵	روزہ رکھو رات ہونے تک۔ (صرف شیعہ عمل کرتے ہیں)

۱۶	۱۳۳	صحیفے کا بیان جو حضرت علیؑ کے پاس ہے۔(تفسیر قرآن)
۱۷	۴۹۵	حضورؐ کا ایک صحابی کی موت سے پہلے رونا۔(یعنی نزاع کے وقت)
۱۸	۴۹۲	سعد بن خولہ پر حضورؐ کا مرثیہ کہنا۔
۱۹	۴۹۰	مومن کی میت پر رونے کا حکم ہے اور کافر کی میت پر رونے سے عذاب ملتا ہے۔ (حضرت عائشہ)
۲۰	۲۷۲	حضورؐ کا ظہر، عصر اور مغرب، عشاء کی نماز اکٹھی اول وقت میں پڑھنا
۲۱	۱۶۱	سر کا مسح ایک مرتبہ کرنے کا بیان۔
۲۲	۱۰۴۰	حضرت عائشہ کی قوم کا کفر کے قریب ہونا۔

مشکوٰۃ شریف جلد اول کے حوالہ جات (مطبوعہ باب السلام پریس کراچی)

نمبر شمار	صفحہ	بیان
۱	۸۴	بدعتی کا بیان
۲	۹۲	بدعتی کی تعظیم نہ کرو جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی۔
۳	۸۸	قرآن وحدیث کو مضبوطی سے پکڑو۔ (لیکن حسبنا کتاب اللہ کہہ کر فرمان رسول سے انکار کیا گیا)
۴	۲۹۰	حضرت زید بن ارقم کا حضورؐ کے حوالہ سے پانچ تکبیر نماز جنازہ پڑھانا۔
۵	۲۹۱	قبر پر حضورؐ کا نماز پڑھنا۔
۶	۳۴۴	حضرت عائشہ کہتیں ہیں کہ حضورؐ روزہ کی حالت میں بوسہ دیتے اور زبان چوستے تھے۔ (توہین رسالت نہیں تو اور کیا ہے)
۷	۴۲۰	حضورؐ کے وسیلہ سے دعا مانگنا۔
۸	۳۰۳	حضورؐ نے رونے سے منع نہیں کیا بلکہ حضرت عمر نے کیا ہے۔
۹	۴۳۲	صحابہ کا حضورؐ کا حکم ماننے میں تردد کرنا۔
۱۰	۱۴۸	صبح کی اذان میں کلمہ پڑھنے کی ابتدا حضرت عمر نے کی۔

۱۱	۱۰۶	حضرت عائشہ کا حضورؐ کے سامنے نماز کی حالت میں لیٹنا۔
۱۲	۱۶۸	نمازی کے سامنے سے گزرنا بڑا گناہ ہے۔
۱۳	۲۸۳	میت پر رونے کا حکم حضورؐ کا عثمان بن مظعون کی میت پر رونا اور بوسہ دینا۔
۱۴	۲۳۹	حضرت عمر کا تراویح ایجاد کر کے اچھی بدعت کہنا۔(یعنی اعتراف جرم کرنا)
۱۵	۳۰۵	حضورؐ کا اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر خود رونا اور صحابہ کو رلانا۔
۱۶	۸۶	حضورؐ کا اصحابہ کو فرمانا کہ میں تمہیں آگ سے نکالتا ہوں لیکن تم مجھ پر غالب آ کر آگ میں گر جاتے ہو۔

صحیح مسلم جلد ۶ ص ۲۷۔ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ حوض کوثر پر چند آدمی ایسے آئیں گے جو دنیا میں میرے ساتھ رہے ہیں۔ جب میں ان کو دیکھوں گا تو وہ میرے سامنے کر دیے جائیں گے تو روکے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ پروردگار یہ تو میرے صحابی ہیں تو جواب ملے گا کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں جاری کیں۔

صحیح مسلم باب طلاق، فتح الباری جلد ۵ ص ۹۸ پر ذکر ہے کہ حضورؐ نے اپنے آخری وقت میں موجود صحابہ سے قلم اور دوات مانگی تاکہ امت کو گمراہی سے بچنے کے لیے تحریر لکھ دیں۔اس کے جواب میں حضرت عمر نے حضورؐ کے متعلق کلمہ کفر کہا کہ حضورؐ (نعوذ باللہ) بیماری کی حالت میں ہذیان بول رہے ہیں۔ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

غلط اعتراض :- شیعہ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اصحابہ رسولؐ کو نہیں مانتے۔حالانکہ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جس کی انتہا نہیں بلکہ شیعہ صحابہ کرام کا جتنا احترام کرتے ہیں ان کے مقابلہ میں بہتر (72) فرقے ایک فیصد بھی احترام نہیں کرتے شیعہ اور غیر شیعہ میں فرق یہ ہے کہ شیعہ کے نزدیک سورۃ حجرات آیت ۱۵ کے مطابق صحابی وہ مومن ہیں جنھوں نے حضورؐ کی صحبت اختیار کی ایمان پختہ کے ساتھ اور باقی زندگی بھی ایمان پختہ کے ساتھ گزاری اور مرتے وقت بھی شمع ایمان کے ساتھ قبر میں گئے وہی حقیقی صحابی ہیں۔

نوٹ :- شیعہ کتب میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے جو غیر شیعہ سے متصادم ہو اور صحاح ستہ میں موجود نہ ہو یہ

صرف اور صرف یزیدی گروہ کا پروپیگنڈہ ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے شیعہ تو سورۃ بقرہ کی آیت ٦٦ کے مطابق اور صحاح ستہ کے حوالہ کے مطابق کسی سے محبت یا بیزاری کرتے ہیں۔ لیکن غیر شیعہ تقریباً ایک لاکھ سے زائد صحابہ میں سے ان چھ' سات صحابہ کی اطاعت کرتے ہیں جنہوں نے قبل از اسلام حضورؐ کو قتل کرنے کی سازشیں کیں پھر ناکامی کی صورت میں اسلام ظاہری کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کیں اور جس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ چند امتی (صحابی) جنہوں نے حضورؐ کی صحبت میں ایک مدت گزارنے کے باوجود نہ قرآن کو تسلیم کیا اور نہ فرمان رسولؐ کو تسلیم کیا اور خدا اور رسولؐ کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اپنے قیاس سے قرآن اور رسولؐ کی مخالفت کی جن کے بارے میں سورۃ منافقون، سورۃ بقرہ اور سورۃ احزاب میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے نشان دہی کی اور ان کے قیاس و کثرت رائے کو رد کیا گیا اور صحاح ستہ کے مطابق انہوں نے نئی نئی بدعتیں جاری کر کے اعتراف جرم کیا ہے اور حضورؐ نے بھی بحوالہ صحاح ستہ ان کو بدعتی ہونے کے سبب سے گمراہ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود غیر شیعہ قرآن کے واضح بیانات اور صحاح ستہ کے حوالہ جات کی موجودگی میں بھی نہ قرآن پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی صحاح ستہ پر۔ حالانکہ دونوں کو ماننے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور شیعہ قرآن کو ماننے کے ساتھ ساتھ اس پر پوری طرح عمل بھی کرتے ہیں اور ہر اس روایت پر عمل کرتے ہیں جو قرآن کے موافق ہو۔ چاہے وہ کسی بھی فقہ کی کتاب میں ہو' اس پر عمل کرتے ہیں اور ہر اس شخص کا احترام کرتے ہیں جس نے رسولؐ کی اطاعت کی ہو اور ہر اس شخص سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جو رسولؐ کا نافرمان اور گستاخ ٹھہرے اور حکم ماننے میں ذرا برابر بھی انکار کرے۔ بس شیعہ کے نزدیک اطاعت رسولؐ معیار ہے۔

چند غور طلب نکات

غور طلب چند سوالات قرآن کی روشنی میں سورہ آل عمران آیت ١٧٨

پھر قرآن اور رسولؐ کے فرمان کا انکار کرنے والوں کے لئے ارشاد ہوا کہ "اور کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ان کو جو مہلت دی ہے تو ان کی باتیں ہم کو پسند آئی ہیں (نہیں) بلکہ مہلت اس لئے دی ہے تا کہ وہ گناہ پر گناہ کرتے جائیں اور ہم عذاب پر عذاب تیز کرتے جائیں گے۔"

سورۃ توبہ:- کچھ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں حالانکہ وہ صاحب

ایمان نہیں ہیں یہ اللہ اور صاحب ایمان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حالانکہ اپنے ہی کو دھوکہ دیتے چلے آرہے ہیں اور اس کو سمجھتے بھی نہیں ہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے جس کو اللہ نے نفاق کی بنا پر اور بڑھا دیا ہے۔ اب اس جھوٹ کے عوض میں انہیں دردناک عذاب ملے گا۔''

ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت فرمائی ہے کہ ''جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے، پھر ایمان لائے، پھر منکر ہوئے، پھر اپنے انکار میں بڑھ گئے، اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ ان کو بخش دے اور نہ یہ کہ ان کو راہ راست دکھائے'' (سورہ نساء آیت ۱۳۷)

فرمان امام رضاؑ کہ کلام الٰہی (قرآن) سے تجاوز نہ کرنا اور اس کے غیر سے ہدایت طلب نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ (بحوالہ الحیات جلد۲، ص۱۷۶)

چند سوالات

۱) کیا قرآن اور سنت رسولؐ کے خلاف احکامات جاری کرنے والے شخص کی اطاعت کا حکم قرآن میں کہیں موجود ہے؟ (نشاندہی فرمادیں)

۲) کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ میں سے کسی نبی کو بھی الٰہی قوانین تبدیل کرنے کا اختیار رہے؟

۳) یا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ کے کسی امتی کو اس نبی کے احکامات تبدیل کرنے کا اختیار ہے؟ (قرآن سے نشاندہی فرمادیں)

۴) قرآن میں تین اولیاء کی اطاعت و شہادت (گواہی) کا حکم موجود ہے یعنی اللہ کا، رسولؐ کا اور وہ مومنین جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں حالت رکوع میں۔ تو کیا کسی آیت میں تیسرے ولی کے انکار کا حکم موجود ہے؟

۵) نماز:۔ قرآن میں ہاتھ کھولنے کے متعلق آیات موجود ہیں اور سنت رسولؐ سے بھی ثابت ہے تو کیا کسی آیت میں ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے؟ (نشاندہی کریں)

۶) روزہ:۔ رات تک پورہ کرنے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔ کیا رات سے پہلے روزہ کھولنے کا حکم بھی قرآن میں کہیں موجود ہے؟

۷) نماز جنازہ پانچ تکبیر کی حدیث مشکوۃ شریف میں موجود ہے۔ اہل سنت کی تاریخ میں چار تکبیر پر

اجماع حضرت عمر نے کیا تھا۔کیا رسولؐ کی مخالفت جائز ہے؟

۸) جب کہ اجماع کو اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود اور سورہ یوسف میں حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی جھوٹی گواہی کو رد کر کے اکثریت (اجماع) کی مذمت کی۔

یقیناً جو لوگ لاعلمی میں قرآن وسنت کے خلاف کام کرتے ہیں اللہ رحمٰن ورحیم ہے وہ بھول معاف کرنے والا ہے اور نیتوں کو جاننے والا ہے۔لیکن جو لوگ اللہ اور رسولؐ کے احکامات جان بوجھ کر ٹھکرا دیں۔ وہ یقیناً قابل گرفت ہیں۔

نوٹ:-سابقہ انبیاؑ کی امتوں میں سے جن جن امتوں نے نافرمانی کی وہ یا تو اسی وقت عذاب الٰہی کی زد میں آ گئیں یا ان کی شکلیں نجس حیوانوں میں تبدیل ہوگئیں۔

علم اور عقل لازم وملزوم ہیں۔شیطان کے پاس علم تو بہت تھا لیکن عقل کی کمی تھی جو حسد کا شکار ہو کر گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔اسی طرح اس کے چیلے شیاطین بھی اسی بیماری کا شکار ہو کر انسانیت کی تباہی کا سبب بن رہے ہیں۔ورنہ "ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم" قرآن سیدھے اور واضح راستے کی ہدایت کرتا ہے۔

خلاصہ:-اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ کی امتوں کو اپنی اپنی مرضی سے دین میں تبدیلی کرنے یا من مانی کرنا تھی تو اللہ کو انبیاء، قرآن، کتب جنت اور جہنم بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ یا اللہ تعالیٰ نے اتنا اہتمام کرنا کیوں ضروری سمجھا؟ البتہ اگر کوئی شخص بھی قیاس کے پیروکاروں میں سے حضرت عمر کا شریعت میں اتنی بڑی تبدیلیوں کا جواز نص قرآنی سے ثابت کر دے تو شیعہ اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں ورنہ ہمارے قرآنی دلائیل قبول کر کے امت واحدہ بن کر دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

۱) جو شخص جان بوجھ کر اس دنیا میں اندھا بنا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا اور نجات سے بھٹکا ہوا ہوگا۔

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۲)

۲) اس روز ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسولؐ کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا' ہائے افسوس! کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا' اس نے تو ذکر کے آنے کے بعد بھی مجھے گمراہ کر دیا۔شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہے ہی اور اس روز رسولؐ آواز دیں گے کہ اس امت نے قرآن کو بھی نظر انداز کر دیا تھا اور اسی طرح ہم نے ہر نبیؑ کے لئے مجرمین میں سے کچھ دشمن

قرار دیئے ہیں اور ہدایت وامداد کے لئے اللہ کافی ہے۔ (سورہ فرقان آیت ۲۷ تا ۳۱)

۳) قسم ہے جان کی اور جس نے اس جان کو خلق کیا اور پھر اس کو اچھے برے کی تمیز بتادی۔ قسم ہے اس کی جس نے اس جان کو گناہوں سے پاک رکھا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے گناہ کرنے دیا وہ نامراد رہا۔ (سورہ شمس آیت ۹ تا ۱۰)

۴) جو بھی نیک عمل کرے گا اپنے لئے کرے گا اور جو برا کرے گا اسکا ذمہ دار بھی وہ خود ہی ہوگا۔ اور آپ کا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (سورہ فصلت آیت نمبر ۴۶)

سازشی اور منافقین کے گروہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں واضح الفاظ میں نشاندہی فرمارہے ہیں۔

۱) اہل مدینہ میں وہ بھی ہیں جو نفاق میں ماہر اور سرکش ہیں تم ان کو نہیں جانتے لیکن ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ عنقریب ہم ان پر دوہرا عذاب نازل کریں گے اور پھر یہ عظیم عذاب کی طرف پلٹا دیے جائیں گے۔ (سورہ توبہ آیت ۱۰۱) اور انہیں تعجب ہے کہ انہی میں سے ڈرانے والا کیسے آ گیا اور کافروں نے تو صاف کہہ دیا کہ یہ جادوگر تو جھوٹا ہے۔ کیا اس نے سارے خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا بنادیا ہے۔ یہ تو انتہائی تعجب خیز بات ہے۔ (سورہ ص آیت ۴)

۲) یہ اپنی باتوں پر اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ایسا نہیں کیا حالانکہ انہوں نے کلمۂ کفر کہا ہے اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔ انہوں نے وہ ارادہ کیا جو نہ حاصل کر سکے۔ (سورہ توبہ آیت ۷۴)

۳) کچھ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں حالانکہ وہ صاحب ایمان نہیں ہیں۔ یہ اللہ اور صاحب ایمان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اپنے ہی کو دھوکہ دیتے چلے آ رہے ہیں اور اس کو سمجھتے بھی نہیں ہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے جس کو اللہ نے نفاق کی بناء پر اور بڑھا دیا ہے۔ اب اس جھوٹ کے عوض میں انہیں دردناک عذاب ملے گا۔ (سورہ توبہ)

۴) سورۃ تحریم:- اگر تم دونوں اللہ کے حضور میں توبہ کرلو تو بہتر ہے۔ پس تم دونوں کے دل حق سے منحرف ہو گئے ہیں اور اگر تم دونوں ہمارے رسولؐ کے خلاف سازش کروگی تو یاد رکھو کہ اللہ اور جبرائیلؑ اور صالح مومنین اس کے مددگار ہیں اور بعد اسکے کل فرشتے اس کی پشت پر ہیں اگر وہ دونوں کو طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ اس کا پروردگار تمہارے بدلے میں ایسی ازواج دیدے جو تم سے بہتر ہوں۔ فرمانبرداری کرنے والیاں اطاعت کرنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے

والیاں،شوہر دیدہ اور کنواریاں۔

اللہ نے کفر اختیار کرنے والوں کے لئے نوحؑ اور لوطؑ کی زوجہ کی مثال بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں لیکن دونوں نے ان سے خیانت کی تو اس زوجیت نے اللہ کی بارگاہ میں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور ان سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی تمام جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (سورہ تحریم آیت ۱۰)

۵) بعض لوگ تمہاری باتوں کے خلاف راتوں میں مشورہ کرتے ہیں۔ اللہ ان کے نامہءِ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔ تم اس کا کوئی خیال نہ کرو اور اللہ پر توکل رکھو۔ اللہ ہی تمہارا وکیل ہے۔ (سورہ نساء پارہ ۵)

۶) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ (پھونک) سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے چاہے یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ (سورہ الصّف آیت ۸)

۷) واذا القو---------- مستھزء ون

اور جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایماندار ہیں اور جب وہ اپنے شیطانوں سے خلوت تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بے شک ہم تو تمہارے ساتھ ہیں سوائے اس کے نہیں ہے کہ ہم ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۴)

پھر ارشاد ہے کہ ''عرب کے بدوسخت کافر اور سخت منافق ہیں اور اس قابل ہیں کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کیا ہے اس کی حدوں سے واقف ہی نہ ہوں۔ (سورہ توبہ آیت ۹۷)

کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ان کو جو مہلت دی ہے تو ان کی باتیں ہم کو پسند آئی ہیں (نہیں) بلکہ مہلت اس لئے دی ہے تاکہ وہ گناہ پر گناہ کرتے جائیں اور ہم عذاب پر عذاب تیز کرتے جائیں۔ ولا یحسبن ---------- عذاب مھین (سورہ ال عمران آیت ۱۷۸)

یقیناً ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں لیکن تمہاری اکثریت تو حق کو نا پسند (کرنے والی ہے۔) (سورہ زخرف آیت ۷۸)

اے پیغمبرؐ! یہ منافقین آپ کے پاس آتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ آپؐ اس کے رسولؐ ہیں۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو سپر بنالیا ہے اور لوگوں کو خدا سے دور کر رہے ہیں اور یہ ان کے بدترین اعمال ہیں کہ جو

یہ انجام دے رہے ہیں یہ اس لئے ہے کہ یہ پہلے ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ تو اب کچھ نہیں سمجھ رہے ہیں۔ (سورہ منافقون آیت ۳)

یا علیؑ مدد قرآن وسنت رسولؐ کی روشنی میں

قرآن مجید کی معروف سورہ حمد (یعنی سورہ فاتحہ) جس کی فضیلت میں معصوم اہلبیت رسولؐ فرماتے ہیں کہ سورہ حمد عرش کے خزانوں میں سے قیمتی جوہر ہے۔ یہ موت کے سوا ہر مرض کے لئے شفاء ہے۔ جو سورہ حمد سے شفا نہیں پاتا اسے کوئی شے شفا نہیں دے سکتی۔ ستر (70) مرتبہ درد کے مقام پر پڑھنے سے درد دور ہو جاتا ہے۔ چالیس (40) مرتبہ پانی پر پڑھ کر مریض پر چھڑکنے سے مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

سورہ حمد ہدایت کا سرچشمہ ہے

سورہ حمد ظاہری طور پر دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور مدد کا تعین ہو رہا ہے۔ **الحمد الله رب العالمین** سے شروع ہو کر **وایاک نستعین** پر ختم ہوتا ہے۔ اس حصہ کا ترجمہ یہ ہے کہ "سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ رحم کرنے والا مہربان ہے۔ روز جزاء کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ دوسرے حصہ میں عبادت کا طریقہ بتانے والے، صراطِ مستقیم دکھانے والے مددگاروں کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو انعام یافتہ، مخلوق خاص ہیں۔ ضالین کے راستے سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ مثلاً **اھدنا الصراط المستقیم** سے شروع ہو کر **ولا الضالین** پر ختم ہوتی ہے۔ یہ حصہ دعائیہ ہے اور صراط المستقیم کی ھدایت کا سوال کرتا ہے۔ اس بہترین دعا کو صرف زبان تک محدود نہیں رکھنا چاہیئے اور یہی وہ منزل ہے جہاں فکر کرنے سے صراط المستقیم کے لئے راہیں کھلتی ہیں اور اللہ کی مدد حاصل کرنے کے لئے انعام یافتہ لوگوں کی رہنمائی حاصل کی گئی ہے جس کی راہنمائی کے لئے سورہ عنکبوت کی آیت ۲ وضاحت کر رہی ہے۔ (جو لوگ ہمارے لئے کوششیں کریں گے ہم ضرور انہیں اپنی راہ دکھائیں گے۔)

نعمت کی مختصر تعریف: سورہ لقمان پارہ ۲۱ میں ارشاد رب العزت ہے کہ "کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ

نے تمہارے لئے آسمانوں اور زمینوں کی چیزوں کو مسخر کر دیا اور تم پر ظاہری اور باطنی نعمتیں مکمل کر دیں۔"

وضاحت: ظاہری نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو جسم کے لئے تسکین کا باعث بنیں اور نعمات باطنی سے مراد ایسی نعمتیں ہیں جو انسان کی روح اور باطن کے لئے باعث تسکین ہوں۔ ان کا تعلق روحانی کیفیات اور احساسات سے ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے روحانی بلندیاں نصیب ہوتی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ انعام یافتہ لوگ کون ہیں جن کے ذریعے سے اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے؟

اللہ کے انعام یافتہ بندے: - مذکورہ بیان سے واضح ہے کہ **انعمت علیھم** کے زمرے میں وہ لوگ نہیں آتے جنہیں ظاہری نعمتیں عطا کی گئی ہیں بلکہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں باطنی نعمتیں عطا کی گئی ہیں کیونکہ ظاہری نعمتیں کفار کو بہت دی گئی ہیں تا کہ ان کے اچھے کاموں کا دنیا ہی میں معاوضہ مل جائے' جیسا کہ بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ **انعمت علیھم** سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں روحانی اور باطنی نعمات عطا کی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے کیا خوب وضاحت بھی فرما دی مثلاً سورہ نساء آیت نمبر ۶۹ "**ومن یطیع اللّٰہ -------- رفیقا**۔ (القرآن): جو اللہ کی اطاعت کریں وہ ان لوگوں کے ساتھی ہیں جنہیں نعمات عطا کی گئی ہیں۔ (یعنی انبیاءً، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں۔

حضرات محمدؐ و آلہ محمدؐ یہی اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے ہیں جن کو سورہ حمد میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا ذریعہ بتایا ہے یہ ہی مخصوص ہستیاں ہیں جو اللہ کے بھی مددگار ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت، نعمات اور احکامات سے آشنا کروایا اور ہمارے بھی مددگار ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مخفی خزانوں اور نعمتوں کے ساتھ ساتھ دین اسلام جیسی عظیم نعمت امت تک پہنچائی بلکہ عملی نمونہ پیش کر کے قیامت تک کے مسائل حرام وحلال، خیر و شر اور جزاء و سزا کا فرق بتایا اور یہی محمدؐ اور اہل بیتؑ محمدؐ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ خود بھی درود وسلام بھیجتا ہے اور مخلوق کو بھی حکم دیتا ہے۔ اللہ نے ان کی محبت قرآن میں فرض کی ہے۔ آیۂ مودت کے ذریعے سے اور آیہ تطہیر کے ذریعے سے پاکیزگی کی سند دی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا انعام ہو سکتے ہیں عبادت جو کہ مخصوص تھی خود اللہ کے لئے اسی اللہ تعالیٰ نے ان کے ذکر کو عبادت قرار دیا اگر چہاردہ معصومینؑ کی فضیلت میں نعمات کے شمار کی تفصیل لکھی جائے تو کئی کئی کتب لکھی جائیں تب بھی عام انسان شمار کرنے سے قاصر ہے اس سے بڑا کون سا ثبوت ہوگا کہ اللہ ان کے فعل کو اپنا فعل کہے۔ مثلاً پارہ ۹ میں ارشاد رب العزت ہے کہ "اے میرے حبیبؐ یہ

پتھر تو نے نہیں بلکہ اللہ نے مارے'' سورہ فتح کی آیت میں ارشاد رب العزت ہے کہ ''اے رسولؐ! حقیقت میں جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ سے بیعت ہے۔ یقیناً ان سے مدد مانگنا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کے مترادف ہے۔

ایک حقیقت: یاد رہے کہ کوئی شخص تسلیم کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین (اسلام) رسولؐ اور حضرت علیؑ کی مدد سے ہم تک پہنچا ہے اور حضرت محمدؐ و آلہ محمدؐ ہی وہ عظیم مخلوق خاص ہیں جن سے مدد مانگنا حقیقت میں اللہ سے مدد مانگنا ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے فعل کو اللہ تعالیٰ قرآن میں اپنا فعل قرار دیتا ہے اور اللہ اور محمدؐ و آلہ محمدؐ کا ایسا گہرا ربط ہے کہ اللہ خود خالق اور علیٰ کل شئی قدیر ہونے کے باوجود ان سے مدد مانگتا ہے اور ان کی مدد کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور ہمیں مدد مانگنے کا سلیقہ بتاتا ہے

ثبوت کے لئے قرآن حکیم ہی سے رہنمائی لینا ضروری ہے۔ مثلاً پہلی آیت حضورؐ قرآن میں اللہ سے اپنے لئے مددگار کی دعا مانگ رہے ہیں۔ ''وقل رب ---------سلطنا نصیرا'' اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگاروں کا سلطان عطا فرما۔ (سورہ بنی اسرائیل)

اس آیت مجیدہ کے ضمن میں اللہ نے علیؑ کو مددگار بنا کر بھیجا اور سورہ الحدید آیت ۲۵ میں لوہا اتار کر ذوالفقار کی صورت میں تلوار بھیجی اور حضورؐ کے جنگ خیبر میں علیؑ کو مدد کے لئے مدینہ منورہ سے بلا کر سنت قائم کردی اور مندرجہ ذیل آیات کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مدد کے طریقے بتا رہا ہے۔ کہ اللہ یہ جان لے کہ اس کی (اللہ کی) اور اس کے رسولوں کی بغیر دیکھے مدد کون کون کرتا ہے۔ بیشک اللہ صاحب قوت غلبہ ہے۔

(پارہ ۲۷ سورہ الحدید آیت ۲۶)

۲) اللہ اس کی مدد ضرور کرے گا جو خود اللہ کی مدد کرتا ہے۔ (پارہ ۱۷ آیت ۴۰)

۳) اے ایمان لانے والو! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریمؑ نے حواریوں سے فرمایا تھا کہ اللہ کے لئے میرے مددگار کون کون ہوں گے؟ تو حواریوں نے جواب دیا تھا کہ اللہ کے مددگار ہم ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا تھا اور ایک کافر ہو گیا تھا پھر ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے برخلاف تائید کی تھی تو وہ غالب رہے تھے۔ (پارہ ۲۸ سورہ الصّف رکوع ۹) مندرجہ بالا آیات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاؑ سے مدد مانگنا اور مدد کرنا ہی عین اسلام ہے اور مخالفت کرنے والے یقیناً کافر ہو جاتے ہیں۔ اسلام کی پہلی دعوت ذوالعشیرہ میں بھی سب سے پہلے دین پہچاننے کے لئے

حضرت علیؑ کا مددگار کے طور پر تعارف کروایا۔

تمام تفاسیر اور فرمان رسولؐ کا انکار کر کے اپنی من مانی دیکھیے ۔

خلاصہ:- اللہ کے خاص انعام یافتہ بندوں یعنی محمدؐ و آلہ محمدؐ سے مدد مانگنا عین اسلام ہے۔ البتہ غیر اللہ یعنی کفار یہود و نصاریٰ سے مدد مانگنا جرم ہے۔ جس طرح سعودی عرب کے حکمرانوں نے امریکہ وغیرہ سے عراق کے خلاف مدد مانگ کر عظیم جرم کا ارتکاب کیا ہے لیکن درباری ملاؤں نے فتویٰ دیا ہے کہ مشکل کے وقت کفار سے مدد مانگنی جائز ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مشکل مجبوری کے وقت محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلہ سے اللہ کی مدد حاصل کرتے لیکن یارسول اللہؐ مدد، یا علیؑ مدد کے خلاف عربوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود مشکل کے وقت اللہ کی مدد کو بھول گئے اور اپنی اصل کی طرف پلٹ گئے۔

ایک قرآنی واقعہ:- ایک شیعہ کا اپنے نبی سے مدد مانگنا اور نبی کا شیعہ کے دشمن کو واصل جہنم کرنا۔ (پارہ ۲۰ سورہ القصص آیت ۱۵) (ترجمہ) اور وہ شہر میں ایسے وقت میں پہنچے جب اہل شہر غافل تھے تو اس وقت دو اشخاص کو لڑتے ہوئے پایا ایک تو ان کے شیعوں میں سے تھا اور ایک ان کے دشمنوں میں سے تھا۔ پس اس شخص نے جو ان کے شیعوں میں سے تھا اس شخص کے برخلاف جو ان کے دشمنوں میں سے تھا، ان سے مدد کے لئے استغاثہ کیا۔ پس موسیٰؑ نے اس کو ایک گھونسہ (مکا) مارا۔ اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اس سے بڑھ کر شیعہ مذہب کا تعارف اور نبیؑ سے مدد مانگنے کی وضاحت کونسی ہو سکتی ہے؟ پھر اللہ نے ایک ایسا کلیہ (قاعدہ) مرتب فرمایا ہے کہ جس سے روگردانی سوائے جہالت کے پیروکار یا شیطان رجیم کے کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ مثلاً سورہ مائدہ رکوع ۹ آیت ۳۵ میں ارشادِ رب العزت ہے کہ اے ایمان والو! میرا قرب چاہتے ہو تو وسیلہ اختیار کرو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

عزاداری امام حسینؑ قرآن و سنت کی روشنی میں

اے کلمہ گو! تو بھی کر احتجاج قتل حسینؑ پر یا مان تو بھی اس قتل میں برابر شریک ہے

قال رسول اللہؐ ان الحسینؑ مصباح الھدی وسفینة النجاة (الحدیث)

بے شک حسینؑ ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہیں۔

آ ؤ ملکر نبھائیں کہ یہ درس حسینؑ ہے — امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض عین ہے

انقلاب کربلا حق و باطل کے درمیان حد فاصل ہے اس لئے اہل اسلام کے لئے اس عظیم قربانی کے مقاصد کو سمجھنا ضروری ہے۔قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''**لا یحب اللہ الجھر بالسوءِ من القول الا من ظلم**'' جس پر ظلم کیا گیا ہو اس کو اجازت ہے کہ ظالم کے خلاف کلمات سوء کہے۔(سورہ نساء پارہ ۶)اس آیت سے پوری طرح واضح ہے کہ مظلوم کے لئے ہر قول سوء یعنی ظالم کو برا بھلا کہا جاسکتا ہے اور مظلوم کی آہ وبکا ظالم کے خلاف جاتی ہے۔

وضاحت:-موت تین قسم کی ہے۔(۱)خودکشی (۲)طبعی موت (۳)قتل جو بے جرم وخطا اسلام کی خاطر مارا جائے۔

خودکشی:-اس شخص نے اللہ کے متعین کردہ وقت سے بغاوت کر کے کفر اختیار کیا' اس لئے موت حرام مرا اس پر آہ وبکا حرام ہے۔

طبعی موت:-اس پر حدیث کی کتب میں مرقوم ہے کہ رونا جائز ہے۔مگر بین واویلا کرنا جائز نہیں کہ یہ موت رضائے الٰہی ہے۔بین کا شکوہ اللہ کی طرف جاتا ہے لہذا حرام ہے۔

قتل: تیسری موت جو شخص بے جرم اسلام کی خاطر مارا جائے اس کے وارثوں کو قرآن حکیم اختیار دے رہا ہے کہ ظالم کے ظلم کے خلاف آواز بلند کریں جس طرح امام حسینؑ کے ماننے والے ظالم یزید ابن معاویہ اور یزیدی گروہ کے مظالم کا پردہ چاک کرتے ہیں اور مظلوم کے حق میں افسوس کرتے ہیں اور مودت آل محمدؐ کا ثبوت دیتے ہوئے سیرت آئمہ معصومینؑ کی صورت میں نوحہ بیان کرتے ہیں اور انقلاب کربلا کا مقصد بیان کرتے ہیں۔جس طرح کہ قرآن حکیم میں تبلیغ رسالت کے بدلے رسول اللہؐ کے اقرباء سے محبت کا حکم فرض کیا ہے۔مثلاً ارشاد رب العزت ہے۔''**قل لااسئلکم علیہ اجراً الا المودة فی القربی**'' اے رسولؐ! ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے کوئی اجر رسالت طلب نہیں کرتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں (اہلبیتؑ) سے مودت رکھو۔ (سورہ شعریٰ)

۱۔ تفسیر کشاف جلد۳ صفحہ ۶۷ پر ہے کہ صحابہ نے پوچھا کہ وہ قرابت دار کون ہیں جن کی مودت ہم پر فرض کی گئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

۲۔ تفسیر بیضاوی جلد۲ صفحہ ۲۴۰ تفسیر خازن جلد۴ صفحہ ۵۷ تفسیر کبیر جلد نمبر ۷ صفحہ ۴۰۴ میں تفسیر موجود ہے۔ نیز آیہ مباہلہ کی تفسیر میں تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ انہیں حضرات نے عیسائیوں سے مقابلہ کے لئے مباہلہ میں رسول اکرمؐ کے ساتھ شرکت کی۔ ثبوت کے لئے کنزالعمال تفسیر کشاف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۲۸ تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۴۰ پر تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ جہاں تک تعلق ہے مصیبت کے وقت صبر کرنے کا تو اس کی وضاحت قرآن حکیم نے اس طرح کی ہے کہ ''**وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون**'' ''صبر کرنے والوں کو خوشخبری دو' وہ جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' پس معلوم ہوا کہ وقت مصیبت اللہ کو پکارنا صبر کے خلاف نہیں۔ چونکہ عزاداری حجت خدا کی مصیبت کی یاد میں کی جاتی ہے اور یزیدی ظلم کے خلاف اللہ سے فریاد کی جاتی ہے' اس لئے نہ یہ صبر کے خلاف ہے اور نہ ہی اللہ سے شکوہ ہے بلکہ یہ یزیدیت کے خلاف اللہ تعالیٰ کے حضور شکایت ہے۔ اگر مصیبت کے وقت خاموش رہنا صبر ہوتا تو پھر **انا للہ** کہہ کر خاموشی توڑنے کا حکم نہ ہوتا۔ یہ مفہوم شرح صحیح بخاری کے مطابق لکھا گیا ہے۔ چند مزید احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱۔ صحیح بخاری مطبع سعیدی جلد ۱ صفحہ ۴۹۵ حضورؐ کا ایک صحابی کی نزاع کے وقت رونا ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

۲۔ اسی کتاب میں صفحہ ۴۹۲ پر حضرت سعد بن خولہ صحابی پر حضورؐ کا مرثیہ پڑھنا مرقوم ہے۔

۳۔ مومن کی میت پر رونے سے ثواب ملتا ہے اور کافر کی میت پر رونے سے عذاب ملتا ہے۔ بروایت حضرت عائشہ زوجہ رسولؐ۔ اسی کتاب کے جلد ۱ صفحہ ۴۹۰ پر ملاحظہ ہو۔

۴۔ حضورؐ کا اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر رونا اور صحابہ کو رلانا۔ مشکواۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ باب الاسلام کراچی

۵۔ حضورؐ کا اپنے صحابی عثمان بن مظعونؓ کی میت پر رونا اور بوسے دینا۔ (مشکواۃ جلد ۱ صفحہ ۲۸۳)

۱) نیز قرآن پر عمل کرنے والوں کے لئے زندہ حضرت یوسفؑ پر حضرت یعقوبؑ کے رونے کی مثال کافی ہے۔

۲) صحابہ کرام کے ماننے والوں کے لئے عاشق رسولؐ حضرت اویس قرنیؓ کی مثال سامنے ہے۔

۳) قرآن اور فرمان رسولؐ کی مخالفت کرنے والوں کے لئے کیا خوب اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ارشاد رب العزت ہے کہ اس روز ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسولؐ کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ہائے افسوس کہ کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔اس نے تو ذکر کے آنے کے بعد بھی مجھے گمراہ کر دیا شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہے ہی۔اور اس روز رسولؐ آواز دیں گے کہ اس میری امت نے اس قرآن کو بھی نظر انداز کر دیا ہے اور اسی طرح ہم نے ہر نبیؑ کے لئے مجرمین میں سے کچھ دشمن قرار دیئے ہیں اور ہدایت اور امداد کیلئے اللہ کافی ہے۔(سورہ فرقان آیت ۲۷ تا ۳۱)

۴) ارشاد رب العزت ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر اس دنیا میں اندھا بنا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا اور نجات سے بھٹکا ہوا ہوگا۔(سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۲) معزز قارئین! درسِ انقلاب کربلا یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت عظمیٰ اور خانوادہ رسول کی عہد ساز قربانی اسلامی تاریخ کا وہ عظیم درس ہے جو رہتی دنیا تک نہ صرف امت مسلمہ بلکہ ساری بنی نوع انسان کو یہ پیغام دیتا رہے گا کہ صراط مستقیم پر گامزن رہنے اور اصولوں کی سربلندی کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیئے، حق کا پرچم سربلند رکھنے کے لئے باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہیے۔ معرکہ حق و باطل میں اسلحہ اور سپاہیوں کی تعداد کو خاطر میں لائے بغیر تاریخ کی عدالت میں سچ کی گواہی دینا ہوتی ہے اور یہ حوصلہ صرف عشق حقیقی سے ہی حاصل ہوتا ہے اور داستان حرم عشق کی اس وارفتگی سے رنگین ہے اور کائنات میں اسمٰعیل علیہ السلام سے حسین علیہ السلام تک ایسی عشق کی روشن مثال ہے اور معرکہ بدر سے معرکہ کربلا تک اس عشق کی جلوہ آفرینیاں اسلامی تاریخ کی درخشاں علامتیں بن چکی ہیں۔بدر ہو یا حنین صدق خلیلؑ ہو یا صبر حسینؑ یہ تمام حق کی سربلندی کے لئے سب کچھ نچھاور کر دینے اور سچائی کے پرچم کو سربلند رکھنے کے درخشندہ و تابندہ سنگ میل ہے۔

غیر شیعہ خلفاء کی کارکردگی

یاد رہے کہ حضورؐ کی وفات کے بعد ان خلفاء نے انتہائی جابرانہ اور پر تشدد راستہ اختیار کیا مثلاً جونہی

حضورؐ کی آنکھیں بند ہوئیں، ابھی جسد پاک موجود ہے دنیا کو طاقت کے ذریعے اس قدر خوفزدہ کر دیا کہ کائنات کی عظیم ترین ہستی کی میت پر بنی ہاشم کے علاوہ چند صحابی گریہ کناں تھے بلکہ ان پر بھی حضورؐ کی میت پر رونے کی پابندی لگا دی گئی تا کہ امت مسلمہ یعنی مخلص وفادار صحابہ پر بھی حضورؐ جیسی محبوب ترین ہستی کی جدائی کی اہمیت نہ رہے جس کے نتیجہ میں کائنات کی عظیم ترین ہستی کا مختصر ترین جنازہ ہوا اور انتہائے ظلم یہ کہ رسولؐ کہ اکلوتی بیٹی خاتون جنت فاطمہ الزہراؑ کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ان کے آبائی گھر میں رونے نہ دیا گیا جس کے نتیجہ میں مدینہ سے باہر ایک مکان بنایا جس کا نام تاریخ نے ''بیت الحزن'' یعنی غم کا گھر تحریر کیا ہے اور جس کو محبّ اہلبیتؑ امام بارگاہ کے نام سے پکارتے ہیں اسی طرح چند مخصوص مخلص صحابہ اور بنی ہاشم تعزیت کے لئے بیت الحزن میں حضرت علیؑ اور جناب سیدہؑ کے پاس جاتے تھے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے باغ فدک چھین لیا جو کہ رسولؐ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت فاطمہؑ کو ہبہ کر دیا تھا۔

اسی طرح تاریخ عالم چیخ چیخ کر بتا رہی ہے کہ ظلم اس قدر بڑھا کہ جناب زہراؑ کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا اور ان کو دروازہ پر کھڑے ہو کر قتل کی دھمکیاں دی گئیں دروازہ کے پیچھے کھڑی رسول زادیؑ پر حضرت عمر اور ان کے ساتھیوں نے سخت کلامی کے بعد دروازہ کو آگ لگا دی اور زبردستی گھر میں گھس کر جناب سیدہؑ کے پہلو میں عمر نے تلوار سے ضرب ماری اور طمانچے مارے۔ پھر قنفذ ملعون نے تازیانے مار کر جناب سیدہؑ کو زخمی کر کے گرا دیا اور شکم مادر میں ''محسن'' شہید ہو گئے۔ زخمی حالت میں سقیفہ والوں کے ظلم کے نتیجہ میں جام شہادت پا گئیں۔ حتیٰ کہ رسول زادیؑ کو حضورؐ کے پہلو میں دفن تک نہ ہونے دیا اسی طرح رفتہ رفتہ مظالم میں تیزی آتی گئی امام حسنؑ کو زہر دلوا کر شہید کروایا گیا ان کو بھی حضورؐ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دیا بلکہ جنازہ پر تیروں کی بارش کر دی گئی اور میت تیروں سے چھلنی گھر واپس لایا گیا اور دوبارہ جنت البقیع میں دفنایا گیا۔ یاد رہے کہ تاریخ میں جناب سیدہؑ کا وصیت نامہ موجود ہے کہ میرا جنازہ رات کو دفنانا اور سقیفہ والوں کو نزدیک تک نہ آنے دینا۔ یاد رہے اصحاب ثلاثہ سے بنی ہاشم کے خوشگوار تعلقات سازشیوں کا جھوٹ کا پلندہ ہے۔ میں اگر اس کتاب میں تاریخی حقائق کو نظر انداز بھی کر دوں جیسا کہ اختصار کی وجہ سے سینکڑوں میں سے ایک ظلم کی نشاندہی کر رہا ہوں لیکن پھر بھی تاریخ عالم بھری پڑی ہے۔ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے البتہ حضرت عمر کے پیروکاروں نے ان تمام مظالم پر پردہ ڈالنے کے لئے ان کے اس کردار کو پیدائشی سخت مزاجی کا نام دیا ہے کیونکہ ان کا اپنی نجی زندگی میں اپنی عورتوں کے ساتھ بھی سخت رویہ تحریر کیا ہے۔ تفصیلات کے لئے سوانح عمری حضرت عمر پڑھنے سے

معلومات مکمل ہو جائیں گی۔ اسی طرح اس سلسلے کے پانچویں خلیفہ معاویہ بن ابوسفیان نے اہلبیت رسولؐ سے جنگ کے نتیجے میں دوسو مخلص صحابہ کو شہید کیا۔ منافقین کو اعتماد میں لینے کے لیے بدھ کو جمعہ پڑھوایا۔ حضرت عائشہ کو ورغلا کر جنگ جمل کی صورت میں حضرت علیؑ سے لڑایا اور حضرت علیؑ نے اپنے حسن اخلاق اور حکمت عملی سے حضرت عائشہ کو باعزت گھر بیٹھنے پر مجبور کر دیا لیکن معاویہ نے اس ناکامی پر حضرت عائشہ کو اپنے گھر دعوت دے کر کنویں کے اوپر پردہ ڈال کر نیچے سے تختہ نکال کر زندہ دفن کر دیا اور پھر معاویہ نے ابن ملجم ملعون کو ایک فاحشہ عورت سے شادی کا جھانسہ دے کر حضرت علیؑ کے قتل پر آمادہ کیا۔ تفصیلات کے لئے کتاب ''امارت معاویہ'' کا مطالعہ کریں اور اسی طرح اس سلسلے کے چھٹے خلیفہ یزید بن معاویہ نے کربلا میں اہلبیت رسولؐ اور محبان رسولؐ کو بے دردی سے شہید کروا کر رسول زادیوں کو قیدی بنا کر شہر بہ شہر پھرایا اور اہلبیت رسولؐ کو خون کے آنسو رلایا۔ یاد رہے کہ میت پر رونے سے منع کرنے کی ابتداء حضرت عمر نے حضورؐ کی وفات سے شروع کی اور سقیفہ بنی ساعدہ کی پہلی کابینہ نے اہلبیت رسولؐ کے خلاف باقاعدہ مہم شروع کی اسی طرح کائنات کی عظیم ترین ہستی کی جدائی کی اہمیت کو کم کرنے کی سازش کی نہ اصحاب ثلاثہ حضورؐ کی تجہیز و تکفین میں خود شریک ہوئے اور نہ ہی امت مسلمہ کو شریک ہونے دیا جس کی تفصیل تاریخ طبری ص ۱۳ اور ۱۴ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اور اس حقیقت کا اعتراف اہلسنت کے جید عالم شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب الفاروق سوانح عمری حضرت عمر فاروقؓ میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔ ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو الفاروق صفحہ نمبر ۷۹

''سقیفہ بنی ساعدہ حضرت ابوبکر کی خلافت اور حضرت عمر کا استخلاف''

''یہ واقعہ بظاہر تعجب سے خالی نہیں کہ جب آنحضرتؐ نے انتقال فرمایا تو فوراً خلافت کی نزاع پیدا ہو گئی اور اس بات کا بھی انتظار نہ کیا گیا کہ پہلے رسول اللہؐ کی تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کر لی جائے۔ کس کے قیاس میں آ سکتا ہے کہ رسول اللہؐ انتقال فرمائیں اور جن لوگوں کو ان کے عشق و محبت کا دعویٰ ہو وہ ان کو بے گور و کفن چھوڑ کر چلے جائیں اور اس بندوبست میں مصروف ہوں کہ مسند حکومت اوروں کے قبضہ میں نہ آ جائے۔''

''تعجب پر تعجب یہ ہے کہ یہ فعل ان لوگوں (حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ) سے سرزد ہوا جو آسمانِ اسلام کے مہر و ماہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس فعل کی ناگواری اس وقت اور نمایاں ہو جاتی ہے جب یہ دیکھا جاتا

ہے کہ جن لوگوں کو آنحضرتؐ سے فطری تعلق تھا یعنی حضرت علیؑ اور خاندان بنی ہاشمؑ ان پر فطری تعلق کا پورا پورا اثر ہوا اور اس وجہ سے آنحضرتؐ کے درد و غم اور تجہیز و تکفین سے ان باتوں کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملی۔"

Settings\Zaheer\Desktop\IMG0558A.jpg not found.

Settings\Zaheer\Desktop\IMG0559A.jpg not found.

"ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ کتب احادیث و سیر سے بظاہر اس قسم کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا ہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ وغیرہ آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے۔ یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ کر خلافت کے باب میں انصار سے معرکہ آرائی کی اور اس طرح ان کوششوں میں مصروف رہے کہ گویا ان پر کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا تھا۔ یہ بھی

سچ ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصار بلکہ بنی ہاشم اور حضرت علیؑ سے بزور منوانا چاہا۔ گو بنو ہاشم نے آسانی سے ان کی خلافت تسلیم نہیں کی۔

نوٹ: یاد رہے بنی ہاشم میں سے کسی نے بھی ہر طرح کے مظالم برداشت کرنے کے باوجود خودساختہ حکمرانوں کی بیعت نہیں کی بلکہ حضرت ابوبکر سے لیکر یزید تک اپنی حکومت کو جائز کروانے کیلئے اہل بیت رسولؐ پر جس ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا تاریخ میں روز روشن کی طرح موجود ہے۔ کربلا میں خاندان رسالت کے 6 ماہ کے علی اصغر نے تیر کھا کے مسکرا کر یزیدیت کو شکست فاش دی اور شام میں جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبات کے ذریعے۔ جس منہ سے یزید نے مانگی تھی بیعت حسینؑ سے۔۔ زینبؑ زبان کاٹ کے لائی ہیں یزید کی حسینؑ کے پاس۔

ایک تلخ حقیقت

دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف نصابی کاروائی میں لفظ سید کی عربی لغت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام دشمنی کا بنیادی ذریعہ بنایا۔ حالانکہ سیادت و سرداری یا خاندانی فضیلت انبیاءؑ اور متقی و پرہیزگار اولاد انبیاء کے لئے مخصوص کی گئی۔ مثلاً قرآنی ثبوت ''بالتحقیق حضرت آدمؑ نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالموں سے برگزیدہ کیا۔'' (سورہ آل عمران)

لیکن دشمنان اسلام نے اسلام دشمنی میں پہلے اپنے باپ کو تبدیل کیا تاکہ امت مسلمہ کو دھوکہ دینے میں مشکل پیش نہ آئے۔ حالانکہ قرآن حکیم میں حضرت نوحؑ نبی کے نافرمان بیٹے کو ذریت سے نکال کر اللہ تعالیٰ نے فضیلت کا لقب واپس لے لیا۔ چہ جائیکہ مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والے سیدنا کا لقب استعمال کر کے رسول زادوں کے مقابلے میں یزید اور یزیدی گروہ کو اپنا پیشوا بنالیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ہر چیز کا ایک اندازہ اور معیار مقرر کیا ہے۔ لہذا اولاد رسولؐ کہلانے کے لئے رسولؐ کا شیعہ یعنی پیروکار ہونا ضروری ہے ورنہ نوحؑ کے بیٹے کی طرح کٹ جانا الٰہی دستور ہے۔ غیر شیعہ کسی صورت سید کہلانے کا حقدار نہیں ہے سوائے تقیہ کے یا لاعلمی کی صورت میں۔ اس لئے کہ اسلام اور مسلمانوں میں رخنہ ڈالنے اور دھوکہ دینے میں خودساختہ سیدنا کا مرکزی کردار رہا ہے مثلاً خودساختہ سیدنا سلیمان ندوی کا کردار جو امام حسینؑ کے مقابلے میں یزید کو اپنا چھٹا امام مانتا ہے اور اپنے آپ کو مبلغ اسلام کہلاتا ہے جس کا تحریر شدہ نصاب

ہندوستان اور پاکستان کے اکثر غیر شیعہ مدرسوں میں پڑھایا جاتا ہے۔اسی طرح لاکھوں مثالیں موجود ہیں کہ خودساختہ سیدنا کی سازشی پالیسیوں سے لاکھوں مومن مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں۔جس طرح سید کہلانے کے لئے شیعہ ہونا ضروری ہے' اسی طرح شیعہ کی وضاحت بھی معصومؑ کے فرمان سے کچھ اس طرح ہوتی ہے۔''ایک لاکھ کی آبادی میں نمایاں' متقی' پرہیز گار اور عمل صالح بجالانے والے شخص کو ہمارا شیعہ کہلوانے کا حق ہے ورنہ وہ جھوٹا ہے۔''

عہد فاروقی کی نئی ایجادات

حضرت عمرؓ نے ہر صیغہ میں جو جو نئی باتیں ایجاد کیں' ان کو مورخین نے یکجا لکھا ہے اور ان کو اولیات سے تعبیر کرتے ہیں۔چنانچہ ہم ان کے احکامات کو انہی اولیات میں سے چند احکام نمونے کے طور پر تحریر کرتے ہیں جو حضرت عمر نے اپنی حکومتی گرفت مضبوط کرنے کے لئے اور گرفت کے بعد قرآن وسنت سے متصادم احکامات جاری کئے ہیں۔مثلاً

۱۔ بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا۔
۲۔ پولیس کا محکمہ قائم کیا۔
۳۔ عدالتیں قائم کیں۔قاضی مقرر کئے۔
۴۔ دفتر مال قائم کیا۔
۵۔ جیل خانہ قائم کیا۔
۶۔ جگہ جگہ چھاؤنیاں قائم کیں۔
۷۔ اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
۸۔ امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔
۹۔ قیاس کا اصول قائم کیا۔
۱۰۔ تاریخ اور سنہ قائم کیا
۱۱۔ مکاتب قائم کئے۔
۱۲۔ وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔
۱۳۔ فجر کی اذان میں ''الصلاۃ خیر من النوم'' کا اضافہ کیا جو مؤطا امام مالک میں اس کی تفسیر موجود ہے
۱۴۔ نماز تراویح جماعت سے قائم کی۔
۱۵۔ تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں' طلاق بائن قرار دیا۔
۱۶۔ شراب کی حد کے لئے ۸۰ کوڑے مقرر کئے۔
۱۷۔ بنو صعلب کے عیسائیوں پر بجائے جزیہ کے زکواۃ مقرر کی۔
۱۸۔ نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کرا دیا۔

نــوٹ: اسی کتاب کے پرانے ایڈیشن میں متعہ حلال کو حرام قرار دیا۔ جو قرآن اور فرمان رسولؐ کے مطابق حلال ہے۔

سرور کائنات ﷺ کی وصیتیں آخر وقت میں

سلیم بن قیس عامری بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سلمان فارسی نے بیان کیا کہ میں آنحضرت ﷺ کے اس مرض میں جس میں رحلت فرمائی ان کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا تشریف لائیں اور جب آنحضرت کی حالت نازک دیکھی تو اس قدر غمگین ہوئیں کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی تمہیں کیا چیز رلا رہی ہے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کے بعد اپنے اور اپنے بچوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے آنحضرت ﷺ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ فرمانے لگے اے فاطمہؑ! تمہیں نہیں معلوم کہ خداوند عالم نے ہم اہل بیتؑ کے لیے دنیا کی بجائے آخرت کو منتخب فرمایا ہے اور اس نے اپنی تمام مخلوق پر موت کو مقرر کیا ہے۔ خداوند عالم نے سطح زمین پر نظر ڈالی اور مجھے منتخب کر کے رسول اور نبی مقرر فرمایا پھر دوسری نظر ڈالی اور تمہارے شوہر کو منتخب فرما کہ مجھے حکم دیا کہ میں ان سے تمہاری شادی کر دوں اور انہیں اپنا بھائی اور وصی اور وزیر بنا دوں اور اپنی امت پر اپنا خلیفہ مقرر کر دوں پس تمہارا باپ سب انبیاء ورسل سے بہتر ہے اور تمہارا شوہر سب اوصیاء ووزراء سے بہتر ہے اور میرے اہل بیتؑ میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کرو گی۔ پھر خدا نے زمین پر تیسری نظر ڈالی اور تمہیں اور تمہاری اولاد سے گیارہ اماموں کو منتخب فرمایا پس تم جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے فرزند حسن وحسین جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں اور میں اور میرا بھائی اور گیارہ امام واوصیاء سب کے سب قیامت تک ہادی ورہبر ہیں میرے بھائی کے بعد پہلا وصی حسنؑ اور پھر حسینؑ پھر ان کی اولاد سے نو (9) امام جنت میں ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ اور خدا سے زیادہ قریب منزل میرے سوا کسی کی نہیں ہے پھر ابراہیم وآلِ ابراہیم کی منزل ہے۔ اے میری پیاری بیٹی کیا تمہیں معلوم ہے کہ خدا نے تمہیں یہ شرف بخشا ہے کہ تمہارا شوہر ساری امت سے بہتر اور اہل بیتؑ کا سردارہ سب سے پہلا مسلمان سب سے بڑا عالم سب سے بڑھ کر کریم النفس سب سے زیادہ سچا سب سے بڑھ کر مضبوط اور بہادر اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ اس دنیا میں پرہیز گار ہے۔ اور کوشش میں سب سے مستحکم ہے یہ بشارت سن کر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا خوش ہو گئیں۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی مرتضیٰؑ کے پاس آٹھ ایسے مناقب ہیں جو کسی اور کو نصیب

نہیں۔ سب سے پہلے ان کا خدا اور رسولؐ پر ایمان ہے میری امت میں کوئی ان سے سابق نہیں ہے۔ دوسرے خدا کی کتاب اور میری حدیث کا علم ہے ساری امت میں کوئی ایسا نہیں جو میرے تمام علم کا عالم ہو سوائے تمہارے شوہر کے‘ اس لئے کے خداوند عالم نے مجھے وہ علوم تعلیم دیئے ہیں جو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس نے جو علوم اپنے فرشتوں اور نبیوں کو دیئے ہیں وہ بھی میں جانتا ہوں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ سب علیؑ کو تعلیم کر دوں پس میں نے تعلیم کر دیے میری تمام امت میں انکے سوا کوئی نہیں جو میری تمام علم فہم اور عقل تک پہنچ سکے۔ اے میری پیاری بیٹی! تم علیؑ کی زوجہ اور دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ میرے سبط ہیں اور میری امت کے لئے مرتضٰی کو علم حکمت اور فصل الخطاب کی تعلیم دی ہے۔

اے میری پیاری بیٹی! خداوند عالم نے ہم اہل بیتؑ کو سات ایسی صفتیں بخشی ہیں جو ہمارے سوا اگلوں پچھلوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔ میں تمام انبیاء و مرسلین کا سردار اور ان سے بہتر ہوں۔ میرا وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہے میرا وزیر تیرا شوہر ہے اور ہمارا شہید تمام شہداء سے بہتر ہے۔ خاتون جنتؑ نے سوال کیا کہ ان شہیدوں سے بہتر ہے جو آپ کے ہمراہ شہید ہوئے۔ فرمایا نہیں‘ بلکہ انبیاءؑ اور اوصیاء کے سوا جس قدر شہید پہلے گذرے یا اب گذریں گے سب سے بہتر ہے اور جعفر ابن ابو طالبؑ دو ہجرتوں سے مشرق اور ذوالجناحین سے ملقب ہیں ان پروں کے ذریعہ وہ فرشتوں کے ہمراہ جنت میں پرواز کرر ہے ہیں اور تمہارے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ امت کے لیے سبط ہیں اور جنت کے سردار ہیں۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس امت کا مہدیؑ بھی ہم ہی میں سے ہوگا جس کے ذریعے خداوند عالم زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

یہ سن کر حضرت فاطمہ زہراؑ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ جن کا آپ نے نام لیا ہے‘ کون کون افضل ہے۔ فرمایا میرا بھائی مرتضٰی میری تمام امت سے افضل ہے ان کے بعد حمزہؑ اور جعفرؑ افضل ہیں تمہارے بعد اور میرے فرزندوں حسنؑ و حسینؑ اور ان اوصیاء کے بعد جو حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے اور انہی میں سے مہدیؑ ہو گا اور ان میں ہر پہلا بعد والے کا امام ہے اور ہر بعد والا پہلے کا وصی ہے۔ ہم اہل بیتؑ کے لیے خداوند عالم نے دنیا کے بجائے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ پھر آپ نے اپنی دختر فاطمہ زہراؑ اور علی مرتضٰیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا۔ اے سلمانؓ! میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو ان سے جنگ کرے اس نے مجھ سے جنگ کی اور جو ان سے صلح کرے اس نے مجھ سے صلح کی۔ یاد رکھو کے یہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔

امیرالمومنینؑ سے وصیت

پھر آپ نے حضرت علی مرتضیٰؑ کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے علیؑ میرے بعد قریش تم پر سخت ظلم کریں گے۔ پس اگر تمہیں مددگار مل جائیں تو اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر اپنے مخالفوں سے جہاد کرنا اگر مددگار نہ ملے تو صبر کرنا اور اپنا ہاتھ روکے رکھنا اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالنا کیونکہ تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کا موسیٰؑ سے تھی اور تمہیں ہارونؑ کی پاک سیرت پر ہی چلنا ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی موسیٰ سے کہا تھا کہ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں۔

آنحضرتﷺ کی پیش گوئی

حضرت سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علیؑ نے بیان فرمایا کہ ایک دن میں آنحضرتﷺ کے ہمراہ مدینہ کے بعض راستوں سے گزر رہا تھا کہ ہم ایک باغ تک پہنچے میں نے اسے دیکھ کر یہ عرض کیا یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے؟ فرمایا کہ بے شک یہ اچھا ہے مگر جنت کا وہ باغ اس سے بہتر ہے جو تمہارا ہے پھر ہم ایک دوسرے باغ تک پہنچے اسے دیکھ کر میں نے عرض کیا: یہ باغ کس قدر اچھا ہے فرمایا: بے شک اچھا ہے مگر تمہارے لئے جو جنت میں باغ ہے وہ اس سے بہتر ہے اس طرح ہم سات باغوں تک پہنچے اور میں ہر باغ کو دیکھ کر یہی کہتا تھا کہ باغ کس قدر اچھا ہے اور آپ یہی فرماتے تھے تمہارے لیے جو باغ جنت میں ہے وہ اس سے بہتر ہے جب ہم راستے میں اکیلے رہ گئے تو مجھے گلے لگا کر رونے لگے اور فرمانے لگے میرا باپ قربان آپ کے شہید پر میں نے عرض کیا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے یارسول اللہ، فرمایا: لوگوں کے دلوں کے کینے جو میرے مرنے کے بعد ظاہر کریں گے۔ کچھ بدر کے کینے ہیں اور کچھ احد کے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہﷺ کیا میرے دین کی سلامتی میں؟ فرمایا کہ ہاں تمہارے دین کی سلامتی کے ہیں۔ اے علی تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہے۔ تم ہی میرے بھائی تم ہی میرے وصی تم ہی میرے وصی اور وزیر اور وارث ہو تم ہی میرے فرائض ادا کرنے والے تم ہی میرے قرضے ادا کرنے والے تم ہی مجھے بری الذمہ کرنے والے اور میری امانت ادا کرنے والے اور میری سنت پر جہاد کرنے والے ہو ناکثین، قاسطین، مارقین سے۔ اور تم مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارون موسیٰ سے تھے۔ تم میں ہارون کی پاک صفتیں ہیں جب ان کی قوم نے انہیں کمزور سمجھ کر قتل کرنا چاہا۔ پس قریش کے ظلم اور زیادتی پر صبر کرنا اس لئے کہ تم میرے لیے مانند ہارون کے ہو موسیٰ سے اور وہ گوسالہ اور اس کی پرستش کرنے والوں کے مانند ہیں موسیٰ نے جب ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا

تو انہیں حکم دیا تھا کہ اگر قوم گمراہ ہو جائے اور انہیں مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کریں اور اگر مددگار نہ ملیں تو ہاتھ روک لیں اور اپنا خون محفوظ رکھیں اور تفریق نہ آنے دیں۔

اے علیؑ! خدا نے جو رسول بھی مبعوث فرمایا ایک گروہ نے خوشی سے اسلام قبول کیا اور دوسرے گروہ نے بادل ناخواستہ۔ پس خدا نے کراہت سے اسلام قبول کرنے والوں کو خوشی سے اسلام قبول کرنے والوں پر مسلط کر دیا انہوں نے ان کے قتل کو ثواب سمجھا۔ اے علیؑ! جب بھی کسی نبی کے بعد اس کی امت میں اختلاف ہوا ہے اہل باطل اہل حق پر مسلط رہے ہیں۔ خدا نے اس امت کی قسمت میں فرقہ بندی اور اختلافات لکھ دیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کی راہ میں کھینچ لاتا یہاں تک کے اس کی مخلوق میں دو شخص بھی باہم اختلافات نہ کرتے اور خدا کے کسی حکم میں اس سے انحراف نہ کرتے اور کوئی ادنیٰ اپنے سے بہتر کی فضیلت سے انکار نہ کرتا اور اگر وہ چاہتا تو جلد انتقام لے لیتا۔ اے علیؑ! یہ اس کے اختیار میں تھا کہ ہر ظالم کو جھٹلایا جاتا اور حق پہچان لیا جاتا کہ اس کی بازگشت کہاں ہے۔ لیکن اس نے اس دنیا کو عمل کا گھر قرار دیا ہے اور آخرت کو دارِ قرار مقرر کیا ہے تا کہ بدعملوں کو سزا دے اور نیک عملوں کو انعام دے۔ پس میں نے کہا: الحمدللہ اس کی نعمتوں کا شکر اور اسکے امتحانوں پر صبر لازم ہے اور اسکے فیصلہ پر سر تسلیم خم اور دل راضی ہے۔

امیر المومنینؑ سے طلبِ بیعت

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی مرتضیٰؑ کو پیغام بھیجو کہ وہ ضرور بیعت کر لیں اس لیے کہ جب تک وہ بیعت نہ کریں ہم کسی شئے میں نہیں ہیں اور اگر وہ بیعت کر لیں تو ہم انہیں امان دے دیں گے۔ ابوبکر نے انہیں پیغام بھیجا کہ خلیفہ رسولؐ بلا رہے ہیں۔ پیغام رساں نے آ کر آپ (حضرت علیؑ) کو پیغام پہنچایا۔ آپ نے جواب دیا کہ کس قدر جلد تم نے حضرت رسول خداﷺ پر تہمت باندھی ہے حالانکہ وہ اور اس کے جانشین خوب جانتے ہیں۔ خدا اور رسولؐ نے میرے سوا کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ پیغام رساں نے واپس جا کر یہ جواب دیا۔ ابوبکر نے اس سے کہا کہ تم جا کر یہ کہو کہ امیر لمومنین بلا رہے ہیں۔ اس نے آ کر پھر علیؑ کو پیغام سنایا تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ اتنا زمانہ تو نہیں گزرا کہ بھول جائیں۔ خدا کی قسم وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ لقب میرے سوا کسی کے لائق نہیں ہے حالانکہ انہیں رسول خداﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ سات کہ ساتویں تھے اور انہوں نے مجھے امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کیا تھا بلکہ سات میں سے انہوں نے اور ان کے ساتھی عمر نے آپؐ سے دریافت کیا تھا کہ کیا یہ حکم خدا اور اس کے رسولؐ کی جانب سے ہے اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ ہاں بالکل علیؑ خدا ہی کی

جانب سے مؤمنوں کے امیر، مسلمانوں کے سردار اور روشن چہرے والوں کے علمبدار ہیں۔ خدائے عزوجل انہیں بروز قیامت صراط پر بٹھائے گا اور وہ اپنے دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ پیغام رساں نے واپس جاکر آپ کا ارشاد سنا دیا اور یہ سن کر وہ اس دن خاموش ہو گئے۔

بیعت کا پرزور مطالبہ

دوسرے دن حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا: تمہیں علی مرتضیٰ کو یہ پیغام دینے میں کیا امر مانع ہے کہ وہ بھی آکر بیعت کر لیں اس لیے کہ اب ان کے اور ان چار کے سوا کوئی باقی نہیں رہا جس نے بیعت نہ کی ہو اور ان دونوں میں حضرت ابوبکر بہت نرم، دور اندیش اور کم مکر کرنے والے تھے اور دوسرے زیادہ سخت طبیعت، تلخ مزاج اور ظالم تھے۔ حضرت ابوبکر نے ان سے کہا ہم کسے بھیجیں؟ حضرت عمر نے جواب دیا۔ قنفذ کو بھیجیں۔ وہ سخت طبیعت، تلخ مزاج ڈرانے والا اور آزاد ہے اور بنی عدی بن کعب کا ایک فرد ہے۔ اے ابوبکر! اسے روانہ کر دو اور اس کے ساتھ کچھ اور مددگار روانہ کر دو۔ اس نے جاکر حضرت علی مرتضیٰؑ سے اجازت طلب کی۔ آپؑ نے اجازت نہ دی۔ قنفذ کے ساتھیوں نے واپس آکر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو اس حال سے مطلع کیا۔ یہ دونوں مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگ ان کے گرد تھے اور قنفذ وہیں کھڑا رہا۔

بتولؑ کے دروازہ پر لکڑیوں کا انبار

پس عمر نے کہا تم واپس جاؤ اگر اجازت نہ ملے تو بھی گھر میں گھس جاؤ اور ان لوگوں نے پھر جاکر اجازت طلب کی۔ پس فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: کیا تم میرے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہو گے؟ یہ سن کر وہ واپس ہو گیے اور قنفذ ملعون کھڑا رہا۔ انہوں نے آکر بیان کیا کہ فاطمہ زہراؑ نے یہ اور یہ کہا ہے۔ کیا ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم بلا اجازت کے ان کے گھر میں داخل ہو جائیں؟ یہ سن کر عمر کو غصہ آگیا اور کہنے لگے عورتیں کہاں اور ہم کہاں۔ پھر اپنے گرد کے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہاں لکڑیاں جمع کریں۔ انہوں نے اور عمر نے مل کر آپ کے گھر کے گرد لکڑیاں جمع کیں حالانکہ گھر میں علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے بچے موجود تھے۔

خانہ اہل بیتؑ پر یلغار

حضرت عمر نے علیؑ و فاطمہؑ کو سنا کر بلند آواز سے کہا۔ اے علی! خدا کی قسم تمہیں گھر سے نکل کر خلیفہ رسولؐ کی بیعت کرنا پڑے گی ورنہ میں تمہیں آگ سے جلا دوں گا۔ فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: تمہارا ہم سے کیا مطلب ہے؟

عمر نے کہا دروازہ کھولو ورنہ ہم تمہارا گھر آگ سے جلا دیں گے۔ فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: اے عمر! تم خدا سے نہیں ڈرتے میرے گھر میں گھستے ہو۔ عمر نے واپس جانے سے انکار کیا اور آگ منگوا کر دروازہ میں آگ لگا دی اور اسے گرا کر اندر گھس گئے۔

خاتونِ جنتؑ کی فریاد

فاطمہ زہراؑ فریاد کرنے لگیں۔ اے بابا! اے خدا کے رسول ﷺ عمر نے تلوار نکال کر ان کے پہلو پر ماری۔ انہوں نے چیخ کر کہا۔ ہائے میرے بابا۔ عمر نے کوڑا اٹھا کر انکے ہاتھ پر مارا انہوں نے فریاد کی' اے خدا کے رسولؐ! آپ کے بعد ابوبکر وعمر نے ہم سے کس قدر برا سلوک کیا ہے۔ علی مرتضیٰؑ نے دوڑ کر عمر کا گریبان پکڑ لیا اور اٹھا کر زمین پر دے مارا جس سے اس کی ناک اور گردن زخمی ہو گئی۔ قتل کرنے ہی والے تھے کے آنحضرتؐ کی وصیت یاد آ گئی جو آپ نے صبر کرنے کے لئے ارشاد فرمائی تھی اور فرمایا: اے ابن ضحاک! اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد ﷺ کو نبوت بخشی ہے اگر خدا کا لکھا ہوا اور رسول ﷺ کا مجھ سے عہد نہ ہوتا تو تم دیکھ لیتے کہ میرے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ عمر نے لوگوں کو مدد کے لئے پکارا اور لوگ آ گئے اور گھر میں داخل ہو گئے آپ نے تلوار کا رخ کیا۔ قنفذ فوراً ابوبکر کے پاس پہنچا۔ وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں آپؑ تلوار نہ نکال لیں۔ اس لیے کہ اسے ان کی شجاعت اور جنگ آوری یاد تھی۔ ابوبکر نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ اگر وہ باہر نہ آئے تو ان کا گھر گھیر لو۔ اگر وہ رکاوٹ کریں تو گھر میں آگ لگا دو۔ قنفذ اپنے ساتھیوں کو لے کر گھس پڑا۔ علی مرتضیٰؑ نے تلوار کا رخ کیا ان سب نے جو کثیر تعداد میں تھے انہیں گھیر لیا۔ بعض آدمیوں نے تلواریں سونت لیں اور انہیں ہر طرف سے گھیر کر ان کے گلے میں رسی ڈال دی یہ دیکھ کر دروازہ کے قریب حضرت فاطمہ زہراؑ درمیان میں آ گئیں۔ قنفذ ملعون نے ان کے بازو پر اتنے زور سے کوڑا مارا کہ وفات کہ وقت بھی گومڑا موجود تھا۔ پھر کشاں کشاں علیؑ کو ابوبکر کے پاس لے گئے اور عمر تلوار سر پر لیے رہا اور خالد بن ولید، ابوعبیدہ بن جراح، سالم غلام ابو حذیفہ، معاذ بن جبل، مغیرہ بن شعبہ، اسید بن خضیر، بشیر بن سعد اور تمام لوگ ابوبکر کے گرد ہتھیار لئے جمع تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمان سے کہا کہ فاطمہ کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہو جاؤ۔ سلمان نے جواب دیا ہاں مگر خدا کی قسم! ان پر چادر نہیں ہے اور وہ فریاد کر رہیں تھیں۔ اے بابا! اے خدا کے رسولؐ۔ آپ کے بعد ابوبکر وعمر نے ہم سے کتنا برا سلوک کیا حالانکہ ابھی قبر میں آپ کی آنکھیں بند نہیں ہوئی تھیں۔ یہ کہہ کر بلند آواز سے فریاد کر رہی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ ابوبکر کے گرد جتنے لوگ تھے سب رو رہے تھے۔ سوائے عمرؓ خالد اور مغیرہ

بن شعبہ کے اور عمر یہ کہہ رہے تھے کہ ہم عورتوں کی رائے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ پس وہ لوگ علی مرتضیٰؑ کو ابوبکر کے پاس لے گئے اور آپؑ یہ فرمارہے تھے کہ خدا کی قسم! اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں آجاتی تو تم یہاں تک کبھی نہ پہنچ سکتے۔ خدا کی قسم تم سے جہاد کرنے کو بھی میں برا نہیں سمجھتا۔ اگر مجھے چالیس ساتھی بھی مل جاتے تو تمہاری جماعت کو تتر بتر کر دیتا۔ خدا اس قوم پر لعنت کرے کہ جس نے بیعت کرنے کے بعد مجھے چھوڑ دیا۔ جب ابوبکر نے انہیں آتا دیکھا تو چیخ کر کہا ان کا راستہ چھوڑ دو۔ علی مرتضیٰؑ نے فرمایا تم نے رسول خدا ﷺ پر کیسا حملہ کیا ہے؟ کس حق اور کس درجہ سے تم نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے بلایا ہے۔ کیا کل تم نے خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم سے میری بیعت نہیں کی تھی۔

قنفذ کے مظالم

رہا قنفذ تو اس نے اس وقت جب اس کے اور حضرت علی مرتضیٰؑ کے درمیان حضرت فاطمہ زہراؑ حائل ہو گئی تھیں تو اس نے انہیں کوڑا مارا اور حضرت عمر نے اسے حکم دیا تھا کہ اگر فاطمہ زہراؑ درمیان میں حائل ہوں تو انہیں کوڑا مار اور خود حضرت عمر نے جناب سیدہؑ کو اس قدر سخت تھپڑ مارا کہ جناب سیدہ دیوار سے جالگیں اور قنفذ نے انہیں دھکا دے کر گرا دیا جس سے ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور محسن کا حمل ساقط ہو گیا اور صاحب فراش ہو گئیں۔ یہاں تک کہ اسی زخمی حالت میں شہادت پا گئیں۔ ان پر خدا کا درود وسلام ہو۔

حضرت علی مرتضیٰؑ کو قتل کی دھمکی

جب حضرت علی مرتضیٰؑ کو رسی میں باندھ کر ابوبکر کے پاس پہنچ گئے تو حضرت عمر نے آواز دی کہ ابوبکر کی بیعت کرو اور یہ باطل باتیں چھوڑ دو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کو ذلیل ورسوا کر کے قتل کر دیں گے۔ آپؑ نے فرمایا کہ تم خدا کے بندہ اور رسولؐ کے بھائی کو قتل کرو گے؟ حضرت ابوبکر نے کہا کہ آپ اللہ کے بندے ہیں مگر رسولؐ کے بھائی ہونے کا ہم اقرار نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کیا اس سے بھی انکار کرتے ہو کہ رسول خدا ﷺ نے روزِ مواخات مجھے اپنا بھائی قرار دیا تھا؟ کہا ہاں۔ آپ نے ان سے یہ بات تین بار کہلوائی اور قبر رسول ﷺ کی طرف رخ کر کے یہ آیت تلاوت فرمائی: (ترجمہ: اے میرے بھائی قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قتل کرنا چاہتے تھے)۔ پھر آپ نے اس مجمع کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے مسلمانو! اے مہاجرین وانصار! میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کے غدیر خم کے دن رسول

خداﷺ نے یہ اور یہ فرمایا تھا پس رسول خداﷺ نے آپ کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا آپ نے سب بیان کر دیا کچھ نہیں چھوڑا اور سب کو یاد دلا دیا سب نے کہا: بے شک یہ فرمایا تھا۔

حضرت ابوبکر کی چالاکی

حضرت ابوبکر کو اندیشہ ہوا کہ یہ لوگ علی مرتضیٰؑ کے مددگار نہ بن جائیں اور انہیں ان کا امیر بننے سے روک نہ دیں تو کہنے لگے۔ آپ نے جو کچھ کہا ہے درست ہے۔ ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے اور ہمارے دلوں نے جگہ دی ہے لیکن میں نے رسول خداﷺ سے یہ بھی سنا ہے کہ اس کے بعد آپ فرما رہے تھے کہ ہم اہل بیتؑ کو خدا نے منتخب فرمایا ہے اور عزت بخشی ہے اور ہمارے لئے دنیا کہ مقابلے میں آخرت کو پسند فرمایا ہے اور خدا نے ہم اہل بیت میں نبوت اور امامت کو جمع نہیں کرنا چاہتا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اصحاب رسولؐ میں کوئی ایسا ہے جو تمہارے ساتھ موجود تھا۔ عمر نے کہا اے خلیفہ! میں نے آنحضرتؐ سے ایسا ہی سنا ہے جیسا انہوں نے بیان کیا۔ ابوعبیدہ اور سالم غلام ابوحذیفہ اور معاذ بن جبل نے بھی اس کی تائید کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ درحقیقت تم اس معاہدہ کی تکمیل کر رہے ہو جس پر تم نے کعبہ میں عہد کیا تھا کہ اگر خدا نے محمدؐ کو قتل کر دیا یا وہ فوت ہو جائیں تو اس امر کو ہم اہل بیت سے پھیر دیں گے۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کو کس نے یہ خبر دی ہے۔ ہم نے تو آپ کو نہیں بتلایا۔ آپؑ نے فرمایا: کیوں اے زبیر، کیوں اے سلمان، کیوں اے ابوذر، کیوں اے مقداد، میں خدا اور اسلام کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے رسول خداﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فلاں اور فلاں پانچوں کے نام لے کر فرمایا تھا کہ انہوں نے باہم یہ معاہدہ کر کے تحریر لکھ دی ہے کہ اگر میں مر جاؤں یا قتل ہو جاؤں تو وہ اس منصب کو چھین لیں گے۔ آپؑ نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہؐ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ایسا ہو تو مجھے کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر مددگار پاؤ تو ان سے جہاد کرو اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنی جان کی حفاظت کرو۔ آپ نے فرمایا کہ چالیس آدمی جنہوں نے میری بیعت کی ہے میرے ساتھ وفا کرتے تو میں راہِ خدا میں ضرور جہاد کرتا یاد رہے کہ تمہاری اولاد میں یہ منصب قیامت تک کسی کو نہیں ملے گا اور تم نے رسول خداﷺ پر جو تہمت باندھی ہے اس کی رد اس آیت میں موجود ہے:

(کیا یہ لوگ انسانوں سے حسد کرتے ہیں اس چیز پر جو خدا نے اپنے فضل سے انہیں عطا کی ہے۔ یقیناً ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت اور ملک عظیم دیا ہے) کتاب نبوت ہے، حکمت حدیث اور ملک عظیم خلافت ہے اور ہم آل ابرہیمؑ ہیں۔ (بحوالہ کتاب اسرارِ امامت سلیم بن قیس ہلالی عامری کوفیؒ سے چند اقتباس اور مکمل

تفصیلات ابن ابی الحدید مصری براء بن عازب میں درج ہے، دیکھو الشرح ابن ابی الحدید جز اول صفحہ 73 و جز دوم صفحہ 132 طبع مصر

خاندان رسالتؐ سے دشمنی تاریخ کی روشنی میں

(حضرت امام زین العابدینؑ اور فتنہ ابن زبیر)

مشہور و معروف مؤرخ مسٹر ذاکر حسین لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن زبیر جو آل محمدؐ کا شدید دشمن تھا ۲ھ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ کی بڑی صاحبزادی اسماء کے بطن سے پیدا ہوا۔ اسے خلافت کی بڑی فکر تھی اسی لئے جنگ جمل کا میدان گرم کرنے میں اس نے پوری سعی سے کام لیا تھا۔ یہ شخص انتہائی کنجوس اور بنی ہاشم کا سخت دشمن تھا اور انہیں بہت ستاتا تھا۔ بروایت مسعودی اس نے جعفر بن عباس سے کہا کہ میں چالیس برس سے تم بنی ہاشم سے دشمنی رکھتا ہوں۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ۶۱ھ مکہ میں اور رجب ۶۴ھ میں ملک شام کے بعض علاقوں کے علاوہ تمام ممالک اسلام میں اسکی بیعت کر لی گئی۔ عقد الفرید اور مروج الذہب میں ہے کہ جب اسکی قوت بہت بڑھ گئی تو اس نے خطبہ میں حضرت علیؑ کی مذمت کی اور چالیس روز تک خطبہ میں درود نہیں پڑھا اور محمد حنفیہ اور ابن عباس اور دیگر بنی ہاشم کو بیعت کیلئے بلایا۔ انھوں نے انکار کیا تو برسر منبر ان کو گالیاں دیں اور خطبہ سے رسول اللہؐ کا نام نکال ڈالا، اور جب اسکے بارے میں اس پر اعتراض کیا گیا تو جواب دیا کہ اس سے بنی ہاشم بہت پھولتے ہیں، میں دل میں کہہ لیا کرتا ہوں۔ اسکے بعد اس نے محمد حنفیہ اور ابن عباس کو حبس بے جا میں مع ۱۵ بنی ہاشم کے قید کر دیا اور لکڑیاں قید خانہ کے دروازے پر چن دیں اور کہا کہ اگر بیعت نہ کرو گے تو میں آگ لگا دوں گا۔ جس طرح پہلے بنی ہاشم کے انکار بیعت پر لکڑیاں چنوا دی گئی تھی۔ اتنے میں وہ فوج وہاں پہنچ گئی۔ جسے مختار نے ان کی مدد کیلئے عبداللہ جدلی کی سرکردگی میں بھیجی تھی اور اس نے ان محترم لوگوں کو بچا لیا اور وہاں سے طائف پہنچا دیا (عقد فرید و مسعودی) انہیں حالات کی بنا پر امام زین العابدینؑ، اکثر فتنہ ابن زبیر کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ (نور الابصار ص ۱۲۹، مطالب اسؤل ص ۲۶۴ شواہد النبوت ص ۱۷۸)

تاریخی حقیقت ۔۔۔۔ سب سے بڑے دشمن کا بیٹا مومن نکلا

(معاویہ ابن یزید کی تخت نشینی)

یزید کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو لیلیٰ، معاویہ بن یزید خلیفہ وقت بنا دیا گیا وہ اس عہدہ کو قبول کرنے پر راضی نہ تھا۔ کیونکہ وہ فطرتاً حضرت علیؑ کی محبت پر پیدا ہوا تھا اور ان کی اولاد کو دوست رکھتا تھا، بروایت حبیب السیر اس نے لوگوں سے کہا کہ میرے لئے خلافت سزاوار اور مناسب نہیں ہے۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں میں تمھاری رہبری کروں اور بتا دوں کہ یہ منصب کس کے لئے زیبا ہے۔ سنو! امام زین العابدین موجود ہیں ان میں کسی طرح کا کوئی عیب نکالا نہیں جا سکتا وہ اس کے حق دار اور مستحق ہیں تم لوگ ان سے ملو اور انہیں راضی کرو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ وہ اسے قبول نہ کریں گے۔ مسٹر ذاکر حسین لکھتے ہیں کہ ۶۴ھ میں معاویہ بن یزید کی بیعت شام میں، عبداللہ ابن زبیر کی حجاز اور یمن میں ہو گئی اور عبید اللہ ابن زیاد عراق میں خلیفہ بن گیا۔ معاویہ ابن یزید حلیم و سلیم الطبع جوان صالح تھا۔ وہ اپنے خاندان کی گمراہیوں اور برائیوں کو نفرت کی نظر سے دیکھتا اور علیؑ و اولاد علیؑ کو مستحق خلافت سمجھتا تھا (تاریخ اسلام جلد ا ص ۳۷) علامہ معاصر رقم طراز ہیں کہ ۶۴ھ میں یزید مرا تو اس کا بیٹا معاویہ خلیفہ بنایا گیا۔ اس نے چالیس روز اور بعض قول کے مطابق ۵ ماہ خلافت کی اور اس کے بعد خود خلع خلافت کر دیا اور اپنے کو خلافت سے الگ کر لیا۔ اس طرح ایک روز منبر پر چڑھ کر دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر کہا۔ ''لوگو! مجھے تم لوگوں پر حکومت کرنے کی خواہش نہیں ہے کیونکہ میں تم لوگوں کی جس بات (گمراہی اور بے ایمانی) کو ناپسند کرتا ہوں وہ معمولی درجہ کی نہیں بلکہ بہت بڑی ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم لوگ بھی مجھے ناپسند کرتے ہو اس لئے میں تم لوگوں کی خلافت سے بڑے عذاب میں مبتلا اور گرفتار ہوں اور تم لوگ بھی میری حکومت کے سبب سے گمراہی کی سخت مصیبت میں پڑے ہو۔ سن لو! کہ میرے دادا معاویہ نے اس خلافت کے لئے اس بزرگ سے جنگ و جدل کی جو اس خلافت کے لئے اس سے کہیں زیادہ سزاوار اور مستحق تھے اور وہ حضرت اس خلافت کے لئے صرف معاویہ ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی افضل تھے۔ اس سبب سے کہ حضرت کو حضرت رسول خداؐ سے قرابت قریبہ حاصل تھی۔ حضرت کے فضائل بہت تھے خدا کے یہاں حضرت کو سب سے زیادہ تقرب حاصل تھا۔ حضرت تمام صحابہ، مہاجرین سے زیادہ عظیم القدر، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ صاحب علم سب سے پہلے ایمان لانے والے، سب سے اعلیٰ اور اشرف درجہ رکھنے والے اور سب سے پہلے حضرت رسول خداؐ کی صحبت حاصل کرنے والے تھے علاوہ ان فضائل و مناقب کے وہ جناب حضرت رسولؐ کے چچا زاد بھائی، حضرت کے داماد اور حضرتؐ کے دینی بھائی تھے جن سے حضرتؐ نے کئی بار مواخات فرمائی۔ جناب حسنین جوانان اہل

بہشت کے سرداراوراس امت میں سب سے افضل اور پروردہ رسولؐ اور فاطمہ بتولؑ کے دولالؑ یعنی پاک و پاکیزہ درخت رسالت کے پھول تھے۔ان کے پدر بزرگوار حضرت علیؑ ہی تھے۔ایسے بزرگ سے میرا دادا جس طرح سرکشی پرآمادہ ہوا،اس کوتم لوگ خوب جانتے ہواور میرے دادا کی وجہ سے تم لوگ جس گمراہی میں پڑے اس سے بھی تم لوگ بے خبر نہیں ہو یہاں تک کہ میرے دادا کواس کے ارادہ میں کامیابی ہوئی اوراس کے دنیاکے سب کام بن گئے،مگر جب اسکی اجل مختوم پہنچ گئی اور موت کے پنجوں نے اس کواپنے شکنجے میں کس لیاتووہ اپنے اعمال میں اس طرح گرفتار ہوکررہ گیا کہ اپنی قبر میں اکیلا پڑاہے اور جوجوظلم کر چکا تھاان سب کواپنے سامنے پارہاہے۔اور جوشیطانیت وفرعونیت اس نے اختیار کرر کھی تھی ان سب کواپنی آنکھوں سے دیکھ رہاہے پھر یہ خلافت میرے باپ یزید کے سپرد ہوئی توجس گمراہی میں میرا دادا تھااسی ضلالت میں پڑکر میرا باپ بھی خلیفہ بن بیٹھااورتم لوگوں کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی حالانکہ میراباپ یزید بھی اپنی اسلام کش باتوں اور دین سوزحرکتوں اوراپنی روسیاہیوں کیوجہ سے کسی طرح اس کا اہل نہ تھا کہ حضرت رسول کریمؐ کی امت کا خلیفہ اوران کا سردار بن سکے۔مگروہ اپنی نفس پرستی کی وجہ سے اس گمراہی پرآمادہ ہوگیا۔اوراس نے اپنے غلط کاموں کواچھاسمجھاجس کے بعداس نے دنیا میں جوجواندھیر کیااس سے زمانہ واقف ہے کہ اللہ سے مقابلہ اور سرکشی کرنے تک آمادہ ہوگیااور حضرت رسول کریمؐ سے اتنی بغاوت کی کہ حضرتؐ کی اولاد کا خون بہانے پر کمر باندھ لی۔مگراس کی مدت کم رہی اوراس کاظلم ختم ہوگیاوہ اپنے اعمال کے مزے چکھ رہاہےاور اپنے گڑھے(قبر سے)لپٹاہوا اوراپنے گناہوں کی بلاؤں میں پھنساہواپڑاہے۔ البتہ اس کی سفاکیوں کے نتیجے جاری ہیں اوراس کی خونریزیوں کی علامتیں باقی ہیں اب وہ بھی وہاں پہنچ گیاجہاں کے لئے اپنے کرتوتوں کا ذخیرہ مہیا کیا تھا۔اوراب اپنے کیئے پرنادم ہورہاہے۔مگرکب؟ جب کسی ندامت کا کوئی فائدہ نہیں اوروہ اس عذاب میں پڑگیا کہ ہم لوگ اس کی موت کوبھول گئے اوراس کی جدائی پرہمیں افسوس نہیں ہوتا بلکہ اس کا غم ہے کہ اب وہ کس آفت میں گرفتار ہے۔کاش معلوم ہوجاتا کہ وہاں اس نے کیاعذرتراشا اور پھراس سے کیا کہا گیا۔کیاوہ اپنے گناہوں کے عذاب میں ڈال دیا گیااوراپنے اعمال کی سزا بھگت رہاہے میرا گمان تو یہی ہے کہ ایساہی ہوگااس کے بعد گریہ اس کے گلوگیر ہوگیااوروہ دیرتک روتارہااورزورزورسے چیختارہا۔پھر بولا اب میں اپنے ظالم خاندان بنی امیہ کا تیسرا خلیفہ بنایا گیاہوں حالانکہ جولوگ مجھ پر میرے دادااور باپ کے مظالم کی وجہ سے غضبناک ہیں ان کی تعداد ان لوگوں سے کہیں زیادہ ہے جومجھ سے راضی ہیں۔ بھائیو!میں تم

لوگوں کے گناہوں کے بار اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا اور خدا وہ دن بھی مجھے نہ دکھائے کہ میں تم لوگوں کی گمراہیوں اور برائیوں کے بار سے لدا ہوا اس کی درگاہ میں پہنچوں، اب تم لوگوں کو اپنی حکومت کے بارے میں اختیار ہے اسے مجھ سے لے لو اور جسے پسند کرو اپنا بادشاہ بنالو کہ میں نے تم لوگوں کی گردنوں سے اپنی بیعت اٹھالی۔ والسلام

جس منبر پر معاویہ ابن یزید خطبہ دے رہا تھا اس کے نیچے مروان بن حکم بھی بیٹھا ہوا تھا۔ خطبہ ختم ہونے پر وہ بولا کیا حضرت عمرؓ کی سنت جاری کرنے کا ارادہ ہے کہ جس طرح انہوں نے اپنے بعد خلافت کو شوریٰ کے حوالے کیا تھا، تم بھی اسے شوریٰ کے سپرد کرتے ہو۔ اس پر معاویہ بولا آپ میرے پاس سے تشریف لے جائیں کیا آپ مجھے بھی میرے دین میں دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم میں تم لوگوں کی خلافت کا کوئی مزہ نہیں پاتا۔ البتہ اس کی تلخیاں برابر چکھ رہا ہوں جیسے لوگ عمرؓ کے زمانہ میں تھے ویسے ہی لوگوں کو میرے پاس بھی لاؤ۔ علاوہ بریں جس تاریخ سے انہوں نے اس خلافت کو شوریٰ کے سپرد کیا اور جس بزرگ (حضرت علیؑ) کی عدالت میں کسی قسم کا شبہہ کسی کو ہو بھی نہیں سکتا اس کو اس سے ہٹا دیا اس وقت سے وہ بھی ایسا کرنے کی وجہ سے کیا ظالم نہیں سمجھے گئے۔ خدا کی قسم اگر خلافت کوئی نفع کی چیز ہے تو میرے باپ نے اس سے نقصان اٹھایا اور گناہ ہی کا ذخیرہ مہیا کیا اور اگر خلافت کوئی اور وبال کی چیز ہے تو میرے باپ کو اس سے جس قدر برائی حاصل ہوئی وہی کافی ہے

یہ کہہ کر معاویہ منبر سے اتر آیا، پھر اس کی ماں اور دوسرے رشتہ دار اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہا ہے۔ اس کی ماں نے کہا کہ کاش تو حیض ہی میں ختم ہو جاتا اور اس دن کی نوبت نہ آتی۔ معاویہ نے کہا خدا کی قسم میں بھی یہ ہی تمنا کرتا ہوں۔ پھر کہا کہ اگر میرے رب نے مجھ پر رحم نہیں کیا تو میری نجات کسی طرح نہیں ہو سکتی اس کے بعد بنی امیہ اس کے استاد عمر مقصوص سے کہنے لگے تو ہی نے معاویہ کو یہ باتیں سکھائی ہیں اور اس کو خلافت سے الگ کیا ہے اور علیؑ اور اولاد علیؑ کی محبت اس کے دل میں راسخ کر دی ہے غرض اس نے ہم لوگوں کے جو عیوب و مظالم بیان کیئے ہیں ان سب کا باعث تو ہی ہے۔ اور تو ہی نے ان بدعتوں کو اس کی نظر میں پسندیدہ قرار دے دیا ہے جس پر اس نے خطبہ بیان کیا ہے۔ مقصوص نے جواب دیا خدا کی قسم مجھ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں بلکہ وہ بچپن ہی سے حضرت علیؑ کی محبت پر پیدا ہوا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اس بے چارے کا کوئی عذر نہیں سنا اور قبر کھود کر اسے زندہ دفن کر دیا گیا۔ (تحریر الشہادتین ص ۱۰۲، صواعق محرقہ ص ۱۲۲، حیوات

الحیوان جلد۱ص ۵۵، تاریخ خمیس جلد۲ص ۲۳۲، تاریخ آئمہ ص ۳۹۱، چودہ ستارے ص ۲۹۳ تا ۲۹۶)

مورخ مسٹر ذاکر حسین لکھتے ہیں کہ اس کے بعد بنی امیّہ نے معاویہ بن یزید کو بھی زہر سے شہید کر دیا اس کی عمر ۲۱ سال ۱۸ یوم کی تھی۔ اس کی خلافت کا زمانہ چار ماہ اور بروایتے چالیس یوم شمار کیا جاتا ہے معاویہ ثانی کے ساتھ بنی امیہ کی سفیانی شاخ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مروانی شاخ کی داغ بیل پڑ گئی (تاریخ اسلام جلد۱ص ۳۸) مورخ ابن الوردی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ معاویہ ابن یزید کے انتقال کے بعد شام میں بنی امیہ نے متفقہ طور پر مروان بن حکم کو خلیفہ بنالیا۔

مروان کی حکومت صرف ایک سال قائم رہی پھر اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا عبدالملک ابن مروان خلیفہ وقت قرار دیا گیا۔ یہ ہے خود ساختہ حکمرانوں کا سلسلہ جو اولی الامر کے معنی میں جمہوری طریقہ پر منتخب ہوتے چلے آئے ہیں۔

نوٹ:- اولی الامر کے متعلق پہلے باب میں قرآن وفرمان رسولؐ کی روشنی میں تحریر کیا جا چکا ہے البتہ تاریخ کی روشنی میں چند معروضات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن پاک میں اللہ ورسولؐ کی اطاعت کی طرح اولی الامر کی اطاعت بھی واجب قرار دی گئی ہے۔ اسی طرح اللہ ورسولؐ کے انکار کی طرح اولی الامر کے انکار پر بھی وہی حد جاری ہوتی ہے جو اللہ ورسولؐ کے انکار پر جاری ہوتی ہے مگر خود ساختہ اسلام کے پیروکاروں نے اپنی دنیاوی حکومت کو جائز قرار دینے کے لئے شرعی حکمرانوں کو جن کا رسولؐ نے نام اور صفات کے ساتھ تعارف کروایا تھا چھوڑ کر دنیاوی اور خود ساختہ جمہوری طریقہ سے یزید جیسے فاسق وفاجر حکمرانوں کو اپنا لیا۔ عقل کے اندھوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ دنیا کا کوئی حکمران بھی پہلے تو شرعی شرائط پر پورا نہیں اترتا پھر کسی بھی حاکم کے سو فیصد ماننے والے نہیں ہوتے اور اکثر حکمران مسلمانوں پر غیر مسلم ہوتے ہیں۔ مثلاً انڈیا یا یورپین ممالک کی طرح اور پھر اگر پاکستان کو دیکھا جائے تو آیت کے ضمن میں دنیاوی حکمران معنی لئے جائیں تو ایوب خان کے طرف داروں کو مومن اور مخالفین کو کیا کہیں گے اسی طرح بھٹو، ضیاء، بے نظیر، نواز شریف اور جونیجو صاحب کے طرف داروں کو مومن اور مخالفین کو کیا کہیں گے؟ ستم تو یہ ہے کہ آج کل چار آدمیوں پر کمانڈ کرنے والا بھی ہر شخص اپنے آپ کو اولی الامر سمجھ بیٹھا ہے

میرے بھائیو! اگر دنیاوی حکمرانوں کو اولی الامر تسلیم کر لیا جائے تو شاید ہی پیچھے کوئی مسلمان بچے۔ ورنہ ہر شخص کے چند طرف دار اور چند مخالف ہوتے ہیں اور یقیناً شرعی حکمران جو کہ حقیقی اولی الامر قرآن

وفرمان رسولؐ سے منتخب ہوئے ہیں ان کے انکار پر اللہ و رسولؐ کے انکار والا جرم عائد ہوتا ہے۔

متفرق مسائل تاریخ کی روشنی میں

۱) حضرت علیؑ کے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ تعلقات اتنے ہی تھے کہ باب مدینۃ العلم سے مشکل کے وقت شرعی مسائل پوچھتے تو حضرتؑ اپنا فرض پورا کرتے ہوئے مسئلہ بتا دیتے۔

۲۔ حضرت علیؑ نے حضورؐ کے بعد کبھی کسی وقت کسی کی بیعت نہیں کی۔

۳۔ اہل بیتؑ رسولؐ میں سے بلکہ بنی ہاشم میں سے کسی کے بھی اصحاب ثلاثہ سے خوشگوار تعلقات نہیں تھے بلکہ سخت ترین مخالفت کا دور گزرا۔

۴۔ حضرت ام کلثومؑ بنت علیؑ کا عقد محمد بن جعفر طیارؓ سے ہوا تھا اور یہ معظّمہ خاتون تاریخ کربلا کا اہم حصہ تھیں۔

گستاخان اہل بیتؑ کا پروپیگنڈا کہ ان کا عقد خلیفہ دوم سے ہوا' نہایت گستاخانہ اور مجرمانہ فعل ہے۔

۵۔ غیر شیعہ اپنے خلفاء راشدین کو کثرت رائے کی روایتوں کے ذریعے حق ثابت کرتے ہیں۔ اگر اکثریت حق ہوتی تو اللہ تعالیٰ کو اکثریت مانتی۔ اسی طرح انبیاء میں سے کسی ایک نبی کی مثال نہیں ملتی کہ اکثریت ان کی اطاعت گزار ہو۔ نوحؑ کے ساڑھے نوسو سالہ تبلیغ کے باوجود چند امتی اطاعت گزار ہوئے حتیٰ کہ حضورؐ کے ۳۱۳ مجاہدین کے مقابلے میں ایک ہزار سفیانی لشکر اور حضرت علیؑ کے ساتھی سینکڑوں مخلص صحابہ کے مقابلے میں معاویہ کا لاکھوں کا لشکر کربلا میں امام حسینؑ کے ۷۲ جانثاروں کے مقابلے میں ۹ لاکھ یزیدی باطل پرست اگر اکثریتی حکومتیں حق پر ہوتیں تو فرعون' نمرود اور شداد جو انبیاء کے مقابلے میں قائم ہوئیں' برحق کہلاتیں۔ پھر قرآن حکیم نے اکثریت کی رائے کو گمراہ کن قرار دیا ہے۔ فرمان الٰہی (سورہ زخرف آیت ۷۸) ہے۔ ''یقیناً ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے لیکن تمہاری اکثریت حق کو ناپسند کرنے والی ہے۔''

میں سمجھتا ہوں کہ حقائق کو چھپانا مجرمانہ فعل ہے۔ جن غلط فہمیوں سے لاکھوں مومن مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں' ان کو اجاگر کرنے سے ہی دنیا و آخرت میں سرخروئی ہے۔ یہ المیہ ہے کہ چند لوگ دنیا میں اکثریت کی حمایت حاصل کرنے کے لئے بڑے جنازے کے شوق میں حقائق پر وقتی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ آخر دوسری کتب حقائق ظاہر کر دیتی ہیں۔ اس سے بجائے اتحاد بڑھنے کے اور زیادہ مشکوک اور خطرناک

صورت اختیار کر جاتا ہے۔ میں نے جب سے تاریخ میں پڑھا ہے کہ کائنات کی عظیم ترین ہستی (حضورؐ) کا مختصر ترین جنازہ ہوا تو تہیہ کر لیا کہ کسی مصالحت کو خاطر میں لائے بغیر حقائق قلم بند کر دینے چاہیئیں۔ چاہے میرے جنازے میں چار ہی آدمی کیوں نہ ہوں۔

اہل تشیع سے التماس

اہل تشیع سے التماس ہے کہ وہ اپنے آپ کو شیعہِ علیؑ کہلوانے سے پہلے انتہائی مہذب سنجیدہ اور عمل صالح سے متعارف کروائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہر وقت شکر ادا کریں کہ رب رحمٰن نے ہمیں سخت ترین دشمنوں اور سازشی مخلوق کی سازشوں کے باوجود صراط مستقیم کے لئے حقیقی رہنماؤں کی رہنمائی عطا فرمائی ہے اور انقلاب کربلا سے سبق حاصل کرتے ہوئے کہ جب تمہیں یقین ہو جائے کہ تم حق پر ہو تو اس پر ڈٹ جانا چاہیے اور حضرات عون و محمدؑ کی طرح نو نو میل تک یزیدیت کو تہہ تیغ کر دینا چاہیے۔

؎ جنت کا مختصر ترین راستہ جہاد میں ہے
جہاد خواہ اپنے نفس کے خلاف ہو یا یزیدیت کے خلاف

نیز غیر شیعہ خلفائے راشدین کے القابات و اعزازات یا تو خود حاصل کئے ہیں یا پیروکاروں نے عطا کئے ہیں۔ لیکن شیعہ کے خلفائے راشدین کے تمام القابات و اعزازات حضورؐ کے عطا کردہ ہیں۔ قرآنی دلیل کے ساتھ ساتھ احادیث و تاریخ کی مستند کتب اس پر گواہ ہیں اور علم شریعت زہد و تقویٰ، اطاعت رسولؐ اور معجزات کے ذریعے دنیا پر اپنے آپ کو حقیقی جانشینِ رسول ثابت کیا ہے۔

تاریخی فیصلہ

دورِ حاضر میں مسلمانانِ عالم میں دو قسم کی شریعتیں نافذ العمل ہیں۔ ایک قرآنی احکامات اور قرآن کے موافق فرمان رسولؐ کے مطابق جس پر صرف اور صرف شیعانِ علیؑ عمل پیرا ہیں۔

اور دوسری قرآن سے متصادم روایات حضرت عمرؓ کے قیاس کے مطابق خیالی اسلام پر مبنی شریعت نافذ العمل ہے، جس پر اپنے اپنے قیاس کے مطابق بقیہ ۷۲ فرقے عمل پیرا ہیں۔

میں اہل ایمان بھائیوں کے لئے یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ انشاء اللہ حضورؐ کے بارہویں جانشین امام زمانہؑ کے ظہور کا وقت قریب ہے۔ ہمیں بھرپور تیاری کرنی چاہیے۔ نئی صدی حقیقی اسلام کے دنیا پر چھا

جانے اور خود ساختہ قیاس پر مبنی خیالی اسلام کے جانے کا وقت ہوگا۔حق آیا اور باطل گیا۔

شیعہ مذہب کو اس وجہ سے بھی خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا ہر عمل غیر شیعہ مکاتب فکر میں مشترک ہے مثلاً شیعہ کلمہ میں حضرت علیؑ کو اللہ تعالیٰ کے ولی کے طور پر اقرار کرتے ہیں اور غیر شیعہ اگر چہ کلمہ میں نہیں پڑھتے لیکن ولی مانتے ضرور ہیں۔نماز جیسے شیعہ ہاتھ کھول کر پڑھتے ہیں اسی طرح غیر شیعہ امام مالک کے پیروکار نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے ہیں۔اسی طرح غیر شیعہ کا ایک فرقہ رفع یدین بھی کرتا ہے اور ایک فرقہ دعائے قنوت بھی پڑھتا ہے اور یا رسول اللہ مدد کے بھی قائل ہیں اور ایک جراب پر (پاؤں کے) مسح کا بھی قائل ہے۔ حج کے موقع پر مخصوص وقت میں قیام کے باوجود شیعہ کی طرح ایک اذان اور دو اقامت سے مشترک وقت میں نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء (اکٹھی) پڑھتے ہیں اور شیعہ کی طرح اہل سنت بھی اہل بیت رسول پر درود شریف پڑھنے میں نمایاں نظر آتے ہیں اور اپنی عبادت کی قبولیت اور نجات کا ذریعہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اسکے باوجود کچھ بدنصیب تعصب کی وجہ سے شیعہ کو برا کہتے ہیں۔سب مل کر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آیئے پرچم اسلام کے سائے میں قرآن اور موافق قرآن روایات پر متفق ہو کر ایک ہو جائیں اور دنیاوی اور اخروی زندگی ایک ساتھ گزارنے کا اہتمام کریں۔

باب سوم

اسلام میں پردے کی اہمیت اور فوائد

ادیانِ عالم میں اللہ کا پسندیدہ دین' دینِ اسلام ہے' جو کہ ایک عالمگیر دین اور مکمل دائمی نظام حیات پر محیط ہے۔ جو معاشرے کے ہر پہلو کیلئے نظم وضبط اور اوّل سے ابد تک عزت، امن وسکون، بھلائی، سلامتی اور کامیابی کیساتھ اطاعت خداوندی کا درس دیتا ہے۔ اسی طرح دیگر قوانین کیطرح حجاب جو کہ ایک بہترین، اچھے، پُرسکون اور پاکیزہ معاشرے کیلئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ پردہ جو کہ حُدوداللہ کا سرچشمہ ہے اور جسکی پاسداری سے انسان تمام تر بنیادی خطرناک بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ یوں تو پردہ کے فوائد ونقصانات پر جید علماء نے بڑی بڑی کتب تحریر کی ہیں۔ مشرقی اور مغربی معاشرے کے کلچر اسلامی اور غیر اسلامی کلچر کے موازنے کیساتھ لیکن میری کوشش ہے کہ میں اپنی کمزور تحقیق اور مشاہدے کے مطابق پردے کا مفہوم مختصر الفاظ میں پیارے بہن بھائیوں تک پہنچا سکوں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پردے کی اہمیت بہن بھائیوں کو ذہن نشین کروانے میں کامیاب ہو گیا تو امید ہے کہ تمام اسلامی بہن بھائی اپنی نجی زندگی میں اپنے اپنے ظرف کے مطابق پردے کے فائدے اور نہ کرنے کے نقصانات سے آگاہ ہو جائیں گے۔

پردے کے عنوان سے اسلام کے بنیادی اور اساسی احکام جو کہ قرآن حکیم ھادی برحق رسولؐ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے فرامین کی روشنی میں ہدیہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ قرآن حکیم کی سورہ نور کی آیت 31 میں ارشاد رب العزت ہو رہا ہے:

قل للمومنات یغضضن من ابصارمن ویحفظن فروجھن ولایبدیں زینتھن الاما ظھر منھاولیضربن بخمر من علی جیوبھن ولایبدین زینتھن الا لبعو لتھن.....

اے رسولؐ ایمان دار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگھار کے مقامات کو نامحرموں پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو خودبخود ظاہر ہو جاتا ہو (اور چھپ نہ سکتا ہو) اسکا گناہ نہیں اور اپنی اوڑھنیوں کو (گھونگھٹ مار کے) اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈالے رہیں۔ البتہ اپنے شوہروں اور دیگر محرم افراد سے...

یہاں اس نکتے کو بھی خوب سمجھ لینا چاہئیے کہ نامحرم عورت کے چہرے اور ہاتھوں پر نگاہ کا کرنا حرام ہونا ایک مسئلہ ہے اور عورت کا اپنے ہاتھوں کو چھپانا ایک اور مسئلہ ہے۔ جب وجہ وکفین یعنی چہرے اور ہاتھوں کا کلائی تک چھپانا واجب ہوگا تو لازمی طور پر نامحرم عورت کے چہرے اور کلائی تک دونوں ہاتھوں پر نگاہ کرنا بھی حرام ہوگا۔ (اس سلسلے کی مزید وضاحت کے لئے ملاحظہ فرمایئے۔ فروعِ کافی، جلد 5 صفحہ 521)

اس دور کے تمام علمائے کرام اور فقھائے عظام کی رائے کے مطابق احتیاط واجب یہ ہے کہ مرد نامحرم عورت کے چہرے، کلائی اور ہاتھ پر بھی نگاہ نہ کرے بلکہ بعض فقھاء تو اس کے حرام ہونے کی قوت سے خالی نہیں سمجھتے۔

ایک اور آیت جس میں حجاب اور عورت کے پردے کا واجب ہونا بیان ہوا ہے وہ سورہ احزاب کی آیت نمبر 58 ہے۔ ارشاد ہوا:

یا ایھاالنبی قل لازواجک وبنا تک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین.

اے نبیؐ اپنی بیویوں، لڑکیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ باہر نکلتے وقت اپنے (چہروں اور گردنوں) پر اپنی چادروں کا گھونگھٹ لٹکا لیا کرو یہ ان کی (شرافت کی) پہچان کے واسطے بہت مناسب ہے تو انھیں کوئی چھیڑے گا نہیں.....

بعض نے کہا کہ جلباب سے مراد ایک چادر یا عبا ہے جس سے تمام بدن چھپ جاتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں حضرت ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار کی عورتوں نے اون کی سیاہ چادر سر پر ڈالی جو کوئے کی شکل کی طرح تھی یہ عورتیں اسی حالت میں رسولؐ کے پاس سے گزریں اور آپؐ نے کچھ نہیں کہا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آپؐ اس پر راضی ہیں۔ کیونکہ سکوتِ رسولؐ بھی قول کی مانند حجت ہے۔

اس کے علاوہ سنن ابن داود جلد 2، صفحہ 182 پر بھی اسی مفہوم کی حدیث نقل ہوئی ہے۔ یہاں پر اس سوال کا جواب مل جاتا ہے کہ سیاہ رنگ کی چادر کا رواج کب سے ہوا۔

پیغمبرؐ کا ارشاد ہے:

جو شخص بھی نامحرم عورت کو (لذت کے ارادے سے) دیکھے گا تو بروز قیامت اس مرد کی آنکھوں

کوآتش دوزخ کی سرخ سلاخوں سے داغا جائیگا پھر حکم خدا سے اس مرد کو آتش دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

(جامع الاخبار' صفحہ 93)

نیز آنحضرت کا ارشاد گرامی ہے:

انسانی جسم کے ہر اعضاء کا زنا ہوتا ہے اور آنکھوں کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے۔ (جامع الاخبار صفحہ 243)

اسکے علاوہ آپؐ ارشاد فرماتے ہیں:

اشتد غضب الرحمن علی امراۃ ذات بعل ملات عینھا من غیر زوجھا.

شوہر دار عورت جب اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کو نظر بھر کر مزے سے دیکھے تو خداوند رحمان اس پر شدید غضبناک ہوتا ہے۔ (بحار الانوار جلد 104 صفحہ 39)

پیغمبر اکرمؐ کی نظر میں بدترین عورت

جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ تمھیں بدترین عورتوں کی پہچان بتاؤں؟ بدترین عورتیں وہ ہیں جن میں یہ چند خصلتیں ہوں:

1۔ ایک وہ عورت جو اپنے خاندان میں ذلیل ہو

2۔ دوسری وہ عورت جو اپنے شوہر کی نسبت سرکش اور مغرور ہو

3۔ تیسری وہ عورت جو نازنخرے والی ہو۔

4۔ چوتھی وہ عورت جو کسی برے کام سے نہ ڈرتی ہو۔

5۔ پانچویں وہ عورت جو شوہر کی غیر موجودگی میں اپنے پردے کی حفاظت نہ کرتی ہو ! شوہر کی فرمانبرداری نہ کرتی ہو اور خود کو اس کے سپرد نہ کرتی ہو اور نہ تو شوہر کے عذر کو قبول کرتی ہو اور نہ ہی شوہر کی لغزشوں کو معاف کرتی ہو۔ (وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 18)

رسولؐ فرماتے ہیں:

لاینبعی للمراۃ ان تجمر ثوبھا اذا من بیتھا

عورت کے لئے مناسب نہیں کہ گھر سے باہر نکلنے پر اپنے لباس کو نمایاں کرے۔

(فروع کافی جلد 5 صفحہ 519)

نیز آنحضرتؐ فرماتے ہیں:

لیس للنساء من سراۃ الطریق ولکن جنبیہ

عورت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ راستے کے بیچ چلے (ایسا کرنا مکروہ ہے بلکہ اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ راستے کے دونوں اطراف میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔

اس سے پہلے حوالے کا مطالعہ فرمایئے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک شخص، حضرت فاطمہ زہراؑ کے دروازے پر آیا اور اندر آنے کی اجازت چاہی، حضرت فاطمہ زہراؑ پردے کے پیچھے گئیں۔ آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی سے فرمایا: تم نے کیوں پردہ کرلیا جبکہ وہ نابینا ہے اور تمھیں نہیں دیکھ سکتا؟

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: اگرچہ وہ مجھے نہیں دیکھ سکتا لیکن میں تو اسے دیکھ سکتی ہوں اور ممکن ہے کہ وہ میرے جسم کی خوشبو سونگھ لے۔ رسول خداؐ، فاطمہ زہراؑ کی اس بات سے انتہائی خوش ہوئے اور فرمایا:

اشھد انک بضعة منی گواہی دیتا ہوں کہ تم میرے جسم کا ٹکڑا ہو۔ (نوادر الراوندی صفحہ 13)

جب بھی کوئی اپنے ہمسائے کے گھر میں دیوار کے سوراخ یا چھت پر سے کسی عورت کے بدن یا بال کو دیکھے یا اسی طرح کوئی عورت اپنے ہمسایہ مرد کے پوشیدہ راز کو دیکھے تو خدا کے لئے سزاوار ہے کہ اس کو دنیا میں مسلمانوں کے راز کو فاش کرنے والے منافقین کے ساتھ جہنم میں ڈال دے۔ **ولم یخرج من الدنیا حتیٰ یفضہ اللہ ویبدی عوراتہ للناظرین فی الاخرۃ** اور ایسا شخص اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھے گا جب تک خدا اسے رسوا کردے۔ اس کے علاوہ خدا آخرت میں اسکے پوشیدہ مقامات کو تماشا دیکھنے والوں کیلئے آشکار کریگا۔

(جامع الاخبار، صفحہ 93، بحار جلد 104 صفحہ 83)

پردہ اور عفت

عورتوں اور مردوں کے لئے نیک صفات میں سے ایک صفت حیاو پاک دامنی ہے۔ حیا سے مراد یہ کہ انسان حق کے معاملے میں باکمال احترام سر تسلیم خم کردے۔ عفت یعنی اپنے نفس کی حفاظت کرنا، اپنے دامن کو گناہوں سے بچانا اور اسی پر باقی رہنا۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: الحیاء مفتاح کل خیر. شرم وحیا تمام نیکیوں کی چابی ہے

(غرر الحکم مطابق نقل میزان الحکمہ جلد 2 صفحہ 564,562)

نیز فرماتے ہیں:

اعقل الناس کل خیر انسانوں میں سب سے عاقل وہ ہے جو سب سے زیادہ باحیا ہو۔

اس سے پہلے کا حوالہ ملاحظہ فرمایئے دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

سبب العفته الحیاء حیا کی وجہ سے عفت اور پاکدامنی ہے

علی قدر الحیاء نکون العفته: عفت وپاکدامنی، اتنی ہی ہوتی ہے جتنی حیا ہوتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

لا ایمان لمن لا حیاء له جس میں حیا نہ ہو اس میں ایمان نہیں!

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے:

ما عبدالله بشیىء افضل من عفة بطن و فرج

پیٹ اور شرم گاہ کو حرام سے محفوظ رکھنے سے بڑھ کر کسی اور چیز سے بندگی خدا اور عبادت خدا نہیں۔

(اصول کافی جلد 2، صفحہ 79)

حضرت امام سید سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما من شیىء احب الی الله بعد معرفةمن عفةالبطن و الفرج.

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بعد اس کے نزدیک، شکم کو حرام کی غذا سے بچانے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں!

حجاب اور غیرت

انسانی صفات میں ایک اچھی صفت غیرت ہے۔غیرت یعنی انسان اپنی ناموس کی حفاظت کے سلسلے میں کوشش کرے۔عورت کو چاہیئے کہ اس معاملے میں واقعاسعی کرے اور لاپروائی نہ کرے۔یونہی آزادی سے بے پردہ نہ پھرے۔خود کو ذلیل اور پست قسم کے افراد کی نگاہوں کا نشانہ نہ بننے دے بلکہ پردہ کرکے۔اپنی عزت اور آبرو کا خیال رکھے اور اس طرح غیرت مند بنے کیوں کہ حجاب اور غیرت لازمی ہیں۔

حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں

کتب اللہ الجھاد علیٰ رجال امتی ، والغیرت علیٰ نساء امتی،

فمن صبر منھم واحتسب،اعطاہ اللہ اجر شھید،

اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مردوں پر جہاد اور میری امت کی عورتوں پر غیرت کو لازمی قرار دیا۔ پس ان میں سے جو بھی صبر و استقامت سے کام لے گا اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرے گا،حق تعالیٰ اسے شہید کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

(نوادر الراوندی،صفحہ 38اور بحار جلد103 صفحہ 250)

روایت ہے کہ پیغمبرؐ نے سات گروہوں کو سات بری خصلتوں میں سے ایک بری خصلت کے پائے جانے کی وجہ سے لعنت کی ہے۔ان میں سے ایک گروہ کا ذکر آپؐ نے یوں فرمایا ہے:

والمتعافل علیٰ زوجۃ وھو الدیوث

اور وہ شوہر جو اپنی بیوی کے سلسلےمیں غافل ہو اور اسکے پردے اور عزت نفس کے بارے میں خیال نہ رکھے تو ایسا شوہر دیوث (بے غیرت) ہے اسکے بعد آپؐ نے فرمایا: دیوث کو قتل کردو۔

(فقہ الرضا صفحہ 33)

یہاں اس بات کی طرف توجہ دلانی بھی ضروری ہے کہ جسطرح عورت اپنے پردے کا خیال رکھنے کی ذمہ دار ہے اسی طرح شوہر کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اپنی بیوی کے لئے پردہ کرنے کے اسباب فراہم کرے۔یہ بیوی کا حق ہے جو شوہر کو ادا کرنا چاہیئے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: بیوی کا حق شوہر پر یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو کھانا فراہم کرے۔اس کے لئے

پردے کے اسباب فراہم کرے۔ اور اسے منہ بنا کر قہر آلود نگاہوں سے نہ دیکھے۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کے ساتھ ایسا کیا تو خدا کی قسم اس نے بیوی کا حق ادا کر دیا۔ (بحار الانوار جلد 103، صفحہ 254)

پردے کا فلسفہ اور اسکے فائدے

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم اسلامی حجاب کا ہر پہلو سے جائزہ لیتے ہیں تو اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ پردے کا یہ حکم عورتوں کیلئے سو فیصد ضروری ہے اور انسانی معاشرے کیلئے لازمی ہے۔ پردہ عورت کی شخصیت کی حفاظت کا ضامن ہے اور یہ پرسکون اور صاف ستھرا معاشرہ وجود میں لانے کے لئے ضروری ہے۔ پردے کا یہ حکم بالکل اصولی اور منطقی ہے۔ جس طرح کسی بیماری کی روک تھام کے لئے کچھ احتیاطی تدابیر ہوتی ہیں اور احتیاط کے زریعے بیماری سے بچنے کا مشورہ ڈاکٹر حضرات یقینی طور پر دیتے ہیں اسی طرح ایک معاشرے کو بیماری سے بچانے کے لئے اور اسے صحیح وسالم رکھنے کے لئے پردہ ضروری ہے۔ تاکہ معاشرے کا صحیح طور پر علاج ہو سکے اور فوری طور پر اس کا اثر ہونا ضروری ہے اور ہم اس بحث کو علم و منطبق اور تجربات کی روشنی میں جداگانہ طور پر نتیجہ اخذ کرتے ہوئے بیان کریں گے۔

پردے کے متعلق غیر شرعی فسلفہ

موجودہ دور میں ہم صبح شام مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں فحاشی، بے راہ روی اور بے پردگی کا عنصر تیزی سے سرایت کرتا جا رہا ہے۔ کچھ روشن خیال نام نہاد فلسفی یہ غیر حقیقی فلسفہ بکھیرتے نظر آئے ہیں کہ پردہ دل کا ہوتا ہے نہ کہ بظاہر جسمانی خدوخال کا اسلئے یہ ضروری نہیں کہ عورت کو چادر اور چار دیواری میں مقید کر دیا جائے یہ فلسفہ اور سوچ غیر شرعی، غیر حقیقی، غیر فطری اور مکمل طور پر کذب اور افترا پر مبنی ہے
دل کی پاکیزگی بنیادی شرط ضرور ہے مگر جب معاشرے میں عریانی عام ہو اور عورت ایک جنس کی صورت گلیوں، بازاروں اور دیگر عوامی مقامات پر ننگے سر اور برہنہ خدوخال کیساتھ اٹھکیلیاں کرتی پھرے تو یقیناً معاشرے میں فحاشی اور عریانی کو فروغ حاصل ہوگا۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ بے جا تاویل کرنے کے بجائے نص صریح کو تسلیم کیا جائے اور واضح قرآنی حکم کے بالمقابل نظریہ ضرورت کے رائج الوقت فلسفے سے پرہیز کی جائے۔

ہوس پرست نگاہیں اور عورت کی خودنمائی

سب سے زیادہ اہم مسئلہ جس پر گہری توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ مردوں کی حوس پرست نگائیں اور عورت کے اندر پایا جانے والا خودنمائی کا جذبہ ہے۔ مرد میں جنسی خواہشات کا جذبہ بہت زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ عورت کی طرف تیزی سے مائل ہوتا ہے۔ اگر مرد کے شہوانی جذبے کی صحیح طریقے سے تسکین نہ ہوتو وہ شدید لغزشوں سے دوچار ہوکر خود اپنے اور معاشرے کی تباہی کا سامان کرسکتا ہے۔ جسطرح آدمی دولت جمع کرنے مقام ومرتبہ حاصل کرنے سے سیر نہیں ہوتا مرد جب عورت کو دیکھتا ہے تو اس کی جنسی خواہشات کا جذبہ بھڑک اٹھتا ہے۔ یہ چیز ہم انسانوں کے علاوہ دوسرے حیوانات میں بھی مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ زیادہ تر نرحیوانات مادہ حیوانات کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ علمی تحقیق اور تجربے سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ مردوں میں عورتوں سے زیادہ جنسی خواہش ہوتی ہے۔

دوسری طرف عورت جس میں خودنمائی کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ اگر عورت میں پائے جانے والے اس جذبے کی روک تھام کے لئے کوئی قانون نہ ہوتو عورت کے لئے جس حد تک ممکن ہوگا وہ خود کو برہنہ کرکے مردوں کی توجہ اپنی طرف کرائے گی۔

تجربہ کار لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ عورت اور مرد مثال آگ اور روئی کی سی ہے، خواہ مخواہ اور بلاوجہ نہیں کہتے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ایسا قانون ہونا چاہئیے تاکہ روئی میں آگ نہ لگے۔ لہٰذا ان دونوں کے درمیان (پردے کی صورت میں) فاصلہ اس خطرے کو دور کرسکتا ہے۔

پردے سے بڑھ کر کوئی اور چیز عورت کو اس خطرے سے محفوظ نہیں رکھ سکتی زیادہ تر زنا بالجبر اور آبروریزی کے واقعات عورت کی بے پردگی کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔ کبھی یہ سننے میں نہیں آیا کہ کوئی باپردہ لڑکی یا خاتون کو راستہ چلتے ہوئے اغواء کرلیا ہو یا اس پر دست درازی کی گئی ہو۔ البتہ زیادہ تر یہی سننے میں آتا ہے کہ کسی خاتون یا لڑکی کو اغواء کرلیا گیا اور بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ لڑکی بے پردہ تھی یا اس نے صحیح طرح سے لباس پہنا نہیں تھا جسکی خودنمائی کی وجہ سے دوسرے مردوں میں دلچسپی پیدا ہوئی نتیجتاً نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔

رسولؐ اسی بات کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

المرئة عورة فاذا اخرجت استشرفها الشيطان

عورت، ایک شہوانی خطرہ ہے۔ پس جب یہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے گھیر لیتا ہے اور اس میں نفوذ کر جاتا ہے۔ (سنن ترمذی جلد 3، صفحہ 27)

جی ہاں عورت کا پیکر کچھ اسی طرح کا شہوت انگیز اور برائی کی طرف ابھارنے والا۔ بس اگر شیطان کے اثر کو قبول کرنے والا ہے۔ تو اگر شیطان کے اثر کو قبول کرنے والا اگر پردے کے حصار میں نہ رہے تو بلاشبہ اس سے خود اس کو اور معاشرے کو کتنا نقصان پہنچے گا! یہی وجہ ہے کہ بہت سے فتنہ وفساد اور تباہی و بربادی کا آغاز عورت کی بے پردگی سے ہوتا ہے

استعماری قوتیں اور دولت کے پجاری عورت کے ذریعے اپنی جیب بھرتے ہیں یہ لوگ عورتوں کو برہنہ تصویریں ٹیلی وژن، اخباروں، اور میگزینوں میں دکھا کر اپنا کاروبار چمکاتے ہیں اور اسی طرح روز بروز عورت کی عفت کو برباد کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے جیسے جیسے سیکس (sex) اور بے حیائی کو پھیلایا جائیگا ویسے ویسے جوانوں میں شہوت کی آگ بھڑکتی جائیگی اور نتیجے میں ان کی توانائیاں، قوت حافظہ، اور دیگر صلاحتیں عورت کی بے پردگی کی بھینٹ چڑھ کر سیکس اور شہوت پرستی کے قبرستان میں دفن ہوتی چلی جائیں گی!

مذہبی رہنماؤں نے نامحرم عورت کیلئے مرد کے قریب آنے کو انتہائی خطرناک قرار دیا ہے اور اس بات کی سختی سے ممانعت کی ہے۔ روایت میں آیا ہے کہ:

ایک شخص حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے پاس اپنے رشتہ داروں کے پاس موجود تھا۔ اسی اثنا میں ایک بچی اس محفل میں آئی، سب نے بچی کو پیار سے اپنے پاس بلایا۔ جب یہ بچی امامؑ کے قریب آئی تو آپ نے اس کی عمر کے بارے میں پوچھا۔ ان لوگوں نے بتایا کہ یہ پانچ سال کی ہے۔ پس امامؑ نے اسے اپنے سے دور کر دیا۔ (فروع کافی جلد، صفحہ 533)

مردوں کی نظر بازی ایک ایسی ہولناک خرابی ہے جسکے نتیجے میں بہت سے گھر تباہ ہو جاتے ہیں۔ جب مرد کی نظر عورت کے برہنہ جسم پر پڑتی ہے اور اوپر سے اسکے ناز و ادا اور چلنے کا ڈھنگ، انداز اور گفتگو کا طریقہ مشاہدہ کرتا ہے۔ نتیجے میں بظاہر یہ معمولی سی نظر ہلاکت خیز حوادث کا سبب بن جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تجزیہ نگار اور ماہرین اپنی تحقیق میں ہمیں اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ:

1962ء میں امریکہ کے دارالحکومت نیو یارک میں نظر بازی اور آنکھیں لڑانے کے نتیجے میں 22766 روڈ ایکسیڈنٹ ہوئے۔ اس منحوس عمل کے باعث ساٹھ فیصد طلاقیں ہوئیں اور میاں بیوی ایک

دوسرے سے جدا ہو گئے اور اس کے نتیجے میں 5000 لڑائی جھگڑے اور قتل کی رپوٹیں درج کی گئیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں اگر عورت پردے میں نہ رہے تو اس سے مردوں کی شہوانی پیاس کم ہو جائے گی اور اس طرح یہ مشکل حل ہو جا ئیگی! درحقیقت یہ بالکل بے بنیاد بات ہے۔ جیسا کہ مشاہدے اور اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد جتنا زیادہ نامحرم عورت کو دیکھتا ہے اتنی ہی زیادہ اس کی جنسی پیاس بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ مزید بے حیائی کی طرف مائل ہو جا تا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی مما لک اور امریکہ میں روز بروز جنسی برائیوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جنسی بیماریوں کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ ابتداء ہی سے عورت کو شہوت اور لذت کے ارادے سے نہ دیکھا جائے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس بات کو واضح کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

النظر سهم من سهام ابليس مسموم و كم نظرةاورثت حسرةطويلة

نامحرم پر نگاہ کرنا ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے اور بہت سی ایسی نگاہیں ہیں جن کے نتیجے میں طولانی یاس وحسرت کا سامان ہو جاتا ہے۔ (وسائل الشیعہ جلد 14، صفحہ 138)

جی ہاں نامحرم کو نظر بھر کر دیکھنا آدمی کو بدحواس اور بے اختیار بنا دیتا ہے اور وہ شیطان کے جال میں اس طرح پھنس جاتا ہے کہ پھر نکلنا اسکے بس میں نہیں رہتا اور تباہی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ بس اسی وجہ سے اسلام میں پردے کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ نگاہوں کی حفاظت، مختلف انحرافات اور برائیوں سے بچانے کے لئے کتنی ضروری ہے۔

شادی فطری اور شرعی حل

جس طرح جنسی آزادی مسائل کو بڑھانے اور انحرافات میں اضافے کا سبب ہے اسی طرح شادی سے محرومیت بھی انحراف کا باعث ہے۔ بعض مغربی مما لک میں جنسی آزادی کے نتیجے میں نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لڑکے خود آپس میں شادی کرنے لگے! یا وہاں پر لواطت کو قانونی طور پر صحیح قرار دے دیا گیا!! اس سے ہم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مرد و عورت جنسی آزادی کے خطرات اور مضر اثرات، شادی سے محرومیت کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔

اسلام ان دونوں انحرافی وجوہات سے بچنے کے لئے فطری اور شرعی حل، جلدی شادی کی صورت

میں پیش کرتا ہے۔اسلام اپنے ماننے والوں کوشادی کے مقدس بندھن میں بندھنے کی دعوت دیتا ہے۔اس سلسلے میں چند باتیں ملاحظہ فرمایئے۔

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

دوزخیوں کی بڑی تعداد ان مردوں کی ہوگی جنہوں نے شادی نہیں کی ہوگی اور تمھارے بدترین مرد وہ ہیں جو بغیر بیوی کے رہیں۔ (وسائل الشیعہ، جلد 14 صفحہ 7)

شادی ایک ازدواجی حیثیت ایک طبعی اور قدرتی امر ہے۔یہ سلسلہ تمام موجودات میں پایا جاتا ہے اس کی مخالفت فطرت کی مخالفت ہے۔سورۃ یسین کی آیت نمبر 36 میں ہے۔

سبحان الذی خلق الازواج کلھما مما تنبت الارض

ومن انفسھم ومما لا یعلمون

وہ (ہر عیب سے) پاک صاف ہے جس نے زمین سے اگنے والی چیزوں کے اور خود ان چیزوں کے اور ان لوگوں کے اور ان چیزوں کے جن کی انہیں خبر نہیں سب کے جوڑے پیدا کیئے۔

اللہ تعالی نے ہر چیز کو جوڑے کی صورت میں خلق فرمایا ہے اور اے انسان تجھے بھی جوڑے کی صورت میں خلق کیا ہے ایسی چیزیں جو ابھی تک تمھاری سمجھ میں نہیں آسکی ہیں مثلاً الیکٹرک سٹی میں بھی مثبت اور منفی دو پہلو ہوتے ہیں۔غرض یہ کہ ہر شے کے جوڑے ہوتے ہیں۔البتہ انسان کے لئے ضروری ہے وہ ازدواجی حیثیت میں آنے کے بعد ایک دوسرے کا محافظ ہو۔سورۃ البقرۃ آیت نمبر 186 میں ہے:

من لباس لکم وانتم لباس لھن یعنی تمھاری بیویاں تمھارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

آیت میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا گیا ہے۔لفظ لباس سے ایک اچھے اور اہم معنی کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح لباس انسان کو سردی اور گرمی سے بچاتا ہے اور اس کے عیبوں کو چھپاتا ہے اسی طرح میاں بیوی دونوں جب ایک دوسرے کے لئے لباس ہیں تو انھیں بھی ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہیئے۔

اگر بیوی اپنے شوہر کے لئے زینت کرے تو اس سے اس میں موجود خودنمائی کے جذبے کی تسکین بھی ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ اس طرح وہ اپنے شوہر کو دوسری عورت کی ہوس سے محفوظ رکھ سکے گی۔اسی طرح شوہر کو بھی کہ وہ اپنی بیوی کی طرف سے غافل نہ رہے اور اس سلسلے میں کوتاہی نہ کرے۔اسلام میں اسکی مذمت کی گئی ہے۔مرد کو چاہیئے کہ اپنا خیال رکھے اور ایسے اقدامات کرے جس کی وجہ سے اسکی بیوی اس سے لاتعلق نہ

ہونے پائے اوراس طرح اپنی بیوی کومنحرف ہونے سے بچائے۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حسن بن جھم امام موسی کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو اس نے دیکھا آپ علیہ السلام اپنی داڑھی پر خضاب فرمارہے ہیں۔اس نے پوچھا کہ آپ نے اس میں سیاہ رنگ ملایاہے امام علیہ السلام نے فرمایاہاں! مرد کے خضاب اور زینت کی وجہ سے اس کی بیوی اور زیادہ باعفت ہو جاتی ہے۔اور بعض عورتیں صرف اس وجہ سے کہ ان کے شوہر زیب وزینت نہیں کرتے اپنی عفت اور پاکدامنی گنوابیٹھتی ہیں۔ (فروع کافی جلد5 صفحہ 567)

اسلام میں ازدواجی حیثیت کی حفاظت کے لئے بڑے اہم اور دقیق قواعد اور ضوابط بتائے گئے ہیں ۔ان قوائد پراچھی طرح توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اسلام کی نظر میں اگر مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو اسے چار راتوں میں سے ایک رات اپنی عقد دائمی والی بیوی کے پاس ہونا چاہیئے بلکہ اگرایک بیوی ہوتواس کا بھی یہی حکم ہے۔

امام جعفرصادقؑ اپنے آباؤ اجداد کے ذریعے سے نقل فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے ارشادفرمایا:

کسی بھی مسلمان کواسلام قبول کرنے کے بعد اس دنیا میں اس سے زیادہ فائدہ اور کسی چیز سے نہیں ہوسکتا کہ اسکی مسلمان بیوی ان صفات کی حامل ہے:

1۔ وہ بیوی ایسی ہو کہ جب بھی اس کو دیکھے تو خوش ہوجائے

2۔ جب بھی اسے کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے

3۔ اور جب شوہر گھر سے باہر جائے تو اس کی عدم موجودگی میں وہ بیوی اپنی عزت وعفت اور اپنے شوہر کی عزت وآبرو اور مال کی حفاظت کرے۔ (وسائل الشیعہ ،جلد 14 صفحہ 513)

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے پروردگار عالم کے حضور اپنی ایک زوجہ کی بداخلاقی کا شکوہ کیا تو خداوندعالم نے ان پروحی نازل فرمائی:

اس قسم کی عورت ٹیڑھی ہڈی کی مانند ہے اگرتم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو یہ تم سے ٹوٹ جائے گی اوراسے اس کے حال پر چھوڑ دوگے تو اس سے تم فائدہ اٹھاؤ گے لہذا صبر وتحمل سے کام لو

(فروع کافی جلد5 صفحہ 518)

4۔ نامحرم سے نازنخرے سے بات کرنا یا نرم وملائم لہجے میں گفتگو کرنا عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔

(اور پانچ جملوں سے زیادہ نامحرم سے باتیں کرنا مکروہ ہے)

عورتوں کو روئی اور اون کا تنا سکھاؤ اور انھیں سورۃ نور کی تعلیم دو (کیوں کہ اس سورۃ میں پردے سے متعلق آیت ہے) عورتوں کا بہترین مشغلہ کا تنا ہے اور انہیں گھر کی بالائی منزل پر نہ رکھو اور سورۃ یوسف کی تعلیم نہ دو کیوں کہ یہ سورۃ عورتوں کے فتنے اور ہیجان کا باعث ہے۔ (تفسیر برہان جلد 2، صفحہ 246 تفسیر نور الثقلین جلد 3، صفحہ 567، فروع کافی جلد 5 صفحہ 516، وسائل جلد 14، صفحہ 127)

حضرت محمدؐ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے ایسی جگہ نہیں سونا چاہیئے جہاں نامحرم عورت اسکی سانس لینے کی آواز سنے! یعنی عورتوں کے ساتھ تنہائی میں مت ٹھرو۔

(بحار الانوار جلد 104، صفحہ 50)

رسول اللہؐ نے عورت کے اولیاء (یعنی جنھیں شرعی طور پر سر پرستی کا حق ہو) کی اجازت کے بغیر مرد کو کسی عورت کے گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے۔ (فروع کافی جلد 5، صفحہ 528) اور سورۃ نور کی آیات 27 اور 28 میں آیا ہے کہ کسی کے گھر میں صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

مرد کا عورت کو پیچھے کی طرف سے دیکھنا (اگر چہ عورت با پردہ ہو تب بھی مکروہ ہے) امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ایک عورت جا رہی ہے اور مرد پیچھے سے دیکھ لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"آیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ کوئی مرد تمھاری بیوی کو (اس طرح) دیکھے؟"

میں نے جواب دیا: نہیں!

آپؑ نے فرمایا: پس جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔

(وسائل الشیعہ جلد 14، صفحہ 145)

مسلمان عورت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنا بدن غیر مسلم کے سامنے ظاہر کرے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مسلمان عورت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنا جسم یہودی اور نصرانی عورت کے سامنے (حمام وغیرہ) میں ظاہر کرے، کیوں کہ یہ عورت اپنے شوہر سے اسکا ذکر کریگی۔

(فروع کافی جلد 5 صفحہ 145)

یہاں تک کہ رسولؐ نے اس بات کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا: مسلمان عورت اس عورت کیساتھ بھی نہ رہے جو اس کے اوصاف اپنے شوہر کو بتائے کیوں کہ جب وہ عورت اپنے شوہر سے اس کے اوصاف بیان کرے گی تو گویا ایسا ہی ہے جیسے دوسری عورت کے شوہر نے پہلی عورت کے اعضاء کو دیکھ لیا ہو۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3، صفحہ 284)

بعض مفسرین نے سورۃ نور کی آیت 31 کے لفظ نسائھن کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کی رو سے مومنات صرف مسلمان عورتوں کے سامنے پردہ نہ کرنے کی مجاز ہیں اور ان کے لئے غیر مسلم عورتوں کے سامنے پردہ کرنے کی مجاز ہیں اور ان کے لئے غیر مسلم عورتوں خصوصاً مشرک عورتوں کے سامنے اسلامی پردے کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

وہ اعضاء جو نامحرم عورت سے جدا ہو گئے ہوں ان کا دیکھنا جائز نہیں ہے۔ (وسیلۃ النجاۃ، صفحہ 231)

اگر کوئی شخص شادی نہ کرنے کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو رہا ہو تو اسکے لئے شادی کرنا واجب ہے۔ مستحب ہے کہ مرد جوان عورت کو سلام نہ کرے اور اگر کوئی عورت جس جگہ بیٹھی ہو تو پھر وہاں سے اٹھ جائے تو جب تک وہ جگہ گرم ہے وہ وہاں نہ بیٹھے۔ (وسائل الشیعہ جلد 14، ابواب النکاح)

مستحب ہے کہ عورت نماز میں قیام کی حالت میں اپنے پاؤں ملا کر کھڑی ہو، رکوع کے موقع پر مرد اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں جب کہ عورت اپنے ہاتھ رانوں پر رکھے اور سجدے میں عورت اپنے جسم کے تمام اعضاء کو آپس میں سمیٹ (ملا کر) رکھے۔ (عروۃ الوثقیٰ)

مسجد خانہ خدا ہے اور یہ عبادت کے لئے مخصوص ہے لیکن بہتر ہے کہ عورت گھر میں بلکہ گھر کے ایسے کمرے میں جو سب سے پیچھے ہو نماز پڑھے۔ ہاں البتہ اگر وہ خود کو نامحرم سے مکمل طور پر محفوظ رکھ سکے تو بہتر ہے کہ مسجد میں نماز پڑھے۔

عورت کو چاہئے کہ نماز پڑھتے وقت اپنا پورا جسم یہاں تک کہ بالوں کو بھی چھپائے۔ اگر وہ نامحرم کی نگاہ سے محفوظ ہو تو اپنا چہرہ، کلائی تک ہاتھ اور ٹخنے تک پاؤں کھلا رکھ سکتی ہے۔ (عروۃ الوثقیٰ فی الستر والساتر)

اسلامی احکام کی رو سے مستحب ہے کہ جب بچے دس سال (اور بعض روایتوں کے مطابق چھ سال) کے ہو جائیں تو ایک بستر پر نہ سوئیں (خواہ وہ بہن بھائی ہوں)۔ بلکہ ان کے بستروں کے درمیان فاصلہ ہونا چاہئیے۔ اور اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد کیلئے چھ سال سے بڑی نامحرم بچی کو گود لینا اور پیار کرنا

حرام ہے۔ (عروۃ الوثقی کتاب النکاح مسالہ 36۔44)

اسلام نے ان مردوں کیلئے جو شادی کرنے کی قدرت نہیں رکھتے مستحب قرار دیا ہے کہ روزے رکھیں اور اپنے بال بڑھائیں۔ (کیوں کہ ان دونوں کاموں سے جنسی خواہشات میں کمی ہوتی ہے)

نامحرم مرد و عورت کا ایسے مقام پر رہنا جہاں کوئی اور نہ ہو اور نہ ہی کوئی آتا جاتا ہو منع ہے خواہ وہ عبادت میں ہی کیوں نہ مشغول ہوں۔ (توضیح المسائل محشی مسالہ۔54۔24)

مرد کا عورت کی شباہت اختیار کرنا اور اسی طرح عورت کا مرد کی شباہت اختیار کرنا قبیح کاموں میں سے ہے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: چار گروہ ایسے ہیں جن پر رات دن خدا کی لعنت ہوتی رہتی ہے:

1۔ وہ مرد جو عورتوں کی شباہت اختیار کریں۔ 2۔ وہ عورتیں جو مردوں کی شباہت اختیار کریں۔

3۔ وہ لوگ جو جانوروں سے جنسی تعلقات قائم کریں۔ 4۔ لواطت کرنے والے۔

پہلے دو گرہوں کا تذکرہ کتاب الشرائع کے صفحہ 602 پر ان الفاظ میں موجود ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء ،والمتشبهات من النساء بالرجال

اللہ تعالی ایسے مردوں پر لعنت کرتا ہے جو عورتوں سے شباہت اختیار کریں اور اسی طرح عورتوں پر لعنت کرتا ہے جو مردوں سے شباہت اختیار کریں۔ (مراۃ النساء صفحہ 27)

عورتوں سے زیادہ بات چیت کرنے کی سختی سے نہی کی گئی ہے اسی طرح عورت کے لئے باریک لباس پہننے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں دلوں کو مردہ کر دیتی ہیں ان میں سے عورتوں سے زیادہ بات چیت کرنا ہے۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: دو گروہ ایسے آتش جہنم میں جانے والے ہیں جن کیلئے میں کوئی فکر نہیں کروں گا:

ایک وہ گروہ ہے جو تازیانہ لے کر لوگوں کو اذیت پہنچاتا ہے۔

نیز آنحضرتؐ نے فرمایا: دو گروہ ایسے آتش جہنم میں جانیوالے ہیں جن کے لئے میں کوئی فکر نہیں کروں گا:

دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو لباس تو پہنتی ہوں گی لیکن (باریک ہونے کی وجہ سے) وہ برہنہ

ہوں گی۔ کاسیات عاریات یہ عورتیں شہوت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور مردوں کی توجہ اپنی جانب کرتی ہیں اور اپنے بالوں کو سر پر اونٹ کے کوہان کی طرح مخصوص انداز میں بناتی ہیں۔ یہ عورتیں نہ صرف یہ کہ جنت میں نہیں جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو جو کہ انتہائی دور سے سونگھی جاسکتی ہے نہ سونگھ سکے گی۔

آنخضرتؐ نے دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ کی جانب سے تاکید کی گئی ہے کہ مرد اور عورت آپس میں آزادانہ باہمی میل جول نہ رکھیں (آفس ہو یا اسکول کالج انہیں ساتھ میں کرسیوں پر نہیں بیٹھنا چاہئے) کیوں کہ اگر یہ اس طرح کا میل جول رکھیں گے تو انہیں درد لاحق ہو جائے گا جسکا کوئی علاج نہیں ہو سکے گا۔ (مراۃ النساء صفحہ 140)

مرد نامحرم عورت کا فوٹو نہیں کھینچ سکتا۔ اور نامحرم عورت کو پہچانتا ہو تو اس کا فوٹو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اور ایسی تصویروں کا دیکھنا بھی جائز نہیں ہے جو جنسی شہوت کو ابھارنے کا باعث ہوں۔ (توضیح المسائل)

نامحرم عورت سے ہنسی مذاق کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ ابو بصیر بیان فرماتے ہیں: کوفہ میں ایک عورت میرے پاس آتی تھی میں اسے قرآن کی قرائت سکھاتا تھا اسی دوران میں نے اس سے مذاق میں ایک جملہ کہہ دیا۔ اسکے بعد جب میں مدینہ گیا اور وہاں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضری دی تو انہوں نے مجھے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: جو شخص بھی تنہائی میں گناہ کا ارتکاب کرتا ہے خداوند متعال اس پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔

یہ سن کر میں نے اپنا سر شرم سے جھکا لیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا:

توبہ کرو کہ اب تم دوبارہ نامحرم سے مذاق نہیں کرو گے۔ (بحار الانوار 46 صفحہ 247)

ان بعض احکامات پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام کے قوانین کتنے دقیق ہیں اور پردے کے اسلامی حکم کا خیال نہ رکھنے کے کتنے نقصانات ہیں اور اسلام میں پردے کا حکم اس لئے ہے تاکہ عورت باعفت اور پاک دامن رہ سکے۔

اس بات کی مزید وضاحت کیلئے رسول اللہؐ کے ارشاد پر غور کرنا چاہیے، آپؐ فرماتے ہیں:

جب شیطان کو کسی کام میں مشکل پیش آتی ہے تو وہ عورت کے ذریعے اس میں داخل ہوتا ہے چنانچہ وہ کام اسکے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ یعنی اس طرح شیطان اپنا مقصد آسانی سے حاصل کر لیتا ہے۔

پردہ ہی خاندان اور معاشرے کا محافظ ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ شادی ایک ایسا پاکیزہ بندھن ہے جو انسانی خلقت اور فطرت کے مطابق ہے۔اس رشتے کے قائم ہونے سے خاندان تشکیل پاتے ہیں مستحکم خاندان اور خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے بہت سے امور کا پایا جانا لازمی ہے سب سے اہم میاں بیوی دونوں کا با عفت ہونا ہے۔جب کوئی خاتون جنسی لذت اپنے شوہر تک محدود رکھے گی اور اسے باہر نہیں لے جائے گی اور اسلام کے دقیق اصولوں کے مطابق اپنے شوہر اور گھر کے لئے کوشش کرے گی تو یقیناً گھر کا ماحول صاف شفاف، پاکیزہ اور خوشگوار رہے گا۔لیکن اگر کوئی عورت پردے کا خیال نہیں رکھے گی اور جنسی لذت کو گھر سے باہر بانٹتی پھرے گی تو ایسی عورت ہوس پرستی میں مبتلا ہو جائیگی اور اسطرح دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے گھر کی تباہی کا سامان کرلے گی اور میاں بیوی کی ازدواجی زندگی تاریک ہو جائیگی۔

میاں بیوی کے درمیان اکثر اس وجہ سے ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے کہ بیوی پردہ نہیں کرتی اور اپنی عفت کی حفاظت سے لاپرواہی کرتی ہے اور جب باہر کسی کی نظر اس پر پڑتی ہے تو وہ بھی کسی اور کو چاہنے لگتی ہے اور اپنا دل ہار بیٹھتی ہے پھر آہستہ آہستہ اپنے شوہر سے کھنچتی چلی جاتی ہے اور بالآخر شوہر سے لڑنے جھگڑنے لگتی ہے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے۔

طلاق کے سلسلے میں کئے جانے والے اعداد و شمار کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ بعض طلاقوں کی نوعیت کچھ یوں ہوتی ہے کہ شروع میں شوہر کچھ عرصہ تک یہ دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی ذرا ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتی ہے اور چھوٹی چھوٹی سی بات پر اس سے لڑنے لگتی ہے۔پھر بعد میں تحقیق کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ بے راہ روی کی وجہ سے وہ اپنے عزیزوں میں سے کسی کو پسند کرنے لگی ہے اس کے بعد وہ اپنے شوہر کے خلاف ہائی کورٹ میں مقدمہ کر دیتی ہے (اور طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہے) اور بالاخر وہ کورٹ میں اس بات کا اقرار بھی کر لیتی ہے۔ (میگزین ''اطلاعات'' شمارہ نمبر ۱۱۰۷۱)

اور اسکے برعکس کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خاندان کی تباہی اور ازدواجی زندگی کا خلفشار شوہر کیطرف سے ہوتا ہے۔جب وہ باہر بے پردہ عورتوں کو دیکھتا ہے تو آہستہ آہستہ اسکی توجہ اپنے گھر کی طرف سے ہٹنے لگتی ہے اور وہ اپنی بیوی سے لاتعلق سا ہو جاتا ہے۔وہ محبت گھر سے باہر لٹانے لگتا ہے اور یہی چیز میاں بیوی کے

تعلقات کوخراب کرنے کا سبب بن جاتی ہے اور آخر کار اسکا نتیجہ طلاق اور جدائی کیصورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ خوب غور کرنا چاہیئے کہ بے پردگی اور اسلامی پردے سے دوری، شوہر کے بگڑنے کا سبب بنی ہے۔

عورت کیلئے آزادی کی حد

حضرت علی علیہ السلام عورت کی آزادی کی حد کے بارے میں اپنے فرزند امام حسنؑ کو نصیحت کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

وایاك و مشاورة النسآء فان رابهن الی افن و عزمهن من ابصارهن بحجابك ایاهن فان شدة الحجاب ابقی علیهن و لیس خروجهن باشد من ادخالك من لا یوثق به علیهن، وان استطعت ان لا یعرفن غیره فافعل ولا تمدك المراة من رمرها ما جاوز نفسها فان المراة ریحانة و لیست بقهر مانة ولا رتعد بكرا متها نفسها، ولا تطمعها فی ان تشفع بغیرها، وایاك التغایر نی غیر موضع غیرة فان ذلك یدعوا الصحیحة الی السقم والبرینة الی الریب

عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو کیونکہ انکی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے۔ انہیں پردہ میں بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو کیونکہ پردہ کی سختی انکی عزت و آبرو کو برقرار رکھنے والی ہے، انکا گھروں سے نکلنا اس سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتا جتنا کسی ناقابل اعتماد کو گھر میں آنے دینا اور اگر بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی ہی نہ ہوں۔ عورتوں کو اس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو کیونکہ عورت ایک پھول ہے وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے۔ اسکا پاس و لحاظ اسکی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا نہ ہونے دو کہ وہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے۔ بے محل شبہ و بدگمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہ روی اور بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۳۱، اردو ترجمہ علامہ مفتی جعفر حسین، صفحہ ۵۹۹)

حضرت علیؑ کی نصیحت سے عورت کی آزادی کی حد کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کو حد سے زیادہ آزادی نہ دینے کا مقصد خود اسکی عفت کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس سے نہ صرف

یہ کہ خاندان تباہ ہونے سے محفوظ رہیں گے بلکہ خود عورتوں کیلئے اجتماعی اعتبار سے مفید ہوگا اسطرح عورت مکمل اسلامی پردہ کر کے خود کو گھٹیا اور ہوس پرست مردوں کی نگاہوں سے محفوظ رکھ سکے گی اور ایسے افراد کو بگڑنے کا موقع فراہم نہیں ہوگا۔عورت کی بے پردگی اور بے حیائی سے اچھے بھلے مرد بھی تباہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پردہ اور نسل کا تحفظ

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج مغربی دنیا میں بے پردگی اور بے راہ روی بڑھتی جارہی ہے اور مرد و زن کے ناجائز تعلقات قائم ہو رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے رنج و الم اور پریشانیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ناجائز تعلقات کے نتیجے میں نسلیں آلودہ ہو رہی ہیں اور اسکے باعث اسقاط حمل، ناجائز اور غیر قانونی بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج دنیا کی یہ حالت،عورت کی عصمت اور پاکدامنی سے دوری اور اسلامی پردے کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہم جب اس سلسلے میں اعداد شمار کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ مسائل اور پریشانیاں ان اسلامی ممالک میں کہ جہاں پردے کا خیال رکھا جاتا ہے، انکے مقابلے میں ان اسلامی مملکتوں میں کہ جہاں پردے کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے زیادہ ہیں۔

امریکہ میں ہونے والی حالیہ تحقیقاتی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ دس سال پہلے کے مقابلے میں غیر قانونی بچوں کی تعداد میں ۴۷ فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ (روزنامہ اطلاعات شمارہ ۱۰۰۹۰)

بلاشبہ اس قسم کے غیر قانونی اور ناجائز بچے جن کا سرپرست نہیں ہے۔ معاشرے کیلئے ایک بڑا مسئلہ ہیں۔ان کا وجود قانونی انحراف اور بے راہ روی کا نتیجہ ہے۔لہٰذا فکری اور معنوی اعتبار سے بھی یہ منحرف ہوتے ہیں اور زیادہ نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ بچے نفسیاتی پہلو سے توجہ کے طالب ہیں۔ ایسے بچوں کی خلقت چونکہ طبیعی نہیں ہے بلکہ ان کی بنیاد قانون شکنی پر پڑی ہے لہٰذا یہ بچے بھی (چونکہ گناہ کا نتیجہ ہیں اس لئے یہ) گناہ اور قانون شکنی کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔دہشتگرد اسی گناہ کی پیداوار ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

انه يحن الى الحرام والاستخاف بالدين و سوء المحضر

زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے گناہ، دین کی تحقیر اور لوگوں سے بداخلاقی کیطرف مائل

ہوتے ہیں۔ (سفینۃ البحار، جلد ۱، صفحہ ۴۵۰)

سورہ بقرہ کی آیت ۲۰۴ میں منافقوں اور مفسدوں کا تذکرہ یوں ہوا ہے: **یھلک الحرث والنسل**

یعنی یہ زمین پر فساد پیدا کرنے والے زراعت اور نسل کو تباہ کرنا چاہتے ہیں! ایسے لوگوں کو جو زراعت اور نسل کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اس برائی سے روکنا ضروری ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اسلام میں پردے کا حکم نسل انسانی کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور نسل انسانی کو آلودہ ہونے سے بچانے کے سلسلے میں مددگار ہے۔ پردے کے نتیجے میں پورا معاشرہ صاف ستھرا اور پاکیزہ رہتا ہے۔ عورت معاشرے کی تربیت کرنے والی اور پروان چڑھانے والی ہے۔ پوری انسانیت اسکے دامن میں ہے۔ اگر خود اس کا دامن پاک ہو اور وہ پردے کے مضبوط حصار میں خود کو محفوظ کرلے تو اس سے آنے والی نسل انسانی کی سعادت اور بھلائی کی ضمانت فراہم ہو جائیگی۔

پردے پر سوالات

سوال: اگر پردہ فتنہ وفساد روکنے کیلئے ہے تو عورت بند کمرے میں جہاں اسے کوئی نامحرم دیکھنے والا نہیں ہوتا وہاں بھی حالت نماز میں اپنے بال اور بدن کو کیوں چھپاتی ہے؟

جواب: پردہ عورت کی بہترین حالت ہے۔ پروردگار عالم چاہتا ہے کہ عورت نماز میں اسی بہترین حالت میں رہے اور اسطرح نماز اور خدا سے مناجات پاکیزہ ترین عمل ساتھ ساتھ انجام پائے۔

اسکے علاوہ حالت نماز میں پردے کا وجوب جبکہ روزانہ پانچ مرتبہ نماز ادا کی جاتی ہے عورت کیلئے پردے کی ایک عملی مشق بھی ہو جائیگی۔ اسطرح اسے پردہ کرنے کی عادت بھی پڑ جائیگی۔ چنانچہ خواتین کو نماز کی کلاس سے پردے کا سبق بھی مل جائیگا۔ جو عورتیں سر پر چادر ڈالنے کی عادی نہیں ہوتیں اور انہیں کبھی کہیں پردہ کرنا پڑ جائے۔ مثلاً عزیزوں میں سے کسی کی موت کا موقع ہو، یا مقامات مقدسہ کی زیارت پر ایسی عورتیں جائیں اور سر پر چادر ڈالیں تو کسی طرح وہ سر پر ٹھہرتی ہی نہیں ہے اور بار بار سر سے گردن پر گرتی رہتی ہے اور بعض اوقات تو یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ابھی ہوٹل کے زینے پر قدم ہی رکھا تھا کہ چادر ان کی کمر سے آکر عجیب طرح سے لٹک گئی۔

معلوم ہوا کہ نماز کی کلاس سے خواتین کو پردے کا عملی سبق بھی سکھایا جاتا ہے اور اگر کوئی نامحرم اسے لذت سے دیکھ رہا ہو تو ایسی صورت میں اس عورت کو اپنا چہرے اور ہاتھوں کو بھی چھپالینا چاہیئے اور اگر کوئی نامحرم

اس کی آواز سن رہا ہو تو بناء پر احتیاط واجب ہے کہ عورت اپنی جہری نمازوں (نماز صبح، نماز مغرب اور نماز عشاء) بھی آہستہ پڑھے۔اس سلسلے میں اور زیادہ خیال رکھتے ہوئے عورت کیلئے مستحب ہے کہ وہ رکوع میں زیادہ نہ جھکے، حالتِ سجدہ میں اپنا جسم سمیٹ لے، قیام کی حالت میں اپنے پاؤں ملا کر رکھے اور مرد کے آگے نہ کھڑی ہو۔(بعض مجتہدین کرام کا فتویٰ ہے کہ عورت مرد سے آگے کھڑی ہو کر نماز نہ پڑھے اگر چہ وہ مرد اسکا محرم ہی کیوں نہ ہو)۔

سوال: پردے کی پابندی سے بعض اوقات بہت سے اہم اموراور فائدہ مند کاموں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔کیا اسلام نے اس بارے میں کوئی رائے دی ہے؟

جواب: پردہ ہر لحاظ سے عورت کیلئے بہت ہی اہم اور ضروری امر ہے جو کہ معاشرے اور خاندان کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔البتہ اگر پردے سے بڑھ کر کوئی اور ضروری امر پیش آجائے تو اسلام ایسے موقع پر پابندی کو لازمی نہیں سمجھتا۔بلکہ بعض اوقات پردہ کرنا، اسلامی نکتہ نظر سے جائز بھی نہیں رہتا ہے۔

مثلاً اگر کبھی کوئی خاتون غرق ہو رہی ہو یا جل رہی ہو اور وہاں کوئی اجنبی مرد موجود ہو تو اسلام مرد کو اس خاتون کی جان بچانے کی ہدایت کرتا ہے۔اس مرد پر واجب ہے کہ خاتون کی جان بچائے۔خواہ اسکے لئے اسے نامحرم عورت کو اٹھانا پڑے۔اسی طرح اگر کسی اجنبی مرد کی جان عورت کے ذریعے بچ سکے تو اسلام عورت کو ایسا کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔اسکی ایک مثال یہ بھی دی جاسکتی ہے کہ بیمار عورت کے لئے اگر لیڈی ڈاکٹر عورت کا علاج مرد ڈاکٹر کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔تو اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔یہاں تک کہ اگر کوئی علاج کے سلسلے میں شرمگاہ دیکھنے پر مجبور ہو تو اس میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔ (توضیح المسائل مسئلہ 2451)

پردے سے بڑھ کر اہم مصلحتوں میں سے ایک مصلحت شادی سے پہلے عورت کو دیکھنا بھی ہے۔وہ مرد جو کسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے اس لئے جائز ہے کہ اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھے۔روایت میں ہے مغیرہ بن شعبہ نے کسی عورت سے شادی کی خواہش کی اور جب یہ اطلاع پیغمبر اکرمؐ کو ملی تو آپ نے ان سے فرمایا: انظر الیھافانہ احری ان ایدوم بینکما

جاؤ اسے دیکھ لو کیوں کہ یہ بات تم دونوں کے ازدواجی رشتے کی پائیداری کے حق میں بہتر ہے۔

(جواہر الکلام کتاب نکاح جلد 5 صفحہ 4 جامع ترمزی صفحہ 178)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کیا وہ مرد جو شادی کرنا چاہتا ہے وہ عورت

کے بال اور اسکے زیب وزینت کے ظاہری حصے کو دیکھ سکتا ہے۔امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر لذت حاصل کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 59)

(نگاہ کرنے کی کیفیت اسکی حد اور تکرار کے سلسلے میں اپنے مرجع تقلید کے فتوے کی طرف رجوع کیجئے)

مذکورہ بالا توضیحات سے ثابت ہوا کہ اسلام ہمیشہ اہم ترین مصلحت پر نظر رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ سورۃ نور کی آیت نمبر 60 میں لفظ قواعد کے ذریعے زیادہ بوڑھی سے پردے کا حکم اٹھالیا گیا ہے۔یعنی عورت اگر عمر کی اس حد تک پہنچ جائے کہ اب اس کے بارے میں شادی کی بابت کوئی امید باقی نہ رہے تو خودنمائی اور بناؤ سنگھار کئے بغیر اپنی چادر یا دوپٹہ وغیرہ اٹھا سکتی ہے۔کیونکہ ایسی عورت کے پردہ کرنے میں کوئی مصلحت باقی نہیں رہی اور ایسی بوڑھی عورتوں کو پردہ کرنے میں دشواری ہو سکتی ہے۔

اعتراض: دل پاک ہونا چاہیئے ورنہ ایسا پردہ کرنے سے کیا فائدہ کہ جس کے باوجود عورت بدکاری کرتی رہے۔کیوں کہ بہت سی عورتیں اپنے آپ کو خوب چادر لپیٹتی ہیں لیکن بدکاری بھی کرتی ہیں؟

جواب: ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو شرعی پردہ نہیں کرتیں لیکن اپنی عزت آبرو محفوظ رکھتی ہیں اور پاک دامن ہیں اور اسکے برعکس ایسی عورتیں بھی ہیں جو چادر اوڑھتی ہیں، برقعہ پہنتی ہیں لیکن وہ اپنا دامن گناہوں سے آلودہ کر لیتی ہیں۔مگر ہم اس بات کو بے پردگی کیلئے دلیل نہیں بنا سکتے کیونکہ شرعی پردہ نہ کرنے والی پاک دامن عورتیں بھی معاشرے میں فتنہ وفساد اور خرابیاں پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔وہ اپنا دامن تو گناہوں سے پاک رکھ سکتی ہیں لیکن اپنے جسم پر پڑنے والی جوان مردوں کی نگاہوں کو پاک نہیں بنا سکتیں۔لہٰذا (پردہ کرکے) انہیں اجتماعی زندگی کو پاک وپاکیزہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اب رہی بات ان عورتوں کی جو چادر لپیٹنے کے باوجود اور برقعہ میں رہتے ہوئے بھی برائی کرتی ہیں، تو درحقیقت ایسی بے عفت اور بدچلن عورتیں، شرعی، پردہ نہیں کرتی ہیں بلکہ چادر سے اپنے گناہوں کو چھپاتی ہیں۔انہوں نے کبھی شرعی پردہ نہیں کیا ورنہ یہ بدکاری کی طرف نہ جاتیں۔یہ اپنے جسم پر چادر اس لئے نہیں ڈالتیں کہ نامحرم سے خود کو چھپائیں بلکہ یہ تو چادر سے اپنے گناہوں کو چھپاتی ہے اور چاہتی ہیں کہ انھیں کوئی پہچان نہ سکے۔بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ایسی عورتیں خود عفت اور پاکدامنی کو چرانے والی ہیں۔انہوں نے یہ چادر بے عفتی کے لئے ڈالی ہے۔ایسی بدکار عورتوں کی چادر اور شرعی پردے (جو عورت کی پاکدامنی کے لئے ہے) کو ایک دوسرے سے مخلوط نہیں کرنا چاہیئے! باشعور افراد ایسی باتیں بہت اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں۔

بے حیا عورتوں پر عذاب

حضرت علی علیہ السلام فرماتے کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہ زہرا علیہ السلام کے ساتھ جب رسولؐ کی خدمت میں پہنچا تو ہم نے دیکھا کہ آپ پر شدید گریہ طاری ہے۔ میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے علیؑ میں نے شب معراج، عورتوں پر ہونے والے مختلف قسم کے عذاب کا مشاہدہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ میں گریہ کر رہا ہوں۔

آنحضرتؐ نے شب معراج جن عذابوں کا مشاہدہ فرمایا ان میں چند یہ ہیں

آپؐ فرماتے ہیں:

1۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایک عورت کو بالوں سے پکڑ کر لٹکایا گیا ہے اور گرمی کی شدت سے اسکے سر کا مغز پگھل رہا ہے۔

2۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت کو پیروں سے الٹا لٹکایا گیا ہے۔

3۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت اپنے جسم کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہی ہے۔

4۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت کے جسم کو جگہ جگہ سے کاٹ کاٹ کر جدا کیا جا رہا ہے۔

5۔ میں نے دیکھا کہ عورت کے ہاتھ اور منہ جلائے جا رہے ہیں۔

یہ سن کر میں نے عرض کی حضورؐ! ان عورتوں کے وہ کون سے اعمال تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان پر ایسے ایسے عذاب مسلط فرمائے؟

رسولؐ نے فرمایا:

1۔ وہ عورت جسے بالوں سے پکڑ کر لٹکایا گیا تھا اور گرمی کی شدت سے اسکے سر کا مغز پگھل پگھل کر بہہ رہا تھا، اس وجہ سے تھا کہ وہ دنیا میں اپنے سر کے بال نامحرموں سے نہیں چھپاتی تھی۔

2۔ وہ عورت جسے پیروں سے الٹا لٹکایا گیا تھا اس وجہ سے تھا کہ وہ دنیا میں اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جایا کرتی تھی۔

3۔ وہ عورت جو اپنے جسم کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ دنیا میں اپنا جسم نامحرم کیلئے سجایا کرتی تھی۔

4۔ وہ عورت جسکے جسم کو جگہ جگہ سے کاٹ کاٹ کر جدا کیا جارہا تھا اس وجہ سے تھا کہ وہ دنیا میں اپنے آپ کو غیر مردوں کو دکھاتی تھی تا کہ آوارہ مرد اس کی طرف مائل ہوں۔

5۔ اور وہ عورت جس کے ہاتھ اور منہ کو جلایا جارہا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ دنیا میں دلالہ تھی جو مردوں اور عورتوں کو حرام کے لئے ایک دوسرے سے ملایا کرتی تھی۔

آخر میں آنحضرتؐ نے فرمایا:

ویل لامرۃ اغضبت زوجھا وطوبی لامرئۃ رضی عنھا زوجھا.

افسوس اور ندامت ہے اس عورت کے لئے جو اپنے شوہر کو ناراض کرے اور خوش بختی ہے اس عورت کے لئے جس سے اسکا شوہر خوش ہو۔

(کتاب عیون لا اخبار الرضا جلد 2 صفحہ 10 سے اقتباس بحار جلد 103 صفحہ 245 اور 246)

خلاصہ فلسفہ حجاب ایک مومنہ کے قلم سے

عورت کو نفسانی ہوس کا شکار ہونے سے روکنے کی خاطر پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ گھر کی چاردیواری میں رہ کر شوہر، بھائی، بہن، ماں، باپ اور اولاد کی پرورش کو انسانی معاشرہ کی خدمت عظمیٰ کا نام دیا اور اس پردہ نے حضرت خدیجہ الکبریٰؑ جیسی شخصیت، فاطمۃ الزہراء (س) جیسی بلند کردار سیدۃ النساء العالمین اور اپنی چادر دے کر انسانیت کا پردہ رکھنے والی جناب زینبؑ جیسی شخصیتوں کو جنم دے کر معاشرہ نسوانیت کو انسانیت کیا بلکہ دنیائے معصومیت کا فخر بنا دیا۔ لیکن آج کا مسلمان تہذیب مغرب میں بہہ کر نام کا مسلمان رہ کر پھر قبل از اسلام والی زندگی سے ہمکنار ہو گیا ہے اپنی روایات اغیار کو دے دیں اور اغیار کی روایات خود حاصل کر لیں اور اس ناقص العقل مخلوق عورت کو ترقی کرنے کا نام دے کر اپنی ہوس رانی کیلئے بازار میں لا کھڑا کیا۔ دفتروں، سرکاری محکموں میں اپنے دوش بدوش اسکے حسن کا نظارہ کرنے کے لئے آنکھوں کی پیاس دل کی آگ بجھانے کیلئے اس عورت کو جگہ دی بلکہ یوں کہوں آج وہ فرم تجارتی فرم اور محکمہ ترقی یافتہ کہلانے کیلئے حقدار ہی نہیں جس میں صنفِ نازک کام نہ کر رہی ہو۔ وہ محفل محفل ہی نہیں، وہ سیرگاہ سیرگاہ ہی نہیں، جہاں یہ قوم کی بیٹی باریک لباس زیبِ تن کر کے لپ اسٹک اور میک اپ سے اپنے حسن کو چار چاند لگا کر اپنی شرافت کا ثبوت دینے کیلئے محفل و سیرگاہ میں نہ جائے۔ بازار میں چلیئے کپڑا خریدنے تو کوئی تھان ریشمی و سوتی ایسا نہ ملے گا جس پر ایک

دل لبھا دینے والی لڑکی کا فوٹو نہ ہو، مشروبات خریدیئے یا کسی طرح کا تیل لیجئے، ہر شیشی پر عورت کا فوٹو۔ دیسی گھی یا بناسپتی گھی خریدیئے ہر جگہ عورت کا فوٹو۔ جوتا خریدیئے یا کوئی کھانسی نزلہ وغیرہ امراض کی دواء کی شیشی ہر ایک پر زلف پریشان ایک حسینہ کا فوٹو، غرضیکہ بازار میں کھانے پینے، ضروریات زندگی کی کوئی شئے خریدیئے ہر ایک پر نوجوان نیم عریاں شوخ حسینہ کے فوٹو کا لیبل ملے گا اور آج کل تو امریکہ اور پیرس میں ایسی فرمیں کھول دی گئی ہیں جہاں علاقہ کی خوبصورت ترین لڑکیاں بن سنور کر تیار ملتی ہے، تجارتی لوگ آتے ہیں۔ ان لڑکیوں کا جائزہ لیتے ہیں جو زیادہ حسین نظر آتی ہیں چند پیسے دیئے اسکا فوٹو اتار لیا۔ اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے اپنی ہر شے پر اسکا فوٹو چسپاں کیا جا رہا ہے تو گویا جس جگہ اور جس مال پر عورت کا فوٹو نہ ہو وہ مال ردی تصور کیا جاتا ہے۔ صاف نتیجہ نکل آیا کہ تجارت مال کی نہیں بلکہ عورت کی کی جا رہی ہے۔ عورت کو اسکی ترقی کہہ کر خوش کیا جاتا ہے۔ رؤسا و اعدائے اسلام نے جس ناچ و رنگ کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ ثقافت کا نام دے کر تہذیب و ادب قوم و ملک کا درجہ دے دیا۔ جگہ جگہ ثقافت کے نام پر جلسے منعقد کرانے اور قومی و ملکی تہذیب و ادب کے نام پر جو برقعہ اور لباس استعمال کیا جا رہا ہے جو کہ نا تو کسی اسلامی کلچر کی نمائندگی کرتا ہے اور نہ ہی اس برقعہ میں نسوانی وقار اور حیاداری کو دخل ہے باریک جارجٹ کی دو نقابیں لگی ہوتی ہیں مگر استعمال ایک ہوتا ہے بلکہ اکثر چہرے پر تو میرے خیال سے ہوتے ہی نہیں۔ بس ایک نمائشی پردہ ہے چہرے کا میک اپ ہونٹوں کی سرخی اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا گجرا، جارجٹ کے نقاب سے چھن چھن کر مردوں کی نظروں پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ میرا یہ خیال ہی نہیں بلکہ درست ہے کہ جب کوئی عورت کسی دکان پر باریک سی برائے نام نقاب کے پیچھے دیدے مٹکاتی ہوئی بھاؤ کرتی ہے تو اللہ معاف کرے۔ یوں لگتا ہے کہ چلمن سے کسی کو اشارے کر رہی ہو۔ یہ ہے برقعہ اور پردہ داری۔ اس سے بڑھ کر اور فریب کیا ہوسکتا ہے کہ موجودہ برقعہ کو پردہ داری کا نام دے کر کھلی ہوئی بے پردگی کو دعوت نظارہ کیا جاتا ہے۔ پھر تھوڑی اور بگڑی ہوئی شکل کے برقعہ کا ایک نفسیاتی نکتہ غالباً آج ہر ایک انسان محسوس کر رہا ہے۔ کیا دیکھ رہا ہے اور میں شاید اس کیفیت کو پوری طرح بیان نہ کرسکوں۔ بہرحال آپ تصور فرمائیں۔ پاؤں میں چھوٹی چھوٹی دو پٹیوں کی چپل اس کے اوپر ساٹن کی تنگ مہری کی شلوار اور قدموں کیساتھ اسکے لہرے کھاتے ہوئے بل یا رنگین ساڑھی کا پھولدار باوڈر گھٹنوں سے ذرا نیچے تک اس نامراد برقعے کا دامن اور کمر کے ساتھ کولھوں کے خم کو نمایاں کرتا ہوا گھیرا اور پھر وہی سیاہ نقاب سے جھلکتا ہوا چہرہ اس قیل و قال اور سج دھج کی عورت جب راہ سے گذرتی ہے۔ یقین فرمایئے کتنی مردانی نگاہیں اس برقعہ پوش عورت کا

طواف کرتی ہیں۔ دراصل مذکورہ برقعہ اور اس کا استعمال ایک ایسا فریب ہے جسکا تصور کرتے ہوئے پردہ داری اور حیا بھی مارے حیا کے مرجاتی ہے اور طالبات نے تو برقعہ کے نام پر گادن اپنا لئے ہیں۔ ان نت نئی جدتوں کے پیش نظر خدا معلوم یہ چیتھڑے کل کیا صورت اختیار کریں گے؟ اے قوم کی بیٹی! شرم شرم یہ تیری ترقی نہیں بربادی کا دور ہے اپنے تاریخی اسلاف پر تو نظر ڈالو کیا عالم اسلام میں بڑے بڑے مدبر، عاقل، فاتح، جرنیل اور کرنیل پیدا کرنے والی مائیں گھر کی چاردیواری میں رہ کر عالم نسوانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز نہ تھیں؟ کیا انہوں نے حکومت میں نشستیں مانگیں۔ سچ تو یہ ہے کہ آج کی دختر قوم نے اسلاف اور موجودہ قوم کے شرم وحیا کے جنازے کو بے گوروکفن دفن کر دیا ہے۔ میں دختران قوم خاص طور پر اہل بیت رسولؐ کے نام لیواؤں سے یہ گذارش کرتی ہوں کہ تاریخ ماضی میں اور کردار اہل بیتؑ پر نظر ڈالیئے اور موجودہ زمانے کا ساتھ چھوڑ دیجیئے۔ اگر تم یہ برقعے لے کر بن سنور کر بازاروں میں جاؤ تو مجلس سننا تمہارے کس کام آیا۔ امام مظلوم نے علی اصغرؑ اور علی اکبرؑ کو تمہارے پردے کیلیئے دیا تھا۔ چاند سا عباسؑ بھائی، حبیب سا ساتھی، زہیر بن قین اور مسلم بن عوسجہ جیسے اصحاب دیئے۔ صرف آپ کے پردے کیلیئے۔ فاطمۃ الزہراء (س) کی بیٹی زینبؑ کا جب پردہ لٹا اسکے بعد جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو مقتول بھول گئے اور کربلا سے شام تک ہائے میرا پردہ، ہائے میرا پردہ کی صدائیں آتی رہیں۔ لیکن تم مجلس میں آؤ اور عمل سے مخالفتِ اہلبیتؑ! کیا یہی اسلام ہے، یاد رہے کہ جناب سیدہ (س) کا یہ فرمان کہ میری زائرہ مومنات میرے مزار پر بے پردہ نہ آئیں، مجھے یقین ہے کہ جناب زینبؑ کے پردے کو رونے والی عورت کبھی بے پردہ نہ پھریگی اور ایسے برقعے کا استعمال نہ کریگی۔ خدا ایسا ہی کرے اے دختران ملت جعفریہ! خداوند عالم صدقہ اہل بیتؑ تمہارے پردے کو محفوظ رکھے۔ آل رسولؐ نے کبھی تشہیر ہونے سے پہلے اور بعد سر کھلے بازاروں درباروں میں جانے کے ننگے سر پھرنا گوارا نہ کیا۔ نہیں ہرگز نہیں! انہوں نے اسیری میں بھی بازاروں اور درباروں میں ہاتھوں سے اور بالوں سے اپنے روئے مبارک کو چھپایا تم انکے نام لیوا ہو۔ زمانہ بہت نازک چال چل رہا ہے۔ ابھی تم نے امیر مختار جیسے جری اور نادر شاہ جیسے حکمرانوں کو اپنی گود میں پرورش کر کے ملت جعفریہ کی حفاظت کرنی ہے۔ زمانہ کہیں چلا جائے کم از کم تمہاری گود تو اسلامی تعلیم کا گہوارہ ہو اور نونہالانِ قوم کیلیئے درس عصمت بنی رہو۔ حیات اہل بیتؑ کا مطالعہ کتب سے کیجیئے۔ مذہب شیعہ سے جن میں جلاء العیون میدان سیرت میں ایک راہنما کا مقام رکھتی ہے جسکا مطالعہ تم کو بتائے گا کہ اہل بیتؑ نے پردے کا کیا حکم دیا اور کیسے عمل کر کے دکھایا۔

میں دعا کرتی ہوں! خداوند کریم میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو دختران قوم کیلئے اس نازک دور میں مستقل ہدایت کا کام دے اور ہم سب دختران ملت جعفریہ کا پردہ بتصدق دخترانِ فاطمۃ الزہرا (س) قائم اور محفوظ رکھے۔ (آمین)

عورت کی ذمہ داری

عورت کیلئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا مقصد بچوں کو ہوم ورک کی صورت میں تربیت کرے، دستکاری کے ذریعے بچوں کے لباس بنا کر اور اپنے ہاتھوں سے اپنے خاندان کیلئے صاف وشفاف کھانے پکا کر کھلائے اور اچھے اخلاق اور تربیت سے بچوں کا مستقبل سنوارے، دینی و دنیاوی تعلیم خود سیکھے اور بچوں کو سکھائے تاکہ بچے ماں کی بنیادی درس گاہ سے تربیت حاصل کر کے معاشرے کیلئے باوقار اور باعزت شہری بن سکیں، ملک وقوم اور مذہب کیلئے باعث عزت بن سکیں۔ عورت کے اس عمل سے شوہر بھی پرسکون اور پورا خاندان معاشرے میں باوقار مقام حاصل کرسکتا ہے۔ عورت کسی خاندان کی عزت وعظمت کیلئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بحق محمدؐ وآل محمدؐ تمام مومنین ومومنات کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ کاوش ناچیز کیلئے ذریعہ نجات قرار پائے۔ آمین۔ ثمہ آمین

اسلامی کلچر اور ہمارا میڈیا

موجودہ دور میں ٹیوی کے جرائم اور اسکی زیا کاریاں اب کوئی نظریاتی مسئلہ نہیں رہا کہ جسکو دلائل کے ذریعے سمجھا جائے بلکہ یہ ایک چشم دید حقیقت اور عینی مشاہدہ ہے کہ وی سی آر، ڈش، کمپیوٹر اور اخبارات کی فاحشانہ اشتہار بازی نے معاشرے کو مہلک مرض کی طرح اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے

اگر حکومتی انتظامیہ میڈیا کو کچھ بھی اسلامی نقطہ نظر سے کنٹرول کرے تو بڑی حد تک خرافات سے بچا جاسکتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ ٹی وی یا کمپیوٹر پوری دنیا اور ہر گھر کی ضرورت بن چکی ہے۔ اس سے بچنا ناممکن ہے کیونکہ بچے ایک گھر میں نہیں تو دوسرے گھر میں دیکھ کر اپنا شوق پورا کر لیتے ہیں، سکول یا نجی محفل میں ایک دوسرے سے کہانیاں سن کر راغب ہوجاتے ہیں۔ ہر گلی، بازار اور گاڑیوں میں ریکارڈنگ کی بہتات نے معاشرے کو بگاڑ دیا ہے۔ اسکو مکمل ختم کرنا بھی مشکل ہے لیکن اسکی اشاعت اور پروگرام ترتیب دیتے وقت

اسلامی نقطہ نگاہ سے دیکھنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے بلکہ یہ بڑا المیہ ہے کہ جو احباب ٹیوی پروگراموں کو ترتیب دیتے ہیں ان میں کچھ نام نہاد سادات جو شکل اور کردار سے سیادت کے ازلی دشمن کا کردار ادا کر رہے ہیں جو سیادت اور شریعت محمدی کیلئے باعث ندامت کردار کر رہے ہیں انکو اپنی اصلاح کرنی چاہئے یا سیادت والا نام استعمال نہیں کرنا چاہیئے ۔ بے حیائی اور فحاشی کا فروغ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت کچھ لوگ قدیم سازشیوں مثلاً سید سلمان ندوی کی طرح نام کی آڑ میں باطل کی ترجمانی کر رہے ہیں۔

بے حیائی اور فحاشی کا فروغ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں دو جذبے ایسے ہیں جو انسانی معاشرے کے قیام و بقاء اور نسل انسانی کے تحفظ کیلئے بے حد ضروری ہیں ایک حیاء اور دوسری غیرت ۔ حیاء ایمان کا جز ہے (بخاری و مسلم)۔ حیاء خیر ہی خیر ہے (بخاری و مسلم)۔ حیاء سے خیر ہی خیر آتی ہے (بخاری و مسلم) ۔ جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہو کرو (بخاری، ابو داؤد)۔ اللہ سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں اسی لئے اس نے ظاہری اور باطنی ہر قسم کے فواحش کو حرام کیا (بخاری و مسلم)۔

مگر ٹی وی، وی سی آر، سینماؤں کی بہتات نے معاشرے کو بے حیائی کا گہوارہ بنا کر رکھ دیا ہے اور حیاء و غیرت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ رشتوں کی پہچان ختم ہوگئی ہے، جنس پرستی میں انسان، حیوانوں سے بدتر ہو گیا ہے۔ (جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کرو۔ بخاری و ابوداؤد)

غنا و موسیقی سننے کا گناہ

ساز، باجے اور گانے بھی موجودہ دور میں ٹیوی کے پروگراموں کا لازمی حصہ بن گئے ہیں جو پروگرام بظاہر ساز باجوں سے خالی تصور کئے جاتے ہیں ان کی ابتداؤ انتہا بھی ساز باجے اور موسیقی کیساتھ ہوتی ہے، یہاں تک کہ ٹیوی کی اشتہار بازی (advertisement) بھی لازمی اس لعنت سے محفوظ نہیں جبکہ غنا اور باجا دل میں اسطرح نفاق اگاتا ہے جیسا کہ پانی سبزے کو اگاتا ہے (داؤد، بیھقی، ابن الدنیا) گانا بجانا شیطانی آواز ہے (تفسیر ابن کثیر) راگ باجوں کی آواز ملعون ہے (بزار، بیھقی، ابن مردودیہ) راگ باجوں کا عام ہو جانا مصیبت اور عذاب الٰہی کا باعث ہے (جامع ترمذی)۔

موسیقی کی حرمت کے بارے میں چند آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ

آیات قرآنیہ

1. **ومن الناس من یشتری لھوالحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین** (لقمان پ2)

اور بعض آدمی ایسے (بھی) ہیں جو ان باتوں کے خریدار بنتے ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کریں اور اس کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں لھوالحدیث سے گانا بجانا مراد ہے۔ (یہ تفسیر ابن کثیر ج3 ص457 تفسیر قرطبی ج14 ص15، تفسیر بغوی ج4 ص408، تفسیر خازن ج3 ص468 ، تفسیر مدارک بہامش خازن ج3 ص468، تفسیر مظہری ج7 ص246 وغیرہ میں مذکورہ ہے)

2. **واستغفز ذ من اسطعت منھم بصوتک الایۃ** (بنی اسرائیل 15پ) اس آیت کی تفسیر میں بصوتک (شیطانی آواز) سے گانا بجانا مراد ہے (یہ تفسیر ابن کثیر ج3 ص50 اغاثۃ اللھفان ج ا ص255 وغیرہ میں مذکور ہے)

3. **افمن ھذاالحدیث تعجبون و تضحکون ولاتبکون وانتم سامدون** (النجم پ28) اس میں سامدون سے گانا مراد ہے (یہ تفسیر ابن کثیر ج4 ص 260 تفسیر ابن جریر ج27 ص 23، قرطبی ج17 ص روح المعانی ج27 ص260 وغیرہ میں مذکور ہے

4. **والذین لایشھدون الزور واذا مرو بالغو مرو کراماً** (الفرقان پ19) اس آیت میں زور سے گانا بجانا مراد ہے (یہ تفسیر احکام القرآن ج3 ص 347 ، معالم التنزیل ج 4 ص 251 ابن جریر ج19 ص وغیرہ میں مذکور ہے)

احادیث مبارکہ

1۔ میری امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو زنا ، ریشم ، شراب ، اور راگ باجوں کو حلال قرار دیں گے۔ (صحیح بخاری)

2۔ طبلہ، سارنگی حرام ہیں، اور شراب کے برتن حرام ہیں اور باجے بانسری حرام ہیں۔ (مسند بیھقی ، بزاز)

3۔ جب میری امت یہ پندرہ (15) کام بکثرت کرنے لگے تو ان پر مصیبت اترے گی ان میں سے ایک یہ گانے والی عورتیں اور باجے بانسریاں عام ہو جائیں۔ (جامع ترمذی)

4۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ڈھول اور بانسری مٹا دوں۔ (جمع الجوامع)

5۔ بلاشبہ میں (دنیا میں) بانسریاں (یعنی آلات موسیقی) توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (نیل الاوطار)

6۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، طبل اور طنبور کو حرام کیا ہے نیز ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (ابوداؤد)

7۔ نبی اکرم نے ایک رات کسی کے گانے کی آواز سنی تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا، اسکی نماز مقبول نہیں، اسکی نماز مقبول نہیں۔ (نیل الاوطار)

8۔ گانا باجا سننا گناہ ہے اور گانا سننے کے لئے بیٹھنا نافرمانی ہے اور اس سے لطف لینا کفر ہے۔ (نیل الاوطار)

9۔ گانے والے مرد اور گانے والی عورتوں کی کمائی حرام ہے اور فاحشہ عورت کی کمائی بھی حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے ضابطہ بنالیا ہے کہ جنت میں حرام آمدنی سے پرورش پانے والے جسم کو داخل نہیں کریں گے۔

(کنزل العمال)

10۔ گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے اور اسکا گانا سننا اور اسکی طرف دیکھنا حرام ہے اور اس اجرت لینا اسی طرح حرام ہے جس طرح کتے کی قیمت لینا حرام ہے اور جو گوشت حرام کی کمائی سے پروان چڑھتا ہے دوزخ کی آگ اسکی زیادہ مستحق ہے۔ (المعجم الکبیر)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ گانا گانے کا معاوضہ لینا حرام ہے اور گانے والی عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

حدیث کی ایک پیش گوئی جو آج صادق آرہی ہے:

حدیث شریف میں ہے کہ (قیامت کے قریب) ایسے فتنے ہوں گے جیسے تاریک رات ایسے گذرے گی کہ آدمی کی صبح اس حال میں ہوگی کہ وہ مومن ہوگا اور جب شام آئے گی تو وہ کافر ہوگا اور کوئی شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا اور دین کو دنیا کے حقیر سامان کے بدلہ میں بیچ ڈالے گا۔ (مسلم شریف بحوالہ مشکوۃ شریف ج 2 ص 480)

آج حدیث شریف میں بیان کی گئی اس پیش گوئی کا مختلف صورتوں اور شکلوں میں رات و دن مشاہدہ ہو رہا ہے اور حرف بحرف صادق آرہی ہے۔

باب چہارم

مختصر تعارف امام زمانہؑ

نام:	رسول خداؐ کے ہمنام (م۔ح۔م۔د) علیہ السلام۔
مشہور القاب:	مہدی موعود، امامؑ عصر، صاحب الزمان، بقیۃ اللہ، قائم و ارواحنا لہ الفداہ
باپ:	حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
ماں:	جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہ
تاریخ ولادت:	۱۵ شعبان
سال ولادت:	۲۵۵ یا ۲۵۶ ہجری قمری
جائے ولادت:	سامراء۔ تقریبا پانچ سال تحت کفالت پدر تھے اور پوشیدہ تھے،
دوران زندگی:	اس کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے،
۱۔ بچپنا:	پانچ سال اپنے والد کے زیر سرپرستی تھے۔ اور پوشیدہ تھے تاکہ دشمنوں کے گزند سے محفوظ رہ سکیں۔ اور جب ۲۶۰ میں امام حسن عسکریؑ کا انتقال ہو گیا تو عہدہ امامت آپکے سپرد ہوا۔
۲۔ غیبت صغری:	سن ۲۶۰ ھ ق، سے شروع ہوئی اور سن ۳۲۹ ھ ق تک تقریباً ۷۰ سال تک باقی رہی۔ (اس میں دیگر اقوال بھی ہیں)
۳۔ غیبت کبری:	۳۲۹ ھ ق سے شروع ہوئی ہے اور جب تک خدا چاہے گا باقی رہے گی۔
۴۔ ظہور کا زمانہ:	یہ بھی مشیت الہی پر موقوف ہے۔ ظہور کے بعد آپ کی حکومت ہو گی۔

تعارف امام زمانہؑ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

قارئین محترم! اللہ تعالیٰ کا مقام عدل یہ ہے کہ اس سے عبادت کے صلہ میں شیطان رجیم نے امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کیلئے قیامت تک مہلت مانگی ہے تو عدل کا تقاضہ ہے کہ اسی طرح اللہ رب العالمین کو چاہئیے کہ قیامت تک اپنا نمائندہ جو اللہ کیلئے ہدایت کی طرف راہنمائی کرنے کا بندوبست کرے جیسا کہ قیامت تک

امام زمانہؑ کی صورت میں رہنمائی کا بندوبست کیا۔ اسی طرح جیسے جیسے مخلوق کو شیطان گمراہی کی طرف لے جاتا ہے تو امام زمانہؑ اللہ کی طرف ہدایت کیلئے راہنمائی فرماتے ہیں۔ لہٰذا صراط مستقیم کے متلاشیوں کو حق کی طرف راہنمائی اور باطل کی نشاندہی فرماتے ہیں جن کا کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے)

(بحوالہ کتاب جلاء العیون ج ۲، ص ۴۱۸ سے ۴۲۳، مولف علامہ محمد باقر مجلسیؒ ابن محمد تقی مجلسی طہرانی، ترجمہ سید عبدالحسینؒ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: **یوم ندعو کل اناس بامامھم . القرآن**

ترجمہ: قیامت کے دن ہم ہر گروہ کو اس کے امامؑ کے ساتھ بلائیں گے۔

فرمان رسولؐ: **مم ما ت ولم یعرف امام زمانہ مات میتتہ الجا ھلیہ**

ترجمہ: جو شخص اپنے امام کی معرفت حاصل کئے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اس لئے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنے امام وقت کی معرفت حاصل کرے کیونکہ قیامت کے دن ہر شخص کو اپنے اپنے امام کے ساتھ محشور کیا جائیگا۔ تب ہی تو حضورؐ نے امام حق کی معرفت حاصل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس لئے جیسا امام ویسے مقتدی۔ کچھ خود ساختہ امام (شیطان کے چیلے) قوم کو جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں اور کچھ حق کے بنائے ہوئے جنت میں لے جانے والے ہیں بلکہ جنت کے سردار بھی ہیں۔ زمانے کے آخری امامؑ کا تعارف ملاحظہ ہو۔

واقع وقت ولادت باسعادت حضرت صاحب الاعصر علیہ السلام: حضرت حکیمہ خاتون فرماتی ہیں حضرت امام حسن عسکریؑ کے گھر کچھ قیام کے بعد جب میں اپنے گھر جانے کے لئے تیار ہوگئی حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ اے پھوپھی اماں اس رات میرے گھر میں تشریف رکھیئے کہ اس شب وہ فرزند گرامی متولد ہوگا۔ جس کے سبب سے خداوند عالم زمین کو پھر ایمان و ہدایت سے اسکے بعد کہ وہ کفر و ضلالت سے مردہ ہو گی۔ زندہ کرے گا میں نے کہا وہ فرزند کس سے متولد ہوگا۔ حالانکہ نرجس خاتون میں حمل کا اثر بھی نہیں دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا: نرجس خاتون ہی سے وہ فرزند متولد ہوگا۔ یہ سن کر میں اٹھی اور شکم و پشت نرجس خاتون کو دیکھا۔ مطلق اثر حمل نہ پایا۔ امام حسن عسکریؑ سے میں نے آکے بیان کیا حضرت نے متبسم ہو کے فرمایا: صبح کو اثر حمل ہوگا۔ مثل نرجس مثل مادر موسیٰؑ ہے کہ ہنگام ولادت تک حضرت موسیٰؑ میں کچھ تغیر نہ ہوا اور کوئی شخص ان کے حمل سے واقف نہ تھا۔ اس لئے کہ فرعون شکم زنانہ حاملہ بطلب موسیٰؑ چاک کرتا تھا اسی فرزند کا حال بھی ان امور میں مثل احوال حضرت موسیٰؑ کے ہے۔ دوسری روایت میں اسطرح منقول ہے کہ

حضرت علی نقیؑ نے فرمایا: کہ حمل ان اوصیائے پیغمبران کا شکم میں نہیں ہوتا۔ بلکہ پہلو میں ہوتا ہے اور ہم ان مادر سے متولد ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم نورحق تعالیٰ ہیں اس نے ہم سے چوک ونجات وکشافت کو دور کیا ہے حکیمہ خاتون نے کہا میں نرجس خاتون کے پاس گئی اور یہ حال ان سے بیان کیا اس خاتون کو مطلق اثر حمل اپنے میں نہیں ہونے پاتی ہوں۔ پس میں اسی جگہ رہی۔ اور نماز پڑھ کے نزدیک خاتون نے آرام کیا۔ میں ہر وقت ان کے حال کی خبر لیتی تھی مگر نرجس خاتون بحال خود آرام فرمارہی تھیں ہر لحظہ مجھے حیرت زیادہ ہوتی گئی اس شب میں میں پہلے نماز تہجد کو اٹھی اور نماز تہجد ادا کی جب نماز وتر پڑھنے میں مشغول ہوئی نرجس خاتون جاگئیں اور وضو کر کے نماز شب پڑھی۔ اسوقت صبح کاذب تھی قریب تھا کہ میرے دل میں وعدہ حسن عسکریؑ سے مشک آئے ناگاہ امام حسن عسکریؑ نے اپنے حجرہ سے آواز دی کہ سورۃ انا انزلناہو فی لیلۃ القدر نرجس پر پڑھیئے میں نے نرجس خاتون سے پوچھا کیا حال ہے انہوں نے کہا جو کچھ میرے مولاؑ نے فرمایا تھا ظاہر ہوا جب سے میں نے انا انزلنا پڑھنا شروع کیا اس طفل نے شکم نرجس بتلاوت انا انزلنا نے میرا ساتھ دیا اور مجھے سلام کیا میں ڈرگئی حضرت امام حسن عسکریؑ نے آواز دی کہ قدرت خدا سے تعجب نہ کیجئے حق تعالیٰ ہمارے اطفال بحکمت گویا فرماتا ہے اور ان کو بحالت بزرگی زمین پر اپنا حجت کرتا ہے جب امام حسن عسکریؑ یہ فرما چکے نرجس خاتون میری آنکھوں سے غائب ہوگئی گویا میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہوگیا یہ دیکھ کر میں امام حسن عسکریؑ کیطرف دوڑی۔ حضرتؑ نے فرمایا: پھوپھی اماں لوٹ جایئے نرجس کو اپنی جگہ دیکھئے گا جب میں واپس آئی تو پردہ اٹھ گیا اور نرجس خاتون کو نورانی پایا کہ میری آنکھیں چکا چوند ہوگئیں حضرت صاحب العصرؑ کو دیکھا کہ قبلہ رو سجدہ میں انگشتان سبابہ کو اٹھائے کہہ رہے ہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وان جدی رسول اللہ وان ابی امیر المومنین علیہ السلام پھر ہر ایک امام کا نام لیا۔ جب اپنے نام تک پہنچے تو فرمایا: یعنی وعدہ نصرت جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے اسے وفا کر اور میرے امر خلافت وامامت کو تمام کر میرے انتقام کو دشمنوں سے لے اور تسلط کو ظاہر کر دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صاحب العصرؑ متولد ہوئے ایک نور حضرت سے ساطع ہوا اور افق آسمان پر پھیل گیا جانوراں سفید آسمان سے نیچے آئے اور اپنے بازو اور پاؤں اور سر بدن حضرت سے مس کر کے پرواز کرتے تھے پس امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی اے پھوپھی میرے فرزند کو آغوش میں لے کر میرے پاس لایئے جب میں نے حضرت صاحب العصرؑ کو گود میں لیا حضرت پاک وپاکیزہ ختنہ کئے ہوئے تھے اور داہنے ہاتھ پر یہ آئیہ لکھا تھا کہ جاء الحق وزھق الباطل انا لباطل کان زھوکا۔ یعنی حق آیا اور باطل مضموم

ہو گیا۔ اور محو ہو گیا حکیمہ خاتون نے فرمایا: کہ جب اس فرزند سعادت مند کو ان کے پدر بزرگوار امام حسن عسکریؑ کے پاس لے گئی جوں ہی صاحب العصرؑ کی نظر اپنے پدر بزرگوار پر پڑی سلام کیا امام حسن عسکریؑ نے لے کر میری گود سے اپنی زبان مبارک حضرت صاحب العصرؑ کی دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں اور منہ پر پھرائی اور بائیں ہاتھ کے کف دست پر بیٹھا کر اپنا داہنا ہاتھ سر پر اپنے فرزند کے پھیرا اور فرمایا اے فرزند بقدرت خدا کلام کر یہ سن کر حضرت صاحب العصرؑ نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ کہ فرمایا: یہ آیت موافق احادیث معتبر شان حضرت صاحب العصرؑ اور بزرگوار آنخضرتؑ میں نازل ہوا ہے ترجمہ آیہ کریمہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں اس جماعت پر احسان کروں جن کو ستم گروں نے ضعیف کیا ہے اور ان کو وارثان زمین سے قرار دوں اور انکو روئے زمین پر مستولی کروں اور دکھاؤں فرعون و ہارون ونمرود.... اور ان کے گروہ کو عزت اور اقتدار ان اماموں کا جن سے وہ حذر کرتے تھے پھر حضرت صاحب العصرؑ نے جناب رسول خداؐ امیر و جمیع ائمہ گذشتہ پر اپنے پدر بزرگوار تک سلام کیا اسوقت بکثرت جانور قریب سر مبارک حضرت صاحب العصر ظاہر ہوئے ان جانوروں میں سے ایک جانور نے آواز دی کہ اس طفل کو اٹھالو اور خوب حفاظت کرو اور بعد ہر چالیس روز کے میرے پاس لاؤ یہ کہہ کر حضرت صاحب العصرؑ کو لیا اور بجانب آسمان پرواز کیا سب جانور اس کے عقب اڑ گئے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا اے فرزند میں نے تمھیں اس کے سپرد کیا جسکے سپرد حضرت موسیٰ کی والدہ نے ان کو کیا تھا یہ دیکھ کر نرجس خاتون رونے لگیں حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا خاموش رہو کہ وہ فرزند تمھارے سوا دوسرا دودھ نہ پئے گا بہت جلد اسے تمھارے پاس لائیں گے جسطرح حضرت موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس لائے تھے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ہم نے موسیٰ کو ان کی والدہ کے پاس لوٹا دیا ہے تا کہ ان کی ماں کی آنکھیں اپنے فرزند کو دیکھنے سے روشن ہو جائیں حکیمہ خاتون نے پوچھا وہ کون تھے جن کے حوالے آپ نے حضرت صاحب العصرؑ کو فرما دیا حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا وہ روح القدس تھے جو معصومین پر موکل تھے انکو جانب حق تعالیٰ توفیق عطا کرتا ہے اور خطا سے بچاتا ہے اور علم سے زیب وزینت دیتا ہے حکیمہ خاتون کہتی ہیں کہ چالیس روز کے بعد میں حضرتؑ کی خدمت میں گئی جب گھر پہنچی کیا دیکھتی ہوں کہ ایک طفل گھر میں پھر رہا ہے میں نے کہا اے میرے سید و بزرگوار یہ طفل دو برس کا ہے حضرت نے متبسم ہو کہ فرمایا پیغمبروں ووصیوں کی اولاد جبکہ وہ امام ہیں برخلاف اطفال دیگر ونشو ونما پاتے ہیں ایک مہینہ کا مثل ایک سال کے ہوتا ہے امام شکم مادر میں کلام کرتا قرآن پڑھتا اور عبادت پروردگار کرتا ہے دودھ پینے کی حالت میں

ملائکہ انکا حکم بجالاتے ہیں اور صبح شام ان کے پاس ہوتے ہیں حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں ہر چالیس روز کے بعد زمانہ امام حسن عسکریؑ میں بخدمت صاحب العصرؑ جاتی تھی یہاں تک کہ چند روز قبل وفات حضرت حسن عسکریؑ حاضر خدمت آنحضرتؑ ہوئی حضرت صاحب العصرؑ کو بصورت کامل مرد دیکھا اور میں نے نہ پہچانا حضرت امام حسن عسکریؑ سے عرض کیا یہ مرد کون ہے جس کے پاس آپ بیٹھنے کو کہتے ہیں حضرت نے فرمایا یہ فرزند نرجس ہے اور میرے بعد خلیفہ ہے عنقریب میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں پس تم کو لازم ہے اس فرزند کا حکم بجالانا اور اسکی اطاعت کرنا پس بعد چند روز کے حضرت امام حسن عسکریؑ نے بعالم اقدس رحلت کی اور اب ہر صبح وشام حضرت صاحب العصرؑ کی ملازمت کرتی ہوں اور حضرت میرے ہر سوال کا جواب دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہنوز مین نے سوال نہیں کیا اور حضرتؑ جواب دیتے ہیں دوسری روایت میں یہ وارد ہوا ہے کہ حکیمہ خاتون نے دوسرے دن ولادت باسعادت حضرت صاحب العصرؑ سے مشتاق لقائے آنحضرت ہوئی اور بخدمت امام حسن عسکریؑ حاضر ہو کے میں نے پوچھا کہ میرا مولا کہاں ہے حضرت نے فرمایا اسے میں نے اس کے سپرد کیا ہے کہ مجھ سے اسکا زیادہ تر حق وہ ہے اب آپ ساتویں دن آنا جب ساتویں روز گئی ایک گہوارہ دیکھا میں اسکی طرف دوڑی اس گہوارہ میں اپنے مولا کو مثل ماہ شب چہاردہ مشاہدہ کیا مجھے دیکھ کے مسکراتے اور ہنستے تھے حضرت امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی کہ میرے فرزند کو لے آؤ جب حضرت صاحب العصرؑ کو بخدمت امام حسن عسکریؑ لے گئی حضرت نے اپنی زبان مبارک اپنے فرزند کے منہ مبارک پر پھیرائی اور فرمایا اے فرزند بات کر حضرت صاحب العصرؑ نے کلمہ شہادتین فرما کے درود صلوٰۃ جناب رسول خداؐ و آئمہ مطاہرین علیہم السلام کو بھیج کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے آئینہ گذشتہ ونرید ان نمن سے لے کر تا ما کانو یحذرون تلاوت کیا بعد اسکے امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: کہ اے فرزند جو کچھ حق سبحانہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا ہے اسکو پڑھو حضرت صاحب العصرؑ نے صحف آدمؑ کو بزبان سریانی پڑھا اور کتاب ادریسؑ و کتاب ہود و کتاب صالحؑ وابراہیمؑ و توراۃ موسیٰؑ و زبور داؤد وانجیل عیسیٰؑ و قرآن و محمد مصطفیٰؐ پڑھا اسکے بعد قصص پیغمبران گزشتہ پڑھے پھر حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اس امت کے مہدیؑ کو مجھے عطا فرمایا دو فرشتے بھیجے کہ وہ فرشتے صاحب العصرؑ کو پڑھانے عرش پر لے گئے پس حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس فرزند سے خطاب فرمایا کہ اے میرے بندے تجھے مرحبا کہ تجھے میں نے اپنے دین کی یاری اور اپنی شریعت کے اظہار کے لئے خلق کیا تو ہمارے بندوں کا ہادی ہے میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ تیری اطاعت کرنے والوں کو

بخشوگا اور تیری مخالفت سے مخالفین کو مغذوب کروں گا۔اے ملائکہ اسے اس کے پدر بزرگوار کے پاس لے جاؤ اور میری جانب سے ان کو تحفہ سلام پہنچاؤ اور کہہ دو کہ یہ میری حفظ وحمایت میں ہیں اسے شرارت دشمنان اشرار سے محفوظ رکھوں گا جب تک کہ اسے ظاہر کروں اور حق کو اس سے برپا رکھوں اور باطل کو اس کے سبب سے سرنگوں کروں گا کہ دین حق میرا خالص ہو جائے۔

بارھویں امام حجتؑ کے وجود کے اثبات اور آپکی غیبت کے بیان میں

اور اب ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہیں جو علامہ مجلسی نے کتاب حق الیقین میں ذکر کیا ہے اور جو کوئی تفصیل کا طالب ہے وہ نجم ثاقب اور دوسری کتب کی طرف رجوع کرے فرماتے ہیں کہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مہدیؑ کے خروج کی احادیث خاصہ اور عامہ نے بطرق متواتر روایات کی ہیں جیسا کہ جامع الاصول میں صحیح بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا اس خدا کی حق کی قسم کہ میری جان جس کے قبضہ قدرت میں ہے وہ وقت قریب ہے کہ جب فرزند مریم نازل ہو جو کہ حاکم عادل ہے۔پس وہ نصاریٰ کی صلیبوں کو توڑ دے گا یعنی ان سے سوائے اسلام کے کوئی چیز قبول نہیں کرے گا اور اتنا مال فراوان وزیادہ کردے گا کہ مال دینے والے مال دیں گے اور کوئی اسے قبول نہیں کرے گا پھر راوی نے کہا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ تمھاری اس وقت کیا حالت ہوگی جبکہ فرزند مریم تمھارے درمیان نازل ہوگا اور تمھارا امام یعنی مہدیؑ تم میں سے ہوگا۔

اور صحیح مسلم میں جابر سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ مسلسل میری امت کا ایک گروہ حق پر مقاتلہ وجہاد کریں گے اور قیامت تک غالب رہیں گے جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا تو ان کا امیر ان سے کہے گا آؤ اے (عیسیٰؑ) تمھاری اقتدار میں نماز پڑھیں۔ وہ کہے گا نہیں بلکہ تم ایک دوسرے پر امیر ہو اسلئے خداوند عالم نے اس امت کو محترم گرامی قدر قرار دیا ہے۔ابو مسند ابوداؤد وترمذی میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی ہوا تو بھی البتہ خداوند عالم اس دن کو اتنا طویل کردے گا یہاں تک اس دن ایک شخص کو میری امت یا اہل بیت میں سے مبعوث کرے گا کہ جس کا نام میرے نام مطابق ہوگا جو کہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے پر ہوگی دوسری روایت میں ہے کہ دنیا ختم نہیں ہوگی۔ جب تک کہ عرب کا بادشاہ میرے اہل بیت میں سے نہ ہو جائے کہ جس

کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ اگر دنیا میں ایک دن باقی رہ جائے تو خداوند عالم اس دن کو طولانی کردے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص بادشاہ ہوگا۔ جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور سنن ابوداؤد میں علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ زمانہ میں ایک دن باقی رہ جائے تو البتہ خدا مبعوث کریگا اور اٹھائے گا ایک شخص کو جو کہ زمیں کو عدل وانصاف سے بھر دیگا جس طرح وہ ظلم وجور سے پر ہوگی۔

نیز سنن ابوداؤد میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مہدیؑ میری عترت میں سے اولاد فاطمہؑ میں سے ہوگا۔ اور ابوداؤد ترمذی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مہدیؑ میری اولاد میں سے کشادہ جبیں اور کشیدہ بینی ہوگا اور زمین کو عدل سے پر کرے گا جس طرح ظلم وجور سے پر ہوگی اور وہ سات سال تک حکومت کریگا اور پھر روایت میں ہے کہ ابوسعید نے کہا ہمیں خوف ہوا تھا کہ کہیں پیغمبرؐ کے بعد بدعتیں پیدا ہو جائیں پس آنحضرتؐ سے سوال کیا فرمایا میری امت میں مہدی ہوگا جو خروج کرے گا اور پانچ سال یا سات سال یا نو سال حکومت کریگا پس ایک شخص اسکے پاس آئیگا اور کہے گا اے مہدی مجھے عطا کرو تو حضرت اس قدر زر ومال اسکے دامن میں ڈالیں گے کہ اسکا دامن پر ہو جائے گا اور سنن ترمذی میں ابواسحاق سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امیرؑ نے ایک دن اپنے بیٹے حسینؑ کو دیکھا پھر فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید وسردار قوم ہے۔ جیسا کہ رسول خداؐ نے اسکا نام سید رکھا ہے اور اسکی صلب سے ایک شخص نکلے گا جسکا نام تمھارے نبی والا ہوگا اور ان کے ساتھ خلقت وخلق میں مشابہ ہے۔ اور وہ زمین کو عدالت سے پر کر دے گا اور ابونعیم نے جو کہ عامہ کے مشہور محدثین میں سے ہیں۔ چالیس احادیث ان کے صحاح سے روایت کی ہیں جو کہ آنحضرت کے صفات حالات نام ونسب پر مشتمل ہیں ان میں سے ایک روایت علی بن ہلال سے اس کے باپ سے کی ہے وہ کہتا ہے۔ کہ میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ دنیا سے رحلت فرما رہے تھے۔ اور حضرت فاطمہؑ ان کے سرہانے بیٹھی گریہ فرما رہی تھیں جب آنحضرت کے رونے کی آواز بلند ہوئی تو سرکار رسالت نے ان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا اے حبیبہ فاطمہؑ تیرے رونے کا سبب کیا ہے۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا مجھے خوف ہے۔ کہ آپ کی امت مجھے ضائع نہ کردے اور میری حرمت کی رعایت نہ کرے تو حضرتؐ نے فرمایا اے میری حبیبہؑ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ مطلع ہوا زمین پر مطلع ہونا (جھانک کے

دیکھنا) اور اس میں سے تیرے باپ کو انتخاب کیا۔ پس اسے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر دوبارہ مطلع ہوا اور تیرے شوہر کو چنا اور مجھ پر وحی کی کہ میں تیری شادی اس سے کردوں فاطمہؑ خداوند عالم نے ہمیں سات ایسی خصلتیں عطا کی ہیں جو ہم سے پہلے نہ کسی کو دی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دے گا۔ میں ہوں خاتم الانبیاء اور خدا کے نزدیک زیادہ گرامی قدر اور خدا کی مخلوق میں سے اس کے ہاں زیادہ محبوب اور میں تیرا باپ ہوں اور میرا وصی بہترین اوصیاء ہے اور وہ ان میں سے خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور وہ تیرا شوہر ہے اور ہمارا شہید بہترین شہداء ہے اور خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ ان میں سے اور وہ حمزہ تیرے باپ اور شوہر کا چچا ہے اور ہم میں سے وہ ہے کہ جسے خداوند عالم نے دو پر عطا کئے ہیں کہ جن کے ذریعہ وہ جنت میں ملائکہ کیساتھ پرواز کئے جاتا ہے۔ جہاں چاہتا ہے۔ اور وہ تیرے باپ کا چچازاد اور تیرے شوہر کا بھائی ہے اور ہم میں سے ہیں اس امت کے دو سبط اور وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں حسنینؑ اور وہ جوانان جنت کے سردار ہیں اور اس خدائے حق کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے۔ ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ اے فاطمہؑ اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کیساتھ بھیجا ہے۔ کہ حسنؑ حسینؑ سے اس امت کا مہدی ہوگا۔ (امام حسنؑ کی شہزادی امام زین العابدینؑ کی زوجہ تھیں کہ جن سے نسل آئمہ چلی لہٰذا بعد کے امام دونوں بھائیوں کی اولاد ہیں) اور وہ اس وقت ظاہر ہوگا جب دنیا حرج و مرج سے پر ہوگی اور فتنے ظاہر ہوں گے اور راستے مسدود ہوں گے اور لوگ ایک دوسرے کو لوٹ رہے ہوں گے نہ بڑا بوڑھا چھوٹے پر رحم کریگا اور نہ چھوٹا بڑے کی تعظیم کرے گا پس خدا انکی اولاد میں سے ایسے شخص کو بھیجے گا جو ضلالت گمراہی کے گڑھوں میں اور ان دلوں سے جو حق سے غافل ہوں گے فتح کرے گا اور جو آخری زمانہ میں دین خدا کے ساتھ قیام کرے گا جس طرح میں نے قیام کیا ہے اور زمین کو عدل و انصاف سے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے پر ہوگی اے فاطمہؑ اندوہناک نہ ہو اور گریہ نہ کرو کیونکہ خداوند عالم میری نسبت تجھ پر زیادہ رحیم اور مہربان ہے بسبب اسی قدر و منزلت کے جو تجھے میرے ہاں حاصل ہے۔ اور اس محبت کی بنا پر جو تیری میرے دل میں ہے اور خدا نے تیری شادی کی ہے اور اس شخص کے ساتھ کہ جس کا حسب و نسب سب سے بڑا ہے اور جس کا منصب سب سے گرامی تر ہے اور جو رعیت پر سب لوگوں سے زیادہ رحیم و کریم ہے۔ اور برابر تقسیم کرنے پر سب سے زیادہ عادل ہے اور جو احکام الٰہی کو سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہے۔ اور میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ تم میرے اہلبیتؑ میں سے سب سے پہلے آکر ملحق ہوگی اور علیؑ فرماتے ہیں کہ فاطمہؑ اپنے والد کے بعد پچھتر دن زندہ رہ کر اپنے باپؐ سے جا ملحق ہوئیں مولف کہتا ہے۔ کہ

رسول خداؐ نے مہدیؑ کو حسنینؑ دونوں کی طرف نسبت دی ہے۔ کیونکہ آپؐ ماں کی طرف سے امام حسنؑ کی نسل سے ہیں کیونکہ امام محمد باقرؑ کی والدہ امام حسنؑ کی بیٹی تھیں اور چند اور احادیث روایت کی ہیں کہ امام حسینؑ کی نسل میں سے ہیں اور دار قطنی نے جو کہ مشہور محدثین عامہ میں سے ہیں اس حدیث کو طولانی ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے۔ اور اس کے آخر میں کہا ہے۔ کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم میں سے ہے۔ اس امت کا مہدیؑ جس کے پیچھے عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے پھر آپؐ نے امام حسینؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اس امت کا مہدی اس سے پیدا ہوگا۔ مہدیؑ کا چہرہ چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے اور ان کے چہرے کے دائیں طرف سیاہ خال ہے اور عبدالرحمٰن کی روایت کے مطابق ان کے دندان مبارک کشادہ ہیں اور عبداللہ بن عمر کی روایت کے مطابق ان کے سر پر بادل سایہ کرے گا اور ان کے سر کے اوپر ایک فرشتہ ندا کرے گا کہ یہ مہدیؑ اور خدا کا خلیفہ ہے۔ پس اسکی پیروی کرو اور جابر بن عبداللہ اور ابو سعید کی روایت کے مطابق عیسیٰؑ مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے ظہور مہدیؑ اور ان کی صفات و علامات کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جو کہ پچیس ابواب پر مشتمل ہے اور اس نے کہا ہے کہ میں نے تمام روایات غیر شیعہ طریق سے روایت کی ہیں کتاب شرح السنہ حسین بن سعید جو کہ کتب مشہور عامہ میں سے ہے) کا ایک قدیم نسخہ اس حقیر کے پاس موجود ہے کہ جس پر ان کے علماء کے اجازات لکھے ہیں اور اس میں پانچ احادیث انکے صحاح میں سے روایت کی ہیں پانچ احادیث خروج مہدیؑ کے سلسلے میں روایت کی ہیں اور بعض علماء شیعہ نے عامہ کے کتب معتبر سے ایک سو چھپن احادیث اس سلسلہ میں نقل کی ہیں اور کتب شیعہ میں ایک ہزار سے زیادہ احادیث ہیں۔ حضرت مہدیؑ کی ولادت اور ان کی غیبت اور یہ کہ وہ بارہویں امام ہیں اور وہ حسن عسکریؑ کی نسل میں سے ہیں روایت ہوئی ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی احادیث اعجاز کے ساتھ مقرون ہیں جنہوں نے بارہویں امام تک ائمہ علیہم السلام کی ترتیب اور آنحضرت کی ولادت کے مخفی امور اور یہ کے آپ کے لئے وہ دو غیبتیں ہیں جن میں دوسری پہلی کی نسبت زیادہ طویل ہوگی اور یہ کہ آنحضرت مخفیانہ طور پر پیدا ہوں گے باقی خصوصیات کی خبر دی ہے۔ اور یہ تمام مراتب و مراحل واقع ہو چکے ہیں اور جو کتابیں ان اخبار پر مشتمل ہیں معلوم ہے۔ کہ وہ سالہ سال ان مراتب کے ظہور سے پہلے تصنیف ہوئی ہے پس یہ روایات تواتر سے نظر کرتے ہوئے چند در چند جہات سے مفید علم ویقین ہیں اور نیز آنحضرتؑ کی ولادت اور بہت سے لوگوں کا اس ولادت باسعادت سے مطلع ہونا اور بہت سے لوگوں کا اصحاب ثقات میں سے آنحضرتؑ کی ولادت سے لے کر غیبت تک اور اس کے بعد دیکھنا معلوم

اور کتب معتبر خاصہ وعامہ میں مذکور ہے۔جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا ابن خلکان اور بہت سے
مخالفین نے اپنی کتب میں آنحضرت کی ولادت اور باقی خصوصیات کہ جنہیں شیعوں نے روایت کی ہے پس
جس طرح آنحضرتؑ کے آباء اطہار کی ولادت معلوم ہے اسی طرح آپؑ کی ولادت بھی معلوم ہے اور وہ
استبعادات جو مخالفین پیش کرتے ہیں آپ کی طویل غیبت خفاء ولادت اور آپ کی طول عمر شریف کے متعلق
مفید نہیں کہ وہ امور جو براہین کاطعہ سے ثابت ہو چکے ہیں ان کی صرف استبعاد سے نفی نہیں کی جاسکتی جس طرح
کفار قریش معاد کا انکار صرف استبعاد کی بناء پر کرتے تھے کہ بوسیدہ ہڈیاں جو کہ خاک ہو چکی ہیں یہ کس طرح
زندہ ہوں گی حالانکہ اس کی مثالیں اور نظر گذشتہ امتوں میں بہت گزر چکی ہیں اور احادیث خاصہ وعامہ میں
وارد ہوا ہے کہ جو کچھ امم سابقہ میں ہو چکا ہے۔وہ اس امت میں ہووے گا۔یہاں تک کہ فرماتے ہیں کہ بہت
سے لوگ کہ جن کے نام مشہور ہیں وہ آنحضرتؑ کی ولادت باسعادت پر مطلع ہوئے۔مثلاً حکیمہ خاتون اور وہ
دائی جو آپ کے ہمسایہ میں رہتی تھی اور ولادت کے بعد سے لے کر امام حسن عسکریؑ کی وفات کے قریب کے
بہت سے لوگ آنحضرتؑ کی خدمت میں پہنچے اور وہ معجزات جو آپ کی ولادت کے وقت نرجس خاتون میں
ظاہر ہوئے وہ حد وعد احصار شمار سے زیادہ ہیں۔اور انھیں کتاب بحار الانوار وجلا العیون اور دوسرے رسائل
میں وارد کیا ہے اور نیز حق الیقین میں فرماتے ہیں کہ شیخ صدوق محمد بن بابویہ نے سند صحیح کے ساتھ احمد بن اسحاق
سے روایت کی ہے۔وہ کہتا ہے کہ امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں چاہتا تھا کہ آنحضرتؑ سے
سوال کروں کہ آپ کے بعد امام کون ہوگا اس سے پہلے کہ میں سوال کرتا حضرتؑ نے فرمایا اے احمد خداوند عالم
نے جس دن سے آدمؑ کو خلق فرمایا ہے اس سے لیکر اب تک کبھی زمین کو خالی نہیں رکھا اور قیامت تک خالی نہیں
رکھے گا ایسے شخص سے جو خلق خدا پر حجت ہوگا اور اس کی برکت سے اہل زمین سے بلا ومصیبتوں کو دور کرے گا
اور آسمان سے بارش نازل کرے گا اور زمین کی برکتیں اگائے گا۔میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ پس آپ
کے بعد خلیفہ امام کون ہوگا حضرتؑ اٹھے اور گھر کے اندر گئے اور باہر آئے تو آپؑ کے دوش مبارک پر چودھویں
کے چاند کی مانند تین سالہ بچہ معلوم ہوتا تھا اور آپ نے فرمایا اے احمد یہ ہے۔امام میرے بعد اگر یہ نہ
ہوتا تو خدا اور حجج کے نزدیک گرامی قدر ہے کہ میں تجھے وہ نہ دکھاتا اس بچے کا نام اور کنیت آنحضرتؑ کے نام اور
کنیت کے مطابق ہے اور یہ زمین کو عدل وانصاف سے پر کریگا جس طرح کے وہ ظلم وجور سے پر ہوگی اے
احمد! اس کی مثال اس امت میں خضر وذوالقرنین جیسی ہے۔خدا کی قسم کہ وہ غائب ہوگا ایسا غائب ہونا کہ اسکی

غیبت کی وجہ سے ہلاکت اور گمراہی سے نجات نہیں کرے گا مگر وہ شخص کہ جسے خداوند عالم اس کی امامت پر ثابت قدم رکھے گا اور خدا اسے توفیق دے گا کہ وہ اسکی تعجیل فرج کی دعا کرے میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی معجزہ یا علامت ظاہر ہوسکتی ہے۔ کہ جس سے میرا دل مطمئن ہوجائے۔ پس اس بچے نے نطق کیا اور فصیح زبان میں فرمایا کہ میں ہوں زمین میں بقیۃ اللہ اور دشمنان خدا سے انتقام لینے والا اور دیکھنے والا اور دیکھنے کے بعد اثر ونشان طلب نہ کرو احمد کہتا ہے کہ میں شادمان وخوشحال آنحضرت کی بارگاہ سے باہر آیا دوسرے دن میں آنحضرت کی خدمت میں گیا اور عرض کیا میرا سرور وخوشی عظیم ہے۔ اس احسان وانعام پر جو آپ نے مجھ پر فرمایا اب یہ بیان فرمائیں کہ جو خضر وذوالقرنین کی سنت اس حجت خدا میں ہوگی وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ سنت طویل غیبت ہے میں نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ اس کی غیبت طویل ہوجائے گی فرمایا ہاں میرے پروردگار کے حق کی قسم وہ اتنی طویل ہوگی کہ جو بہت سے ان لوگوں کو جوان کی امامت کے قائل ہوں گے دین سے روگردان کردے گی اور دین حق پر باقی نہیں رہے گا۔ مگر وہ شخص کہ جس سے خداوند عالم نے میثاق کے دن عہد اور ہماری ولایت کا میثاق لے لیا ہے۔ اور قلم صنعت کیساتھ اس کے دل پر ایمان لکھ دیا ہے۔ اور اسے روح ایمان کے ساتھ موید قرار دیا ہے اے احمد یہ چیز خدا کے امور عجیبہ میں سے ہے اور اس کے مخفی رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اور اس کے غیوب میں سے ایک غائب ہے۔ پس لازم ہے پکڑلو اس کو جو میں نے تجھے عطا کیا ہے اور شکر گزار افراد میں سے ہوجانا تا کہ قیامت کے دن علیین میں ہماری رفاقت تجھے حاصل ہو نیز یعقوب بن منفوس سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایک دن میں امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ایک تخت پوش پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کی دائیں طرف ایک کمرہ تھا کہ جس کے دروازے پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا تو میں نے عرض کیا اے میرے سید وآقا آپ کے بعد صاحب امر امامت کون ہے۔ تو فرمایا کہ پردہ اٹھاؤ اور جب میں نے پردہ ہٹایا تو ایک بچہ باہر نکلا کہ جس کا قد پانچ بالشت تھا اور تقریباً آٹھ یا دس سالہ معلوم ہوتا تھا جبین کشادہ چہرہ سفید آنکھیں چمکدار ہاتھ قوی مضبوط گھٹنے گندھے ہوئے اور اس کے رخسار پر خال تل، اور سر پر زلفیں تھیں اور وہ آکر باپ کے زانوں پر بیٹھ گیا حضرتؑ نے فرمایا یہ ہے۔ یہ تمھارا امامؑ ہے۔ پھر وہ بچہ کھڑا ہوگیا اور حضرتؑ نے فرمایا اے فرزند گرامی جاؤ وقت معلوم تک جو تمھارے ظہور کے لئے مقرر ہوا ہے۔ پس میں اس طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ حجرہ میں داخل ہوگیا پس حضرتؑ نے فرمایا اے یعقوب دیکھو اس حجرہ میں کون ہے۔ میں اس حجرہ میں گیا اور گردش کی لیکن مجھے وہاں کوئی نظر نہیں آیا۔

اور نیز سند صحیح کے ساتھ محمد بن معویہ و محمد بن ایوب اور محمد بن عثمان عروی سے روایت کی ہے۔ کہ وہ سب کہتے ہیں کہ حضرت حسن عسکریؑ نے اپنا بیٹا ہمیں دکھایا اور ہم اپنے مکان پر حاضر چالیس لوگ تھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ میرے بعد یہ تمھارا امام اور تم پر میرا خلیفہ ہے اس کی اطاعت کرنا اور میرے بعد تم منتشر نہ ہو جانا ورنہ اپنے دین میں ہلاک ہو جاؤ گے اور آج کے بعد تم اس کو نہیں دیکھ سکو گے۔ پس ہم آپؑ کی خدمت سے باہر نکلے اور چند لمحے کے بعد حضرت امام حسن عسکریؑ نے رحلت فرمائی۔

اور نیز حق الیقین میں فرمایا ہے۔ کہ شیخ صدوق و شیخ طوسی و دوسرے علماء نے اسناد صحیح کے ساتھ محمد ابراہیم اور بعض نے علی بن مہز یار سے روایت کی ہے کہ میں نے بیس حج اس ارادے سے کئے ہیں کہ شاید حضرت صاحب الأمر کی خدمت میں پہنچوں لیکن میسر نہ ہوا ایک رات میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا کہ میں نے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ اے مہز یار کے بیٹے اس سال حج پر آ ؤ تا کہ اپنے امام زمانہؑ کی خدمت میں پہنچو پس میں خوش حال اور فرحناک بیدار ہوا اور میں برابر عبادت میں مشغول رہا یہاں تک کہ صبح طالع ہوئی نماز صبح ادا کی اور ساتھی کی تلاش میں باہر نکلا اور مجھے چند ساتھی مل گئے اور راستہ پر ہولیا جب میں کوفہ میں پہنچا تو بہت جستجو کی لیکن مجھے کوئی خبر نہ مل سکی پھر مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوا اور بہت کچھ جستجو کی اور ہمیشہ امیدی اور ناامیدی میں مستر دو متفکر تھا یہاں تک کہ ایک رات میں مسجد احرام میں اس انتظار میں تھا کہ کعبہ کے گرد خلوت ہو تو مشغول طواف ہوں اور تضرع و ابتہال سے بخشندہ لازوالی سے سوال کروں مجھے میرے کعبہ مقصود تک رہنمائی کرے جب خلوت ہوئی اور میں طواف میں مشغول ہوا تو اچانک ایک جوان خوش رو و خوشبو کو طواف میں دیکھا کہ جس نے دو یمنی چادریں پہن رکھی تھی ایک چادر کمر سے باندھی ہوئی تھی اور دوسری دوش پر تھی اور اس ردا کا دامن دوسرے کندھے پر ڈالے تھا جب میں قریب پہنچا تو وہ میری طرف ملتفت ہوا اور فرمایا کہ کس شہر کے رہنے والے ہو میں نے عرض کیا کہ اہواز فرمایا ابن الخطیب کو پہچانتے ہو میں نے کہا کہ وہ رحمت الٰہی میں پہنچ گیا۔ فرمایا خدا اس پر رحم کرے وہ دنوں کو روزے اور راتوں کو عبادت کیا کرتا تھا اور قرآن مجید کی تلاوت زیادہ کرتا تھا اور وہ ہمارے موالیوں میں سے تھا فرمایا علی بن مہز یار کو پہچانتے ہو میں نے کہا کہ وہ تو میں ہوں فرمایا خوش آمدی اے ابوالحسن فرمایا اس علامت کا کیا جو تمھارے اور امام حسن عسکریؑ کے درمیان تھی میں نے کہا وہ میرے پاس ہے۔ فرمایا وہ میرے لئے باہر نکالو پس میں نے اس بہترین انگوٹھی کو نکالا کہ جس پر محمدؐ و علیؑ نقش کیا گیا تھا جب اس پر اسکی نگاہ پڑی تو اتنا گریہ کیا کہ اس کے کپڑے تر ہو گئے کہنے لگا خدا آپ پر رحم کرے اے

ابو محمد آپ امام عادل آئمہ علیھم السلام کے فرزند اور ایک امام کے باپ کے خادم تھے حق تعالیٰ نے آپ کو اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ فردوس میں ساکن کیا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ حج کے بعد تمھارا کیا مقصد و مطلب ہے۔ میں نے کہا کہ فرزند امام حسن عسکریؑ کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں کہنے لگا تو اپنے مقصد کو پہنچ گیا اور انھوں نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے۔ اپنی رہائش گاہ میں جاؤ اور سفر کی تیاری کرو اور اسکو مخفی رکھو اور جب رات کی ایک تہائی گزر جائے پس شعب بنی عامر کی طرف آنا تو اپنے مقصد تک پہنچ جاؤ گے ابن مہز یار کہتا ہے کہ میں اپنے مکان کی طرف واپس گیا اور اسی خیال میں رہا یہاں تک کہ رات کی ایک تہائی گذر گئی پس میں سوار ہو کر شعیب بنی عامر کی طرف گیا تو کہا خوش آمدی و خوشا حال کہ تجھے ملازمت و حضوری کی اجازت عطا فرمائی۔ پس میں اس کے ساتھ روانہ یہاں تک کہ وہ منی و عرافات سے آگے نکل گیا اور جب عقبہ طائف کے نیچے پہنچے تو کہنے لگا کہ عقبہ کہ ایا بوالحسن سواری سے اترو اور نماز کی تیاری کرو پس میں نے اس کے ساتھ ہی نماز تہجد ادا کی اور صبح طلوع ہوئی تو میں نے نماز صبح مختصر ادا کی پس اس نے نماز کا سلام دیا اور نماز کے بعد سر سجدہ میں رکھا اور اپنا چہرہ خاک پر ملا اور سوار ہو گیا میں بھی سوار ہو گیا یہاں تک کہ ہم عقبہ کے اوپر پہنچ گئے تو اس نے کہا کہ دیکھو کوئی چیز تمھیں نظر آتی ہے میں نے بقعہ سبز خرم دیکھا کہ جس میں بہت سی گھاس تھی کہنے لگا گھاس کے ٹیلے کے اوپر دیکھو کوئی چیز تمھیں نظر آتی ہے جب میں نے دیکھا تو بالوں سے بنا ہوا خیمہ میں دیکھا کہ جس کے نور نے تمام آسمان اور اس کی وادی کو روشن کر رکھا تھا کہ آرزوں اور امیدوں کا منتھیٰ وہاں ہے تیری آنکھیں روشن ہوں جب عقبہ سے خارج ہوئے تو کہنے لگا کہ سواری سے اتر آؤ کیونکہ یہاں ہر شخص ذلیل ہو جاتا ہے۔ جب میں سواری سے نیچے اترا تو اس نے کہا اونٹ کی مہار سے ہاتھ سے ہٹا لو اور اسے چھوڑ دو میں نے کہا کہ ناقہ کو کس کے سپرد کروں۔ کہنے لگا یہ وہ حرم ہے کہ جس میں داخل نہیں ہوتا مگر خدا کا ولی اور اس کے باہر نہیں جاتا مگر خدا کا ولی۔ پس میں اس کی خدمت میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ خیمہ مطہر و منورہ کے قریب پہنچ گئے تو اس نے مجھ سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤ جب تک کہ میں تمھارے لئے اجازت نہ لے لوں تھوڑی دیر کے بعد باہر آیا اور کہنے لگا خوشحال کہ تجھے اجازت دے دی گئی ہے جب میں خیمے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آنخضرت نمدے پر بیٹھے ہیں کہ جس کے اوپر ایک چمڑے کا فرش بچھا ہے۔ اور پوست کے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں میں نے سلام کیا تو میرے سلام کا بہتر جواب عنایت فرمایا میں نے چہرہ دیکھا تو جو چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا جو کہ طیش وسفاہت سے منبرہ و منزہ نہ بہت اونچے قد کے تھے اور نہ کوتاہ قد البتہ قد مبارک تھوڑا سا طول کی طرف کشادہ

پیشانی باریک کشیدہ رخسار مبارک ہموار تھے ابھرے ہوئے نہیں تھے۔ انتہائی حسن و جمال میں اور آپ کے دائیں رخسار پر خال تل تھا مثل مشک کے ٹکڑے جو چاندی کے اوپر رکھا ہو اور آپ کے موئے عنبر بوئے سر سیاہ اور کان کی کنوتی کے قریب تھے اور آپ کی پیشانی نورانی سے درخشاں ستارے کی طرح نور ساطع تھا انتہائی سکینہ ووقار وحیا وحسن میں پس آپ نے ایک ایک شیعہ کے حالات مجھ سے پوچھے میں نے عرض کیا کہ یہ حضرات بنی عباس کی حکومت کے ماتحت انتہائی مشقت وذلت وخواری کی زندگی بسر کر رہے ہیں فرمایا ایک دن آئے گا جب تم ان لوگوں کے مالک ہو گے اور یہ لوگ تمھارے ہاتھوں میں ذلیل ہوں گے میرے والد نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں زمین کی کسی جگہ میں نہ رہوں مگر وہ جگہ زیادہ مخفیانہ اور زیادہ دور ہو تا کہ اہل ضلالی اور متمرد ین جہاں کے مکائد وفریب کاریوں سے ایک طرف ہوں جب تک کہ خداوند عالم اہل بلا وطبقات عباد کو کسی وجہ تمام ہوئے فرزند گرامی تو وہ ہے۔ کہ جسے خداوند عالم نے حق کے پھیلانے اور باطل واعداء کے گرانے اور گمراہوں کی آگ کے شعلوں کو بجھانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پس زمین کی پوشیدہ جگہوں میں رہائش اختیار کرو اور ظالموں کے شہروں سے دور رہو اور تمھیں تنہائی سے وحشت نہ ہو اور یہ جان لو کہ اہل و اطاعت واخلاص کے دل تمھاری طرف مائل ہوں گے جس طرح کہ پرندے اپنے آشیانہ کی طرف پرواز کرتے ہیں اور یہ چند گروہ ہیں لوگوں کے جو بظاہر مخالفین کے ہاتھوں ذلیل ہیں لیکن خدا کے نزدیک گرامی اور عزیز ہیں اور وہ اہل قناعت ہیں۔ اور انھوں نے اتباع اہلبیتؑ کے دامن سے تمسک کیا ہوا ہے اور خدا کے آثار سے دین کا انتباہ کرتے ہیں اور حجت اور دلیل کے ذریعہ اعداء دین کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ خدا نے انہیں مخصوص قرار دیا ہے۔ اس چیز کے ساتھ کہ مخالفین دین سے جو ذلتیں برداشت کرتے ہیں ان پر صبر کریں تا کہ وہ وارقرار میں باعزت ابدی کے ساتھ فائز ہوں اے فرزند اپنے امور کے مصادر وموادپر صبر کرو یہاں تک کہ خداوند عالم تمھاری حکومت کے اسباب میسر فرمائے اور زرد قسم کے علم اور سفید جھنڈے حطیم وزمزم کے درمیان تیرے سر پر لہرائیں اور فوج در فوج صاحب خلوص وصفا حجر اسود کے قریب تمھارے پاس آئیں اور تمھاری بیعت حجر اسود کے گرداگرد کریں۔ یہ ایسی جمعیت ہو گی جن کی طینت نفاق کی آلودگی سے اور جن کے دل نجات شقاق واختلاف سے پاک و پاکیزہ ہوں گے۔ اور ان کی طبائع دین کے قبول کرنے کے لئے نرم ہوں گی اور گمراہ لوگوں کے فتنوں کو دور کرنے کے لئے سخت پتھر ہوں گے اس وقت ملت و دین کے گلستان آراستہ ہوں گے اور صبح حق درخشاں ہو گی اور خداوند عالم تمھارے ذریعہ سے ظلم وطغیان کو زمین سے دور پھینکے گا اور بہجت

امن وامان اطراف جہاں ظاہر ہوگی اور شرائع دین کے طیور مرغ اپنے آشیانوں کی طرف پلٹ آئیں گے اور فتح وظفر کے بادل بساتین ملت کو سرسبز وشاداب کریں گے پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ جو کچھ اس مجلس ونشت میں گذرا ہے اسے پنہاں رکھنا اور کسی کے سامنے ظاہر نہ کرنا مگر وہ لوگ جو اہل صدق ووفا وامانت ہوں ابن مہز یار کہتا ہے کہ میں چند دن آنخضرتؑ کی خدمت میں رہا اور مشکل مسائل آنخضرتؑ سے پوچھے اس وقت آپؑ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی کہ میں اپنے اہل واعیال کیطرف واپس جاؤں الوداع کے دن پچاس ہزار درہم سے زیادہ جو میرے پاس تھے وہ بطور ہدیہ آنخضرت کی خدمت میں لے گیا اور بہت اصرار والتماس کیا کہ اسے قبول فرمائیں آپ نے تبسم فرمایا کہ اس مال سے اعانت طلب کرنا اپنے وطن کو واپس جاتے ہوئے کیوں کہ زادراہ تجھے درپیش ہے اور بہت سی دعائیں میرے حق میں فرمائیں اور میں اپنے وطن واپس آ گیا اور حکایات و روایات اس سلسلہ میں بہت اہم ہیں۔

حضرت صاحب الزمانؑ کے کچھ خصائص کا ذکر

☆ انوار آئمہ کے درمیان امتیاز حاصل کرنا (یہ ذوات مقدسہ اس ظاہری وجود میں آنے سے پہلے عالم بالا کے مقامات عالیہ میں کسی خاص ہیئت وشکل میں رہتے تھے کہ جسے لفظ شبح وظل کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ مترجم) جیسا کہ کئی ایک اخبار معراجیہ وغیرہ میں ہے۔ کہ جناب کا نور انوار آئمہ کے درمیان باقی کواکب وستاروں کے درمیان ستارہ درخشاں کی طرح چمکتا تھا۔

☆ اور شرافت نسب کیونکہ ایک تو آپ اپنے تمام آباؤ اجداد کے نسب کی شرافت کے حامل ہیں۔ کہ جن کا نسب اشرف انساب ہے اور دوسرا یہ کہ آپ کا نسب یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ وہ ماں کی طرف سے قیاصر روم اور جناب شمعون وصی حضرت عیسیٰ تک پہنچتا ہے۔ کہ جن کا نسب بہت سے انبیاء اور اوصیاء سے جاملتا ہے۔

☆ پھر دو فرشتوں کا آپ کو ولادت کے دن سراپردہ عرش پر لے جانا اور خداوند عالم کا ان سے خطاب کرنا کہ مرحبا ہے تیرے لئے اے میرے بندے جو نصرت دین کے لئے اور میرے امر کے اظہار کے لئے ہو اور میرے بندوں کے مہدیؑ ہو میں قسم کھاتا ہوں کہ تیری وجہ سے لوں گا اور تیری وجہ سے دوں گا اور تیری وجہ سے بخشونگا۔

☆ **بیت الحمد**: روایت ہے کہ صاحب الامرؑ کے لئے مکان ہے کہ جسے بیت الحمد کہتے ہیں اور اس میں ایک چراغ ہے۔ جو آپ کی ولادت کے دن سے لے کر تلوار کیساتھ خروج کرنے کے دن تک روشن ہے اور وہ بجھتا نہیں ہے۔

☆ رسول خداؐ کی کنیت اور آنحضرت کے نام کا جمع ہونا مناقب میں روایت ہے۔ کہ میرا نام رکھو لیکن کنیت نہ رکھو۔

☆ زمین پر وصایت وحجت کا آنحضرتؐ سے ختم ہونا (نہ آپ کے بعد کوئی وصی نبی ہے اور نہ حجت خدا ہے)

☆ روز ولادت سے پردہ غیبت میں رہنا اور روح القدس کے سپرد ہونا اور عالم نور وقضائے قدس میں آپ کی تربیت ہونا کہ آپ کے اجزاء میں سے کوئی جز قزارت وکثافت اور بنی آدم وشیاطین کے معاصی ونافرمانیوں سے ملوث نہیں ہے اور موانست ومجالست ملاء اعلیٰ وارواح مقدسہ سے حاصل ہے۔

☆ کفار ومنافقین صناق کے ساتھ معاشرت ومصاحبت کا نہ ہونا بسبب خوف وتقیہ اور ان کے مدارات کے روز ولادت سے لے کر آج تک کسی ظالم کا ہاتھ آپ کے دامن تک نہیں پہنچ سکا اور کسی کافر دمنافق کے ساتھ آپ کی مصاحبت وہمنشینی نہیں ہوئی اور آپ ان کے منازل ورہائش گاہوں سے کنارہ کش ہیں۔

☆ آپ کی پشت مبارک کے اوپر کسی قسم کی علامت کا ہونا کہ جیسی جناب رسالت مابؐ کی پشت مبارک پر تھی کہ جسے مہر نبوت کہتے ہیں اور شاید یہاں اشارہ مہر امامت وختم وصایت کی طرف ہے۔

☆ ظہور کے ساتھ ندائے آسمانی کا آپ کے نام کیساتھ آنا جیسا کہ بہت سی روایت میں وارد ہوا ہے۔ اور بن ابراہیم قمی نے آیہ شریفہ واستمع یوم ینادالمناد من مکان قریب (کان دھر کر سننا جب منادی نزدیک کے مکان سے ندا کرے) کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ منادی جناب قائم اور ان کے والد علیہ السلام کا نام لے کر ندا کرے گا اور غیبت نعمانی میں جناب محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے ایک خبر میں فرمایا کہ پس منادی آسمان سے قائم علیہ السلام کے ساتھ ندا کرے گا پس سنے گا وہ شخص جو مشرق میں ہے اور وہ جو مغرب میں ہے۔ ہر سویا ہوا بیدار ہو جائے گا اور ہر کھڑا ہوا بیٹھ جائے گا اور ہر بیٹھا ہوا اس خوف سے کھڑا ہو جائے گا اور فرمایا وہ آواز جبرائیلؑ کی ہوگی جو جمعہ کی رات ماہ مبارک رمضان کی تئیس (23) تاریخ کو دے گا اور اس سلسلہ میں بہت روایات ہیں جو کہ حدتواتر سے بڑھی ہوئی ہیں

اوران میں سے بعض میں اس کو حتمیات رجس کا ہونا ٹل نہیں سکتا) شمار کیا گیا ہے۔

☆ افلاک وآسمان کا تیز رفتار کو چھوڑ کر سست رفتار کو اپنا لینا جیسا کہ شیخ مفید نے ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ایک طویل حدیث میں جو کہ حضرت قائمؑ کی سپرد سلوک کے متعلق ہے۔ یہاں تک فرمایا ہے کہ پس سات سال تک حکومت رہے گی۔ کہ جس میں ہر سال ان دس سالوں کی مقدار میں ہوگا اس وقت خدا جسے چاہے گا زندہ کرے گا۔راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا قربان جاؤں وہ سال کس طرح طولانی ہو جائیں گے فرمایا کہ خداوند عالم فلک کو آہستگی اور کم رفتار کا حکم دے گا پس اس بنا پر دن اور سال طویل ہو جائیں گے راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا یہ لوگ تو کہتے ہیں اگر فلک میں تبدیلی اور تغیر پیدا ہو جائے تو فاسد ہو جائے یعنی یہ زندگیوں کا قول ہے۔ باقی رہے مسلمان تو ان کے لئے اس قول کے ماننے کا کوئی راستہ نہیں حالانکہ خداوند عالم نے چاند کو اپنے پیغمبرؐ کے لئے دو ٹکڑے کیا اور یوشع بن نون نے سورج کو واپس پلٹایا اور قیامت کے دن کے طویل ہونے کی خبر دی ہے۔اور یہ کہ وہ ہزار سال کے برابر ہے۔ان سالوں سے کہ جنہیں تم شمار کرتے ہو۔

☆ مصحف امیر المومنینؑ کا ظاہر ہونا کہ جسے آپ نے رسول خداؐ کی وفات کے بعد جمع کیا تھا بغیر تغیر وتبدل کے جو کہ ان تمام چیزوں کا حامل ہے۔ جو آپ پر اعجاز کے طور پر نازل ہوئی تھیں پس آپ نے اسے مخفی کر دیا تھا اور وہ اپنی حالت پر باقی ہے یہاں تک کہ وہ آنحضرتؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوگا اور مخلوق کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اسے پڑھیں گے اور حفظ کریں اور چونکہ موجودہ قرآن سے اس کی ترتیب مختلف ہے۔ کہ جس سے وہ مانوس ہیں تو اس کا یاد کرنا مکلفین کی تکالیف مشکلہ میں سے ہوگا۔

☆ سفید بادل کا آنحضرتؑ پر سایہ کرنا اور اس میں منادی کا ندا کرنا اس طرح کہ ثقلین (جن وانس) وخافقین (پورب پچھم والے) اسے سنیں گے کہ یہ ہیں مہدی آل محمد علیہ السلام جو زمین کو عدل وانصاف سے پر کریں گے۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے پر ہے۔اور یہ ندا اس ندا سے علاوہ ہے جو چودھویں خصوصیت میں گذر چکی ہے۔

☆ شیخ صدوق نے ابو لصلت سے روایت کی ہے وہ کہتا کہ میں نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کیا کہ آپ کے قائمؑ کی علامت خروج کے وقت کیا ہوگی فرمایا انکی علامت یہ ہوگی کہ بوڑھے سن میں جوان کیصورت میں ہوں گے یہاں تک کہ دیکھنے والا آنحضرتؑ کو گمان کرے گا کہ آپ چالیس سالہ یا چالیس سے

کم عمر کے ہیں۔

☆ وفات پا جانے والوں میں سے ایک جماعت کا آپؑ کے ہم رکاب ہونا شیخ مفید نے نقل کیا ہے کہ ستائیس افراد قوم موسیٰ میں سے اور سات اصحاب کہف اور یوشع بن نون وسلمان انصاری ومقداد مالک اشتر آنجناب کے انصار میں سے ہوں گے اور یہ لوگ مختلف شہروں میں حاکم ہوں گے اور روایت ہوئی ہے کہ جو شخص چالیس صبح کو دعائے عھد اللھم رب النور العظیم پڑھے تو وہ آپؑ کے انصار میں سے ہوگا اور اگر شخص آنحضرت کے ظہور سے پہلے مر گیا تو خداوند عالم اسے اس کی قبر سے نکالے گا تا کہ وہ آنحضرؑت کی خدمت میں رہ سکے۔

☆ زمین کا ان خزانوں اور ذخیروں کو باہر نکالنا جو اس میں چھپے ہوئے ہیں اسکے سپرد کئے گئے ہیں۔

☆ بارش گھاس درختوں میوہ جات اور باقی زمین کی نعمتوں کی زیادتی اور فراوانی اس حد تک زمین کی حالت دوسرے اوقات کی نسبت بدل جائے گی اور اس پر خدا کا یہ قول صادق آئے گا یوم تبدل الارض غیر الارض جبکہ یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی۔

☆ لوگوں کی عقول کا آپؑ کے وجود مبارک سے مکمل ہو جانا اور آپ کا ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنا اور کینہ وحسد کا ان کے دلوں سے چلا جانا جو کہ ہابیل کے قتل کے دن سے لے کر اب تک بنی آدم کی طبیعت ثانوی بن چکا ہے۔ اور ان میں علم وحکمت کی زیادتی اور علم قذف والقاء ہوگا مومنین کے دلوں میں پس کوئی مومن محتاج نہیں ہوگا اس علم کا جو اس کے بھائی کے پاس ہے اور اس وقت اس آیت کی تاویل ظاہر ہوگی یغن اللہ کلا من سعتہ خداوند عالم سب کو اپنی وسعت سے بے پرواہ کر دے گا۔

☆ آنحضرتؑ کے اصحاب کی آنکھوں اور کانوں میں فوق العادہ قوت کا ہونا اس حد تک کہ وہ چار فرسخ کے فاصلے پر حضرتؑ سے دور ہوں گے اور حضرتؑ ان سے گفتگو کریں گے تو وہ سنیں گے اور حضرتؑ کو دیکھیں گے۔

☆ آنحضرتؑ کے اصحاب وانصار کا طویل العمر ہونا روایت ہوئی ہے کہ آپ کی سلطنت میں کوئی شخص اتنی زندگی گزارے گا اس کے ہاں ہزار فرزند پیدا ہوں گے۔

☆ آنحضرتؑ کے انصار کے بدن سے عاہات وآفات وکمزوری کا دور ہونا۔

☆ آنحضرتؑ کے اعوان وانصار میں سے ہر ایک کو چالیس مردوں کی قوت دیئے جانا اور ان کے دلوں کا لوہے کی طرح سخت ہو جانا کہ اگر وہ اس قوت سے پہاڑ کو اکھاڑنا چاہیں تو اکھاڑ سکیں گے۔

☆ لوگوں کا آپؑ کے نور جمال کی وجہ سے سورج اور چاند کی روشنی سے مستغنی ہو جانا چنانچہ آیت شریفہ واشرقت الارض بنور ربھا زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھی کی تفسیر میں روایت ہوئی ہے کہ مربی زمین امام زمانہؑ اباہٗ ہیں۔

☆ رسول خداؐ کی روائت اور علم کا آنجنابؑ کے پاس ہونا۔

☆ حضرت رسول خداؐ کی ذرہ کا صرف آپ کے بدن پر فٹ آنا اور آپ کے بدن پر اس طرح ہونا کہ جس طرح سرکار رسالتؐ کے جسم پر تھی۔

☆ آنحضرتؑ کے لئے مخصوص بادل کا ہونا جو کہ خداوند عالم نے آپؑ ہی کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے کہ جس میں رعد و برق ہوگی اور آپ اس پر سوار ہوں گے تو وہ آپ کو سات آسمانوں اور سات زمینوں کے راستوں میں لے جائے گا۔

☆ تمام زمین کو مشرق سے لے کر مغرب تک بر و بحر و خشک و تر آباد و غیر آباد اور کوہ دشت کو آپ کی سلطنت کا گھیر لینا اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہوگی کہ جس میں آپ کا حکم جاری اور فرمان نافذ نہ ہو اور اس سلسلہ میں روایات متواتر ہیں ولہ من فی السموات والارض طوعاً وکرھاً اور اس لئے سر تسلیم خم کر لیا انہوں نے جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین میں ہیں چاہ و رغبت سے یا مجبوراً اور کراہت کرتے ہوئے۔

☆ تمام زمین کا عدل و انصاف سے پر ہو جانا چنانچہ کم ہی کوئی خبر الٰہی یا نبوی خاصہ یا عامہ سے ہوگی کہ جس میں مہدی علیہ السلام کا ذکر ہو اور اس کے ساتھ یہ بشارت اور یہ منقبت آنجناب کی مذکور نہ ہو۔

☆ آپؑ کا لوگوں کے درمیان علم امامت کے ذریعہ حکم کرنا اور گواہ شاہد کسی سے نہ مانگنا حضرت داؤد وسلیمانؑ کے حکم کی طرح۔

☆ وہ مخصوص احکام لانا جو آنحضرتؐ کے زمانہ تک ظاہر اور جاری نہیں ہوئے۔ مثلاً زنا کار بوڑھے اور زکوۃ نہ دینے والے کو قتل کر دیں گے اور عالم ذر کے ایک بھائی کا دوسرے بھائی کو میراث دیں گے۔ یعنی ہر دو اشخاص کہ جن کے درمیان عالم ذر ہیں عقد مواخات (بھائی چارہ) پڑھا گیا ہے وہ یہاں ایک دوسرے کا میراث لیں گے اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ آپ اس بیس سالہ نوجوان کو قتل کر دیں گے کہ جس نے علم دین اور اپنے احکام مسائل نہ سیکھیں ہوں گے۔

☆ حضرت عیسٰی بن مریمؑ کا آسمان سے حضرت مہدیؑ کی نصرت و مدد کے لئے اترنا اور آنحضرتؑ کے

پیچھے نماز پڑھنا جیسا کہ بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے بلکہ خداوند عالم نے اسے آنجنابؑ کے مدائح اور مناقب میں شمار کیا ہے چنانچہ حسن بن سلمان کی مختصر کتاب میں ایک طویل خبر مروی ہے کہ خداوند عالم نے محمدؐ سے شب معراج پر فرمایا کہ میں نے تجھے یہ عطا کیا ہے کہ اس کی طلب کہ اس سے گیارہ مہدی پیدا کروں گا جو سب تیری ذریت میں سے ہوں گے جو باکرہ بتولؑ میں سے ہوں گے اور ان میں سے آخری مردوہ ہوگا کہ جس کی اقتداء میں عیسیٰ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے وہ زمین کو عدل سے پر کردے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوگی اس کے ذریعہ سے ہلاکت سے نجات دوں گا اور گمراہی سے ہدایت کروں گا اور اندھے پن سے عافیت بخشوں گا اور اس سے مریض کو شفا دوں گا۔

☆ دجال کو قتل کرنا جو کہ اہل قبلہ کے لئے عذاب ہوگا جیسا کہ تفسیر علی بن ابراہیم میں محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ آپ نے آیہ شریفہ قل ھوالقادر علی ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم کہہ دو کہ وہ قادر ہے کہ عذاب تمھارے اوپر سے بھیجے) کے لفظ عذاب کی تفسیر دجال اور صحیفہ آسمانی پکار کی ہے اور جو نبیؐ بھی آیا ہے اس نے دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے۔

☆ جبابرہ کی سلطنت اور ظالموں کی حکومت کا دنیا میں آنجنابؑ کے وجود کے سبب سے منقطع ہوجانا کہ پھر دنیا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوگا اور آنحضرتؑ کی حکومت وسلطنت قیامت یا باقی آئمہ علیہم السلام کی رجعت یا ان کی اولاد کی بادشاہی سے متصل ہے اور منقول ہے کہ حضرت صادقؑ بارہا اس بیت شعر کے ساتھ مترنم ہوئے

تمام لوگوں کے لئے ایک حکومت ہے کہ جس کا وہ انتظار کرتے رہتے ہیں اور ہماری حکومت زمانے کے آخر میں ظاہر ہوگی۔

امام زمانؑ کے ظہور کی بعض علامات کا بیان

ہم ان میں سے مختصر پر اکتفاء کرتے ہیں کہ جنہیں سید سند فقیہ محدث جلیل القدر مرحوم آقا سید اسمٰعیل عقیلی نوری نور اللہ مرقدہ نے کتاب کفایۃ الموحدین میں تحریر کیا ہے۔ (احسن المقال، ج۲،ص ۸۴۹)

پہلی علامت: خروج دجال، اور وہ ملعون الوہیت کا دعویٰ کریگا اور اسکے منحوس وجود سے عالم میں خونریزی اور فتنہ واقع ہوگا اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ مالیدہ وممسوح بیکار ہو چکی ہوگی

اوراسکی دوسری آنکھ اس کی پیشانی کے درمیان ہوگی اور ستارہ کی طرح چمکے گی اوراسکی آنکھ کے درمیان خون کا ایک لوتھڑہ ہے وہ بہت بڑا تنومند ہے۔اسکی شکل عجیب وغریب اور وہ جادوگری میں ماہر ہوگا اوراسکے سامنے ایک سیاہ رنگ کا پہاڑ ہے جولوگوں کی نگاہوں میں روئی کا پہاڑ نظر آئے گا اوراسکے پیچھے ایک سفید رنگ کا پہاڑ ہوگا جسے لوگوں کی نگاہ میں سفید پانی دکھلائیگا اور وہ چیخ چلائے گا اولیائی انا ربکم الاعلیٰ میرے دوستو! میں تمہارا بلند ترین رب ہوں۔شیاطین اوران میں سے سرکش ظالمین ومنافقین جادوگروکافرواولادزنا اس پر اتفاق کر لیں گےاورشیاطین اسے ہرطرف سے گھیرے ہوئے ہوں گےاور تمام نغموں آلات لہوولعب وگانا ازقسم عودو مزماردودف وقسم وقسم کے سازوں اور بربطوں سے مشغول ہوں گے کہ جن سے اسکی پیروی کرنے والوں کے دلوں کونعمتوں اورالحان سے مشغول رکھیں گےاور کمزور عقل کے مردوزن کی نظروں میں اس طرح نظر آئیگا کہ گویا اس سے وہ رقص کررہے ہیں اور تمام لوگ اس کے پیچھے جارہے ہیں تاکہ ان نغموں الحان اور دلربا آوازوں کوسنیں گویا تمام لوگ نشہ اور مستی میں ہوں گےاورابوامام کی روایت میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جوشخص دجال کودیکھے وہ اس کے منہ پرتھوک دےاور ملعون کے جادوکودورکرنے کیلئے سورہ فاتحہ پڑھے تاکہ وہ اس میں اثر نہ کرے جب وہ ملعون ظاہر ہوگا تو دنیا جہاں کوفتنہ وفساد سے پرکردیگا اسکےاورحضرت قائمؑ کےلشکر کے درمیان جنگ ہوگی اور بالآخروہ ملعون حضرت حجت الہیٰؑ یاعیسیٰؑ بن مریمؑ کے ہاتھوں ماراجائیگا۔

دوسری علامت: صیحہ(پکار)اورندائے آسمانی ہے کہ بہت سے اخبارو روایات دلالت کرتے ہیں کہ وہ حتمیات میں سے ہےاور حدیث مفضل بن عمر میں حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حضرت قائمؑ مکہ میں داخل ہوں گےاور خانہ کعبہ کی ایک جانب سےظہور کریں گےاور جب سورج بلند ہوگا تو سورج کے سامنے ایک منادی ندا کریگا کہ جسے تمام اہل زمین وآسمان سنیں گےاور وہ کہے گا کہ اے گروہ خلائق آگاہ رہو کہ یہ مہدی آل محمدؐ ہیں اوران کوان کے جد رسول خداؐ کے نام اور کنیت سے یاد کریگا اوران کا نسب مبارک ان کے والد بزرگوار امام حسن عسکریؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب علیھم السلام تک پہنچائیگا اوراسطرح وہ ان بزرگوار کا نسب ان کے آباؤ طاہرینؑ کے اسماء کے ساتھ بیان کریگا کہ تمام مشرق سے لے کر مغرب تک کے اسے سنیں گے پھر کہے گا کہ ان کی بیعت کروتاکہ ہدایت حاصل کرواوران کے حکم کی مخالفت نہ کرنا ورنہ گمراہ ہوجاؤ گے پس ملائکہ ونقبائے انس ونجبائے جن کہیں

گے لبیک اے خدا کی طرف بلانے والے ہم نے سنا اور اطاعت کی پس وہ مخلوق جب اس ندا کو سن لے گی تو شہروں، بستیوں، صحراؤں اور دریاؤں سے مشرق سے لے کر مغرب عالم تک کے لوگ مکہ معظمہ کا رخ کریں گے اور آنحضرتؑ کی خدمت میں پہنچیں گے اور جب غروب آفتاب کا وقت قریب ہوگا تو مغرب کیطرف سے شیطان ندا وفریاد کریگا اے گروہ مردم تمہارا خدا وادی یابس میں اترا ہوا ہے اور وہ عثمان بن عنبہ جو کہ یزید بن معاویہ بن ابوسفیان کی اولاد میں سے ہے اس کی بیعت کرو تو ہدایت پاؤ گے اور اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے پس ملائکہ نقبائے انس اور نجبائے جن اس کی تکذیب کریں گے اور منافق اہل شک وضلال و گمراہ لوگ اس ندا کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے اور نیز ایک اور ندا بھی آسمان سے ظاہر ہوگی اور وہ ندا ظہور حجۃ اللہ سے پہلے ہے کہ جس کا شمار حتمی علامات میں ہے جو کہ ضرور واقع ہوگی جو ندا تیئیس ماہ مبارک رمضان کی رات کو آئیگی کہ جسے سب زمین کے رہنے والے مشرق عالم سے لے کر مغرب تک سنیں گے اور اسکا منادی جبرائیلؑ ہوگا جو کہ بلند آواز سے ندا دے گا کہ الحق مع علی وشیعتہ کہ حق علیؑ اور ان کے شیعوں کے ساتھ ہے اور شیطان بھی دن کے وسط میں زمین وآسمان کے درمیان ندا کریگا کہ جسے سب لوگ سنیں گے کہ الحق مع عثمان و شیعتہ کہ حق عثمان اور اسکے شیعوں کے ساتھ ہے۔

تیسری علامت: وادی یابس سے سفیانی کا خروج یعنی بے آب وگیاہ بیابان جو کہ مکہ اور شام کے درمیان ہے اور وہ شخص بدصورت جس کے منہ پر چیچک کے داغ اور چار شانے زرد آنکھوں والا ہے کہ جس کا نام عثمان بن عنبہ ہے اور وہ یزید بن معاویہ کی اولاد میں سے ہے اور اس ملعون کا پانچ بڑے شہروں پر تصرف ہو گا جو کہ دمشق، حمص، فلسطین، اردن اور قنسرین ہیں۔ پھر وہ بہت سا لشکر اطراف وجوانب کی طرف بھیجے گا اور اسکا بہت سا لشکر بغداد وکوفہ کی طرف آئیگا اور وہ بہت قتل وغارت اور بے حیائی ان میں کریگا اور کوفہ ونجف اشرف میں بہت سے آدمی قتل ہوں گے اور ان کے بعد اپنے لشکر کے ایک حصہ کو شام کی طرف روانہ کریگا اور ایک حصہ کو مدینہ منورہ کی طرف بھیجے گا اور جب وہ لشکر مدینہ میں پہنچے گا تو تین دن تک قتل عام کریگا اور بہت سی خرابیاں کریگا اور اسکے بعد مکہ کی سمت روانہ ہوگا لیکن وہ مکہ نہیں پہنچ سکے گا اور جو حصہ شام کی طرف جائیگا تو راستہ ہی میں حضرت حجۃ اللہؑ کا لشکر اس پر ظفر وکامیابی حاصل کریگا اور ان تمام کو ہلاک کر دے گا اور انکے اموال غنیمت میں مکمل تصرف کریگا اور اس ملعون کا فتنہ اطراف بلاد میں بہت زیادہ ہوگا خصوصاً دوستان وشیعان علی

بن ابی طالبؑ کی نسبت یہاں تک کہ اس کا منادی ندا کریگا کہ جو شخص ایک محبّ علی کا سر لائے دہ ہزار درہم لے جائے پس لوگ مالِ دنیا کی طمع میں ایک دوسرے کے حالات بتائیں گے اور ایک ہمسایہ دوسرے کے متعلق بتائیگا کہ یہ علیؑ بن ابی طالبؑ کا دوست ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ لشکر کا حصہ جو مکہ کی طرف جائیگا جب زمین بیداء میں پہنچے گا جو مکہ و مدینہ کے درمیان ہے تو اس زمین میں خداوند عالم ایک فرشتے کو بھیجے گا اور وہ چیخ کر کہے گا کہ اے زمین ان ملاعین کو اپنے اندر جذب کر لے پس وہ سارا لشکر جو تین لاکھ کے قریب ہوگا وہ اپنے گھوڑوں اور ہتھیاروں سمیت زمین میں دھنس جائیگا سوائے دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے کے بھائی اور گروہ جہینہ میں سے ہونگے کہ ملائکہ جن کے منہ پشت کیطرف پھیر دیں گے اور ایک سے کہیں گے تو بشیر ہے مکہ کی طرف جاؤ اور حضرت صاحب الامرؑ کو لشکر سفیانی کے ہلاک ہونے کی خبر دو اور دوسرا جو نذیر ہے اسے کہیں گے کہ شام کیطرف جاؤ اور سفیانی کو خبر دو اور ڈراؤ پس وہ دونوں آدمی مکہ اور شام کی طرف چلے جائیں گے جب سفیانی یہ خبر سنے گا تو شام سے کوفہ کیطرف چل کھڑا ہوگا اور وہاں بہت خرابیاں کریگا اور حضرت قائمؑ جب کوفہ پہنچیں گے تو وہ ملعون شام کی طرف واپس بھاگ جائیگا پس حضرتؑ اس کے پیچھے لشکر بھیجیں گے جو اسے صخرہ بیت المقدس میں قتل کر دیگا اور اس کا نجس سر کاٹ کر اس کی روح پلید جہنم رسید کر دیگا۔

امام مہدی علیہ السلام کی مدّتِ حکومت اور خاتمہ دنیا

حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پایہ تخت شہر کوفہ ہوگا۔ مکّہ میں آپ کے نائب کا تقرر ہوگا۔ آپ کا دیوان خانہ اور آپ کے اجراء حکم کی جگہ مسجد کوفہ ہوگی۔ بیت المال، مسجد سہلہ قرار دی جاوے گی اور خلوت کدہ نجف اشرف ہوگا۔ (حق الیقین ص ۱۴۵) آپ کے عہد حکومت میں مکمل امن وسکون ہوگا۔ بکری اور بھیڑ، گائے اور شیر، انسان اور سانپ، زنبیل اور چوہے سب ایک دوسرے سے بے خوف ہوں گے۔ (در منثور سیوطی جلد ۳ ص ۲۳) معاصی کا ارتکاب بالکل بند ہوگا اور تمام لوگ پاکباز ہو جائیں گے۔ جہل، جبن، بخل کافور ہو جائیں گے۔ عاجزوں، ضعیفوں کی دادرسی ہوگی۔ ظلم دنیا سے مٹ جائے گا۔ اسلام کے قالب بے جان میں روح تازہ پیدا ہو جائے گی۔ دنیا کے تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے۔ نہ عیسائی ہوں گے نہ یہودی نہ

کوئی اور مسلک ہوگا۔صرف اسلام ہوگا اور اسی کا ڈنکا بجتا ہوگا۔آپ دعوت بالسیف دیں گے جو آپ کے درپئے نزاع ہوگا قتل کر دیا جائے گا۔جزیہ موقوف ہوگا۔خدا کی جانب سے شہر عکا کے ہرے بھرے میدان میں مہمانی ہوگی،ساری کائنات مسرتوں سے مملو ہوگی۔غرضیکہ عدل وانصاف سے دنیا بھر جائے گی۔

(الیواقت الجواہر جلد۲،ص ۱۲۷)

دنیا کے تمام مظلوم بلائے جائیں گے اور ان پر ظلم کرنے والے حاضر کئے جائیں گے،حتیٰ کہ آل محمدؑ تشریف لائیں گے اور ان پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والے بلائے جائیں گے۔حضرت امام علیہ السلام مظلوم کی دادرسی فرمائیں گے اور ظالم کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان تمام امور میں نگرانی کا فریضہ ادا فرمانے کے لئے جلوہ افروز ہوں گے۔اسی دوران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سابقہ ارضی ۳۳ سالہ زندگی میں ۷ سال موجودہ ارضی زندگی کا اضافہ کر کے چالیس سال کی عمر میں انتقال کر جائیں گے اور آپؑ کو روضہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں دفن کر دیا جائے گا۔(حاشیہ مشکوٰۃ ص ۴۶۳، سراج القلوب ص ۷۷، عجائب القصص ص ۲۳) اس کے بعد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا اور حضرت امیر المومنینؑ نظام کائنات پر حکمرانی کریں گے۔جس کی طرف قرآن مجید میں "دابۃ الارض" سے اشارہ کیا گیا ہے۔اب رہ گیا یہ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مدت حکومت کیا ہوگی؟ اس کے متعلق سخت اختلاف ہے۔ارشاد مفید کے ص ۵۳۳ میں سات سال اور ص ۵۳۷ میں ۱۹ انیس سال اور اعلام الوریٰ کے ص ۳۶۵ میں ۱۹ سال، غایۃ المقصود جلد۲ ص ۱۹۲ میں بحوالہ حلیۃ اولیاء ۷، ۸، ۹ سال اور ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی کے ص ۴۳۳ میں بیس ۲۰ سال مرقوم ہے۔میں نے حالات، احادیث، اقوال علماء سے استنباط کر کے بیس سال کو ترجیح دی ہے، ہوسکتا ہے کہ ایک سال دس (۱۰) سال کے برابر ہوں (ارشاد مفید ص ۵۳۳، نور الابصار ص ۱۵۵) غرضکہ آپؑ کی وفات کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کو غسل وکفن دیں گے اور نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے۔جیسا کہ علاّمہ سید علی بن عبد الحمید نے کتاب انوار المضیئہ میں تحریر فرمایا ہے۔حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عہد ظہور میں قیامت سے پہلے زندہ ہونے کو رجعت کہتے ہیں یہ رجعت ضروریات مذہب امامیہ سے ہے۔(مجمع البحرین ص ۴۲۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ ظہور کے بعد بحکم خدا شدید ترین کافر اور منافق اور کامل ترین مومنین، حضرت رسول کریمؐ، آئمہ طاہرین، بعض انبیاء سلف برائے اظہار دولت حق محمدی دنیا میں پلٹ کر آئیں گے۔(تکلیف المکلفین فی اصول الدین

ص ۲۵) اس میں ظالموں کو ظلم کا بدلہ اور مظلوموں کو انتقام کا موقع دیا جائے گا۔ اور اسلام کو اتنا فروغ دیا جائے گا کہ "لیظہر علی الدین کلہ" دنیا میں صرف ایک اسلام رہ جائے گا۔ (معارف الملۃ الناجیہ والناریہ ص ۳۸۰) امام حسین علیہ السلام کا مکمل بدلہ لیا جائے گا۔ (غایۃ المقصو دجلد ا ص ۱۸۶ بحوالہ تفسیر عیاشی) اور دشمنان آل محمدؐ کو قیامت میں عذاب اکبر سے پہلے رجعت میں عذاب ادنیٰ کا مزہ چکھایا جائے گا۔ (حق الیقین ص ۱۴۷ بحوالہ قرآن مجید) شیطان ملعون سرور کائناتؐ کے ہاتھوں سے نہر فرات پر ایک عظیم جنگ کے بعد قتل ہوگا۔ آئمہ طاہرینؑ کے ہر عہد حکومت میں اچھے برے زندہ کئے جائیں گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عہد میں جو لوگ زندہ ہوں گے ان کی تعداد چار ہزار ہوگی۔ (غایۃ المقصو دجلد ا ص ۱۷۸) شہداء کو بھی رجعت میں ظاہری زندگی دی جائے گی تا کہ اس کے بعد جو موت آئے اس سے آیت کے حکم "کل نفس ذائقۃ الموت" کی تکمیل ہو سکے اور انہیں موت کا مزہ نصیب ہو جائے (غایت المقصو دجلد ا ص ۱۷۳) اسی رجعت میں بوعدہ قرآن آل محمدؐ کو حکومت عامہ عالم دی جائے گی، اور زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا جس پر آل محمدؐ کی حکومت نہ ہو، اس کے متعلق قرآن مجید میں: "ان الارض یرثھا عبادی الصالحون" و "نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم الوارثین" موجود ہے (حق الیقین ص ۱۴۶)۔

اب رہ گیا یہ کہ کائنات کی ظاہری حکومت و وراثت آل محمدؐ کے پاس کب تک رہے گی اس کے متعلق ایک روایت آٹھ ہزار سال کا حوالہ دے رہی ہے اور پتہ یہ چلتا ہے کہ امیر المومنینؑ، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیر نگرانی حکومت کریں گے اور دیگر آئمہ طاہرینؑ ان کے وزراء اور سفراء کی حیثیت سے ممالک عالم میں انتظام وانصرام فرمائیں گے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہر امامؑ علی الترتیب حکومت کریں گے۔ حق الیقین و غایۃ المقصو د حضرت علیؑ کے ظہور اور نظام عالم پر حکمرانی کے متعلق قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ " اخرجنا لھم دابۃ . من الارض" (پ ۲۰ رکوع ۱)

علائے فریقین یعنی شیعہ وسنی کا اتفاق ہے کہ اس آیت سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ میزان الاعتدال علامہ ذہبی و معالم التنزیل علامہ بغوی وحق الیقین علامہ مجلسی وتفسیر صافی علامہ محسن فیض اس کی طرف توریت میں بھی اشارہ موجود ہے۔ (تذکرۃ المعصومین ص ۲۴۶) آپ کا کام یہ ہوگا کہ آپ ایسے لوگوں کی تصدیق نہ کریں گے جو خدا کے مخالف اور اس کی آیتوں پر یقین نہ رکھنے والے ہوں گے۔۔۔ وہ صفا اور مروہ کے درمیان میں سے برآمد ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰؑ

کا عصا ہو گا جب قیامت قریب ہو گا تو آپ عصاء اور انگشتری سے ہر مومن و کافر کی پیشانی پر نشان لگائیں گے۔مومن کی پیشانی پر " هـذا مومن حقا" اور کافر کے پیشانی پر "هـذا كافر حقا" تحریر ہو جائے گا۔ ملاحظہ ہو (کتاب ارشادالطالبین اخوند درویزہ ص۴۰۰) و قیامت نامہ قدوۃ المحدثین علامہ رفیع الدین ص۱۰ علامہ بغوی کتاب مشکوٰۃ مصابیح کے ص۴۶۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ دابتہ الارض دو پہر کے وقت نکلے گا اور اب اس دابتہ الارض کا عمل درآمد شروع ہو جائے گا تو باب توبہ بند ہو جائے گا اور اس وقت کسی کا ایمان لانا کارگر نہ ہو گا۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ مسجد میں سو رہے تھے کہ اتنے میں حضرت رسول کریمؐ تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا "قم يا دابته الله" اسکے بعد ایک دن فرمایا: "يا على اذا كـان اخـر جك الله الخ" "اے علیؑ! جب دنیا کا آخری زمانہ آئے گا تو خداوند عالم تمہیں برآمد کریگا۔ اس وقت تم اپنے دشمنوں کی پیشانیوں پر نشان لگاؤ گے۔ (مجمع البحرین ص۱۲۷) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ علی" دابتہ الجنۃ" ہیں لغت میں ہے کہ دابہ کے معنی پیروں سے چلنے پھرنے والے کے ہیں۔ (مجمع البحرین صد۱۲۷)

کثیر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آل محمدؐ کی حکمرانی جسے صاحب ارجح المطالب نے بادشاہی لکھا ہے اس وقت قائم رہے گی، جب تک دنیا کے ختم ہونے میں چالیس یوم باقی رہیں گے۔ ارشاد مفید ص ۱۳۷ واعلام الوریٰ ص ۲۶۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چالیس دن کی مدت قبروں سے مردوں کے نکلنے اور قیامتِ کبریٰ کے لئے ہوگی۔حشر ونشر، حساب و کتاب اور صور پھونکنا اور دیگر لوازم قیامت کبریٰ اسی میں ادا ہوں گے۔ (اعلام الوریٰ ص ۲۶۵) اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام لوگوں کو جنت کا پروانہ دیں گے۔لوگ اسے لے کر پلِ صراط پر سے گزریں گے۔ (صواعق محرقہ علامہ ابنِ حجر مکی ص ۷۵ و اسعاف الراغبین ص ۷۵ برحاشیہ نور الابصار) پھر آپ حوضِ کوثر کی نگرانی کریں گے۔ جو دشمن آلِ محمدؐ حوضِ کوثر کے نزدیک ہوگا، اسے آپ ہٹا دیں گے۔ (ارجح المطالب ص ۷۶۷) پھر آپ لواء الحمد یعنی محمدی جھنڈا لے کر جنت کی طرف چلیں گے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے آگے ہوں گے۔ انبیاء اور شہداء و صالحین اور دیگر آلِ محمدؐ کے ماننے والے پیچھے ہوں گے۔ (مناقب اخطب خوارزمی قلمی و ارجح المطالب ص۷۷۴)۔ پھر آپ جنت کے دروازے پر جائیں گے اور اپنے دوستوں کو بغیر حساب داخل جنت کریں گے اور دشمنوں کو جہنم میں جھونک دیں گے۔ (کتاب شفا قاضی عیاض و صواعق محرقہ) اسی لئے حضرت محمد مصطفیٰؐ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور بہت سے اصحاب کو جمع کر کے فرما دیا تھا کہ علیؑ زمین اور آسمان دونوں میں میرے وزیر ہیں۔

اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو علیؑ کو راضی رکھو۔ کیونکہ علیؑ کی رضا اللہ کی رضا اور علیؑ کا غضب اللہ کا غضب ہے۔ (مودت القربیٰ ص ۵۵، ۶۲) علیؑ کی محبت کے بارے میں تم سب کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا پڑے گا اور علیؑ کی مرضی کے بغیر جنت میں نہ جاسکو گے اور علیؑ سے کہہ دیا کہ تم اور تمہارے شیعہ ''خیر البریہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اچھے لوگ ہیں۔ یہ لوگ قیامت میں خوش ہوں گے اور تمہارے دشمن ناشاد و نامراد رہیں گے۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۱۸ وتحفہ اثنا عشریہ ص ۶۰۴، تفسیر فتح البیان ج ۱۲ ص ۳۲۳)

(کتاب ''چودہ ستارے'' کے اقتباس۔ مولف علامہ کراروی باب ص ۶۰۰)

فرامین امام زمانؑ

(بحوالہ گفتار دلنشین اقوال چہاردہ معصومینؑ، مترجم الحاج مولانا روشن علی نجفی صاحب)

☆ مقدرات الٰہی کبھی مغلوب نہیں ہوا کرتے۔ ارادہ الٰہی کو رد نہیں کیا جاسکتا اور توفیق الٰہی پر کوئی چیز بھی سبقت نہیں لے سکتی۔ (بحار، ج 53 ص 191)

☆ خداوند عالم نے مخلوقات کو بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ ان کو بے مقصد چھوڑ رکھا ہے۔

(بحار، ج 53 ص 194)

☆ خداوند عالم حضرت محمدؐ کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کیا اور ان کے ذریعہ نعمتوں کو تمام کیا، اور ان پر سلسلہ نبوت ختم کیا اور تمام لوگوں کی طرف رسولؐ بنا کر بھیجا۔ (بحار،، ج 53 ص 194،)

☆ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

الم، کیا لوگوں کے کہنے سے یہ سمجھ لیا ہے کہ (صرف) اتنا کہہ دینے سے کہ،، ہم ایمان لائے، چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا (پ 20 س 29 عنکبوت آیت 194) لوگ کس طرح آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہیں اور کس طرح حیرت و سرگردانی میں مارے مارے پھرتے ہیں دائیں بائیں بھٹکتے ہیں (یہ لوگ دین سے جدا ہو گئے ہیں یا شک وشبہ میں مبتلا ہو گئے یا حق کے دشمن ہو گئے ہیں یا سچی روایات اور اخبار صحیحہ سے جاہل ہیں یا جان بوجھ کر بھلا دیتے ہیں؟ (آگاہ ہو جاؤ) زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی خواہ ظاہر بظاہر ہو یا پوشیدہ ہو۔ (کمال الدین ج 2، ص 511، 11 باب (توفیق من صاحب الزمانؑ)

☆ کیا تم نے خدا کا یہ قول نہیں سنا کہ: ایمان والو! خدا، رسولؐ اور صاحبان امر کی جو تم میں سے ہیں

اطاعت کرو کیا خداوند عالم نے قیامت تک ہونے والوں کے علاوہ کسی اور کو حکم دیا ہے؟ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے تمھارے لئے ایسی پناہ گاہیں قرار دیں ہیں جس میں تم آ کر پناہ لیتے ہو اور کیا جناب آدمؑ سے لے کر امام حسن عسکریؑ تک ایسی نشانیاں نہیں قرار دیں کہ جن سے تم ہدایت حاصل کرو۔ جب بھی ایک پرچم گرا اس کی جگہ دوسرا پرچم لہرایا جب بھی ایک ستارہ ڈوبا دوسرا اس کی جگہ طالع ہوا۔ اور جب امام حسن عسکریؑ کا انتقال ہو گیا تو تم کو گمان ہوا کہ خدا نے اپنے اور اپنے بندوں کا واسطہ ختم کر دیا۔ ہرگز نہیں! نہ ایسا ہوا ہے نہ قیامت تک ایسا ہو سکتا ہے۔ خدا کا امر ظاہر ہو کے رہے گا چاہے وہ کتنا ناپسند کریں۔ (کمال الدین، ج، ص 487)

☆ امام گزشتہ (امام حسن عسکریؑ) باکمال سعادت اپنے آباؤ (اجداد) کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے، تمہارے درمیان انکا وصی، انکا علم، ان کا بیٹا، ان کا قائم مقام موجود ہے۔ جو شخص بھی ان کی جانشینی کے سلسلے میں ہم سے جنگ کرے گا وہ ظالم گناہگار ہوگا، اور اسکا دعوے دار ہمارے علاوہ وہی ہو سکتا ہے جو منکر و کافر ہو، اور چونکہ امر خدا مغلوب نہیں ہو سکتا اور اس کا راز ظاہر نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کا علان کیا جا سکتا ہے ورنہ ہم اپنے حق کا اس طرح اظہار کرتے کہ تمھاری عقلیں روشن ہو جاتیں اور تمھارے سارے شکوک زائل ہو جاتے۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے اور ہر شے کیلئے ایک وقت معین ہوتا ہے لہٰذا تم لوگ تقوی الٰہی اختیار کرو اور ہمارے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ (بحار، ج 53، ص 179)

☆ لیکن واقع ہونے والے حوادث میں تم ہماری حدیثوں کے راویوں کی طرف رجوع کرو، کیوں کہ وہ لوگ میری طرف سے تمھارے اوپر حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے تم پر حجت ہوں۔

(کمال الدین، ج 2، ص 484،،)

☆ ہمارے قلوب مشیت الٰہی کے ظرف ہیں جب وہ چاہتا ہے ہم بھی چاہتے ہیں۔

(بحار، ج، 52 ص 51)

☆ یہ بھی جان لو کہ حق ہم میں سے ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارے علاوہ جو اسکو کہے گا وہ جھوٹا اور افتراء پرداز ہے۔ اور ہمارے علاوہ اس امامت کا جو بھی دعویدار ہے وہ گمراہ ہے۔

(کمال الدین، ج، 2، ص 484)

☆ ظہور امام کا وقت معین کرنے والے جھوٹے ہیں۔ (کمال الدین، ج 2، ص، 483)

☆ زمانہ غیبت میں میرے وجود سے فائدہ ایسا ہی ہے جیسے سورج سے ہوتا ہے جب وہ بادلوں میں

چھپ جاتا ہے۔ (بحار، ج78، ص380)

☆ میں یقیناً اہل زمین والوں کے لئے امان ہوں۔ (بحار، ج53، ص181)

☆ خدا حق کو کامل اور باطل کو زائل کرنا چاہتا ہے۔ (بحار، ج53، ص193)

☆ تعجیل ظہور کی دعا بکثرت کیا کرو کیونکہ یہی دعا تمھارے لئے فرج ہے۔

(کمال الدین، ج، 2ص485)

☆ میں خاتم الاوصیاء ہوں میرے ہی ذریعہ سے خدا بلاؤں کو میرے اہل اور میرے شیعوں سے دور کرے گا۔ (بحار، ج، 52ص، 30)

☆ غیبت کی وجہ ہی سے جسکے لئے خدا نے کہا ہے: ایمان داروں سے بہت سی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا کرو کیونکہ اگر ان کو ظاہر کیا گیا تو تم کو برا لگے گا۔ (کمال الدین، ج2، ص485)

☆ میرے معبود! اگر میں تیری اطاعت کروں تو اس میں تیری حمد وثناء ہے اور تیری نافرمانی کروں تو حجت تیرے لئے ہے آسودگی وکشائش تیری ہی طرف سے ہیں۔ پاکیزہ ہے وہ ذات جو نعمت عطا کرتا ہے اور شکر کو قبول کرتا ہے، پاک ومنزہ ہے وہ ذات جو قدرت والی اور بخشنے والی ہے۔ میرے معبود! اگر میں نے تیری معصیت کی ہے کہ جو چیز تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے،، یعنی تجھ پر ایمان لانا،، اس میں تیری اطاعت کی ہے نہ تیرے لئے اولاد کے قائل ہوئے اور نہ تیرے لئے شریک قرار دیا اور یہ بھی تیرا احسان میرے اوپر ہے نہ کہ میرا احسان تیرے اوپر ہے۔ (مہج الدعوات، ص295)

☆ جو ہمارے مال میں سے جو بھی کھائے گا (جیسے خمس وغیرہ) وہ اپنے پیٹ کو آگ سے بھرے گا اور جہنم کے شعلوں میں جلے گا۔ (کمال الدین، ج2، ص521، باب ذکر التوقیعات)

☆ تم میں سے ہر شخص وہ کام کرے جس سے ہماری محبت سے قریب ہو جائے اور جو چیزیں ہماری ناخوشی اور غصہ کا سبب ہوں ان سے دوری اختیار کرے۔ (احتجاج، ص، 498)

☆ لاء یعنی باتوں کے بارے میں سوالات کا دروازہ بند کردو۔ (بحار، 52، ص92)

☆ میں ہی مہدیؑ ہوں، میں ہی قائم الزمانؑ ہوں، میں ہی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دوں گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی۔ (بحار، ج، 52ص2)

☆ خداوندا: ہم کو اطاعت کی توفیق، معصیت سے دوری، صدق نیت، اپنے احترام کی معرفت کی

روزی مرحمت فرما، اور ہم کو راہ ہدایت واستقامت عطا فرما، ہماری زبانوں کو راستی وحکمت سے استوار کردے۔ ہمارے دلوں کو علم معرفت سے بھر دے ہمارے شکموں کو حرام وشبہ (کی غذا) سے پاک کردے، ہمارے ہاتھوں کو چوری اور ظلم سے باز رکھ ہماری آنکھوں کو فجور وخیانت (کی طرف) سے بند کردے، ہمارے کانوں کو غیبت اور لغو باتوں (کے سننے سے) بند کردے۔ (مصباح کفعمی، ص281)

☆ غیبت تامہ واقع ہو چکی ہے اب ظہور اذن خدا کے بعد ہی ہو سکے گا۔

(کمال الدین، ج2، ص596)

☆ جب بھی خدا ہم کو بولنے کی اجازت دے گا۔ حق واضح اور باطل نابود ہو جائے گا۔

(بحار، ج53، ص196)

☆ میں زمین میں بقیۃ اللہ ہوں اور دشمنان خدا سے انتقام لینے والا ہوں۔ (بحار، ج52، ص24)

☆ میں جس وقت بھی خروج کروں کسی طاغوت کی بیعت میری گردن پر نہ ہوگی (یعنی میں تقیہ کروں گا اور نہ کسی کے مقابلہ میں خاموش ہوں گا بلکہ ان سے جنگ کروں گا۔ (بحار، ج78، ص380 باب مواعظہ امام قائم وحکمہ)

☆ میں تمھارے امور زندگی سے غافل نہیں ہوں اور نہ تمھاری یاد کو بھلانے والا ہوں۔

(بحار، ج، 53، ص175)

☆ پالنے والے تو محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما اور اپنے اولیاء کو اپنا وعدہ پورا کر کے محترم قرار دے اور ان کو اپنی نصرت دے کر ان کی امیدوں کو حاصل کرا دے۔ اور ان کو لوگوں کے گزند سے محفوظ رکھ جو الاعلان تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیری مخالفت نہ کرنے کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور تیری بخشش کا سہارا لے کر تیرے شمشیر قانون کی دھار کو کند کرتے ہیں اور تیری دی ہوئی طاقت کے سہارے تیرے لئے مکاری کا اقدام کرتے ہیں اور تو نے اپنے حلم وبربادی سے ان کو آزادی دے رکھی ہے تاکہ ان کی علی الاعلان گرفت کرسکے اور ان کو حالت غرور میں جڑ سے اکھاڑ پھینکے اسلئے کہ تو نے خود کہا ہے، اور تیرا قول حق ہے۔ یہاں تک کہ جب زمین نے (فصل کی چیزوں سے) اپنا بناؤ سنگھار کر لیا اور ہر طرح آراستہ ہوگئی اور کھیت والوں نے سمجھ لیا کہ اب اس پر پوری طرح سے قابو پا گئے (جب چاہیں گے کاٹ لیں گے) یکایک ہمارا حکم (عذاب) رات یا دن کو آپہنچا تو ہم نے اس کھیت کو ایسا کٹا ہوا بنا دیا کہ گویا اس میں کچھ تھا ہی نہیں جو لوگ غور وفکر کرتے ہیں ان کے واسطے ہم آیتوں کو یوں بیان کرتے ہیں (یونس-24) اور تو نے ہی فرمایا ہے: کہ جب لوگ ہم کو

غصہ دلا دیتے ہیں تو ہم ان سے انتقام لیتے ہیں۔ (مہج الدعوات ص 68)

☆ جو ہمارے مال میں سے ایک درہم (بطور) حرام کھائے اس پر تمام ملائکہ، خدا اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (کمال الدین، ج 2 ص 522،)

☆ ہم تمھارے اموال کو صرف اسلیئے قبول کرتے ہیں تا کہ تم طاہر ہو جاؤ۔

(کمال الدین، ج،2،ص 484)

☆ اے انسانوں کے مالک، اے دشمنوں کے لشکروں کو شکست دینے والے۔ اے (رحمت) کے دروازوں کو کھولنے والے، اے اسباب کے مہیا کرنیوالے ہمارے لئے ایسا ذریعہ پیدا کردے جسکو حاصل کرنے کی ہم طاقت نہیں رکھتے، بحق کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والہ اجمعین۔

(مہج الدعوات، ص 48)

☆ اے فروع بخش نور، ایسے امور کی تدبیر کرنے والے، اے انسانوں کو قبروں سے اٹھانے والے محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما، میرے اور میرے شیعوں کیلیئے کشادگی عطا فرما، اور رنج وغم سے نجات دے، اور (راہ لطف کو) ہمارے لئے وسیع فرما، اپنی طرف سے ہمارے لئے ایسی چیز بھیج جو باعث فرج ہو ہمارے ساتھ وہ برتاؤ کر جسکا تو اہل ہے۔ اے رحیم و کریم۔ اے رحمٰن الراحمین۔ (الجنتہ الوافیہ، فصل 26)

☆ ہمارا علم تمھاری خبروں کے بارے میں محیط ہے، تمھاری کوئی خبر ہم سے چھپی نہیں ہے۔

(بحار، ج،53،ص 175)

☆ رہا ظہور کا مسئلہ تو وہ اذن خدا سے متعلق ہے۔ (کمال الدین، ج 2 ص 484)

☆ نماز سے زیادہ شیطان کی ناک رگڑنے والی کوئی چیز نہیں ہے لہذا نماز پڑھو اور شیطان کی ناک رگڑو۔ (بحار، ج 53،ص 182)

تعارف شیعہ۔قرآن اور فرمان رسولؐ کے بعد مختصراً (تاریخ کی روشنی میں)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضرت ابراھیمؑ کے شیعہ مذہب اور اول مسلمان کے حوالے سے اسلام کا تعارف کرایا ہے۔ مثلاً انبیاءؑ کا مذہب سورۃ الصافات، آیت نمبر 83 میں اور امت مسلمہ کا مذہب سورۃ قصص آیت نمبر 15 میں ملاحضہ کریں۔اسی طرح حضورؐ تک ملت ابراھیمیؑ پر شیعہ مذہب چلا آیا۔حضورؐ کی رحلت کے بعد تعصب کی بنیاد پر حقیقی اسلام (مذہب شیعہ) اور خودساختہ اسلام دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ دین اسلام میں مومنین اور اسلام کی آڑ میں منافقین وجود میں آئے۔ مذہب کے حوالے سے حضورؐ کے بعد کردار و عمل اور پیروی کے لحاظ سے مومنین' شیعان علی ابن ابی طالبؑ کہلوائے اور منافقین کردار و عمل اور پیروی کے لحاظ سے شیعان معاویہ ابن سفیان مشہور ہوئے۔ (ابوسفیان اور اس کا بیٹا معاویہ ذوالحجہ ۸ ہجری کو فتح مکہ کے موقع پر اپنی جان بچانے کے لیے ظاہری طور پر اسلام لے آئے جبکہ ۲۸ صفر ۱۱ ہجری کو رسولؐ کا وصال ہو گیا) ساری زندگی اسلام کے خلاف اپنی توانائیاں خرچ کرنیکے بعد اس مختصر عرصہ کے خودساختہ کاتب وحی نے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے خفیہ طور پر ثقیفائی اور نجدی سرزمین کے مشترکہ پلیٹ فارم سے قرآن اور فرامین رسولؐ کی غلط تاویلیں کر کے حقیقی اسلام کا نقشہ تبدیل کرنے کی ناکام کوششیں کرتے رہے۔ تب ہی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سورہ کی مثال لانے اور منافقین کی مسجد ضرار کو گرانے کا حکم دیا۔ جونہی حضورؐ کی رحلت ہوئی۔اسلام اور مومنین کے خلاف ان الفاظ سے کہ ''خبردار! جس نے کہا کہ حضورؐ انتقال کر گئے ہیں اس کی گردن اُڑادوں گا'' اسلامی تاریخ کی پہلی دہشت گردی کی بنیاد رکھی اور حضورؐ کی تجہیز و تدفین سے لاتعلق ہو کر ۳ دن تک ثقیفہ بنی ساعدہ میں خودساختہ حکومت بنانے کے بعد حضرت ابوہریرہ جن کے نام کا مطلب (معذرت کے ساتھ) بلیوں کا باپ ہے' کی اکثر خودساختہ اور ضعیف روایات کے ذریعے خودساختہ اسلام اور خلافت کو پروان چڑھایا۔منافقین نے پاکؐ کی وفات کے تین دن بعد اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول پاکؐ کی اولاد اور ورات کو دونوں ہاتھوں سے اس طرح لوٹا جیسے کسی دنیاوی حکمران کی باغی ریاۃ تختہ الٹنے پر لٹتی ہے تفصیلی حقائق جاننے کیلئے واقعہ کرتاس اور حضورؐ کی وراثت باغ فدک کا مطالعہ کرنا نہ بھولیں۔ثقیفائی مظالم کے بعد معاویہ نے اپنے دور میں منافقین کو اعتماد میں لینے کے لئے بدھ کو نماز جمعہ پڑھائی پھر معاویہ نے سب سے پہلے ام المومنین حضرت عائشہ کو ورغلا کر جنگ جمل کی صورت میں حضرت علیؑ سے لڑایا جو کہ حضرت علیؑ نے حکمت عملی سے فتح کے بعد اپنے حسن و اخلاق کے ذریعے جناب عائشہ کو عزت سے گھر بیٹھنے پر مجبور کیا۔اس ناکامی پر

معاویہ نے حضرت عائشہ کو دعوت دے کر گھر میں کوئیں کے اوپر تختہ ڈال کر بٹھایا پھر نیچے سے نکال کر زندہ دفن کر دیا، پھر معاویہ کی سر پرستی میں شیعۂ علیؑ اور شیعۂ معاویہ جن کے درمیان تقریباً ۶۵ معرکے ہوئے جن میں تقریباً ۲۰۰ عظیم اصحاب رسولؐ کو شہید کیا گیا اور تاریخ کا سب سے بڑا معرکہ میدان کربلا میں یزید کی سر پرستی میں ۹ لاکھ شیعان معاویہ (جن میں ۱۸۰۰۰ ثقیفائی علماء سوء اور ۷۰ شیطانی خیالات سے آراستہ حافظان قرآن بھی شامل تھے) اور حضرت امام حسینؑ کی سر پرستی میں ۷۲ علوم الٰہی اور عشق محمدؐ و آل محمدؐ سے آراستہ شیعان علیؑ کے درمیان ہوا جو اسلامی اقدار کو نئے سرے سے قیامت تک زندہ و تابندہ کرنے کے لیے میدان عمل میں آئے۔ معاویہ نے سازش کرتے ہوئے ابن ملجم ملعون کو فاحشہ عورت سے شادی کے لالچ کے ذریعے مسجد کوفہ میں حضرت علیؑ کو حالت نماز میں شہید کروایا۔ اس کے بعد معاویہ نے کوفہ میں اپنی گرفت مضبوط کر کے بے راہ روی کا بازار گرم کر دیا اور یزید نے اپنے باپ کی پیروی کرتے ہوئے پہلے بیعت کے مطالبہ پر نہ کرنے کی صورت میں مدینہ رسولؐ میں امامؑ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا جو امام حسینؑ نے حکمت عملی کے ذریعے ناکام بنا کر حرمت مدینہ شریف کو پامال ہونے سے بچالیا دوبارہ یزید ملعون نے امام حسینؑ کو حج بیت اللہ شریف کے دوران حاجیوں کے لباس میں قاتل روانہ کر کے شہید کرنے کا منصوبہ بنایا وہ بھی امام حسینؑ نے حرمت کعبہ کو بچانے کے لئے حج کو عمرہ میں تبدیل کر کے مکہ سے ہجرت کو ترجیح دی۔ تیسری سازش شیعۂ معاویہ نے ہی امام حسینؑ کو کوفہ آنے کی دعوت دے کر یزید کو اس کی خبر دی تو اس نے کوفہ کا گورنر تبدیل کر کے شامی فوج کے ذریعے کوفہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب حضرت مسلم بن عقیل (سفیر حسینؑ) کوفہ کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے پہنچے تو انہیں پناہ دینے والوں کے ساتھ ہی شہید کر دیا گیا۔ جو شیعۂ علیؑ باقی بچ گئے ان میں سے کچھ شامی فوج کے محاصرہ سے کسی نہ کسی طرح نکل کر کربلا پہنچے۔ اسی لیے کربلا کے شہداء میں بنی ہاشم کے علاوہ زیادہ تعداد کوفہ کے شیعان علیؑ کی ہے۔ یاد رہے کہ امام حسینؑ کو دعوت دے کر دھوکہ کرنے والے شیعۂ معاویہ ہی تھے۔

یزید دور کے تین ایسے زیادہ مشہور واقعات جنہوں نے اسلام کو لرزہ براندام کر دیا۔ نواسہء رسولؐ جوانان جنت کے سردار امام حسینؑ کو شہید کرنے کے بعد یزیدی فوج نے خانہ کعبہ پر چڑھائی اور سنگ باری کی جو واقعہ حرّہ کے نام سے مشہور ہے جس ظلم کی بنیاد سقیفہ بنی ساعدہ میں رکھی گئی تھی، کی تفصیل یہ ہے کہ یزید نے کربلا میں ظلم و بربریت کا مظاہرہ کرنے کے بعد اپنی فوج کے لیے ۳ دن تک مدینہ رسولؐ کو مباح کر دیا۔ ثقیفائیوں اور حتیٰ کہ اصحاب رسولؐ کی حرمت کو بھی بے دریغ پامال کیا گیا۔ ابن کثیر کے مطابق یزید کے وحشی

سپاہیوں کے ظلم کے نتیجے میں ثقیفائی ۱۰۰۰ عورتیں جنہوں نے یزیدی فوج کو اپنا سمجھ کر تحفظ دیا' حاملہ ہو گئیں۔ امام زہری کی روایت کے مطابق ۷۰۰ معززین شہر اور دس ہزار کے قریب عوام مارے گئے۔ شاید اسی خدشے کے پیش نظر امام حسینؑ نے اپنے خاندان بنی ہاشم کے ساتھ مدینہ سے ہجرت کی تھی۔ مسلمان آبادی تو کیا غیر مسلم باغیوں اور حربی کافروں کے ساتھ بھی اسلامی قانون کی رو سے یہ سلوک ناجائز تھا۔ مگر یہاں تو معاملہ کسی اور شہر کا نہیں بلکہ خاص مدینۃ الرسولؐ کا تھا جس کے متعلق صحیح بخاری' مسلم' نسائی اور مسند احمد میں متعدد صحابہ کرام سے یہ احادیث نقل ہوئی ہیں کہ "مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے جہنم کی آگ میں سیسے کی طرح پگھلائے گا۔" اور "جو شخص اہل مدینہ کو ظلم سے خوف زدہ کرے اللہ اسے خوف زدہ کرے گا اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے روز اللہ اس سے کوئی چیز اس گناہ کے فدیے میں قبول نہیں کرے گا۔" تفصیلات کے لیے تاریخ طبری اور ابن الاثیر کا مطالعہ کریں۔

مختصراً یہ کہ امام جعفر صادقؑ کے دور تک شیعۂ معاویہ اور اور شیعۂ علیؑ آمنے سامنے چلے آئے۔ امام جعفر صادقؑ کی شہادت کے بعد شیعۂ معاویہ کے پیروکار نعمان بن ثابت نے امام جعفر صادقؑ کی شاگردی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد شریعت محمدیؐ کو اس باطل عزم کے ساتھ کہ امام جعفر صادقؑ اگر آنکھیں بند کر کے نماز پڑھیں گے تو میں آنکھیں کھول کر نماز پڑھوں گا' شریعت کو اپنے قیاس سے تبدیل کر دیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ امامؑ کی شاگردی کے باوجود ان کے فرامین اور طریقہ ءشریعت کو یکسر تبدیل کر کے نئی فقہ کی بنیاد رکھی۔ نتیجہ کے طور پر شیعان علیؑ طریقہ رسولؐ کے مطابق امام جعفر صادقؑ کی پیروی میں فقہ جعفریہ اور شیعان معاویہ فقہ حنفیہ کے پیروکار مشہور ہوئے۔ اس طرح اسلامی تاریخ میں حضورؐ کی رحلت کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد فقہ حنفیہ کی بنیاد رکھی گئی جو بعد میں چار خود ساختہ اماموں کے درمیان تقسیم ہو گئی۔ حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی جن کی حضورؐ سے کوئی نسبت نہیں جب کہ حضورؐ کے طریقہ نماز و عبادت سے اور ایک دوسرے سے بھی بہت مختلف ہے۔ جبکہ آئمہ اہلبیتؑ سے حضرت علیؑ سے لے کر امام مہدیؑ تک 12 امام قرآنی نص کے مطابق اولاد ابراہیمؑ بھی ہیں۔ اور رسول اکرمؐ نے نام بنام انکی صفات کے ساتھ تعارف فرمایا۔ جن کا طریقہ نماز و عبادت حضورؐ سے امام مہدیؑ تک ایک ہے۔ جن پر درود وسلام پڑھے بغیر نہ نماز قبول ہے اور نہ ہی کوئی دعا قبول ہے ۔

حنفی عقائد رکھنے والے جب براستہ مصر، عرب سے ہندوستان میں دیوبند کے مقام پر منظم ہو کر علمائے ندوہ کے تعاون سے شبلی نعمانی اور سلیمان ندوی نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ شبلی نعمانی نے

سیرت النبیؐ کے عنوان سے ضعیف اور صحیح احادیث کو ملا کر دو جلدیں تحریر کرنے کے بعد 1914 میں انتقال کر گئے۔ شبلی کے بعد اس کے با اعتماد شاگرد سلیمان ندوی نے اسی کتاب یعنی سیرت النبیؐ کی تیسری جلد میں 31 اگست 1947ء کو لکھی جس میں خود ساختہ ضعیف روایتوں کے ساتھ حسینؑ کے مقابلہ میں صفحہ 702 میں یزید کو اپنا امام ثابت کیا تو اہل سنت کے امام حضرت احمد رضا خان بریلوی نے عقائد کی بنیاد پر محبت اہلبیتؑ رکھنے پر ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور بریلوی فقہ کی بنیاد رکھی لیکن بدقسمتی سے تا حال غفلت کی بناء پر سنت رسولؐ سے عملی طور پر محروم ہیں اور اہلسنت کے دیگر مسالک اس کے بعد وجود میں آئے۔ یاد رہے کہ حنفی عقائد اور اہل حدیث عقیدہ کے لحاظ سے ایک درخت کی دو شاخیں ہیں۔

نوٹ: امام ابوحنیفہ کا اصلی نام نعمان بن ثابت تھا۔ جب انہوں نے اپنی فقہ کی بنیاد رکھی تو خواتین سے متعلق ایک شرعی مسئلہ میں پھنس گئے تو ان کی بیٹی حنیفہ نے انکی رہنمائی کی۔ اس کے بعد ان کا نام ابوحنیفہ مشہور ہو گیا۔

مختصر تعارف:

موجودہ اہلحدیث یہ مخلوق حضور اکرمؐ کے اعلان نبوت کے ساتھ ہی نجد کے مقام پر عبدالوہاب نجدی کی قیادت میں سازشی مخلوق وجود میں آئی جو پہلے وہابی کے تعارف سے مشہور تھے بعد میں خود ساختہ روایت سے اہل حدیث مشہور ہوئے ہیں۔ جن کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ نزول قرآن پاک کی غلط تاویلیں کرنا، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سورۃ کوثر کی مثال لانے کا فرمانا اس بدنصیب قوم نے مسجد نبوی اور مسجد قباء کے مقابلہ میں مسجد ضرار تعمیر کر کے سازشی پلیٹ فارم کے طور پر اسلام اور رسول اسلامؐ کے خلاف سازشی پلیٹ فارم بنایا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو گرانے کا حکم دیا۔ نجدی تعلیم کا شروع سے ہی طرہ امتیاز رہا ہے کہ عظمت رسولؐ کا انکار کرنا، کبھی اپنے جیسا کہنا کبھی اپنے آپ کو برتر سمجھنا، اور حضورؐ کے اباؤ اجداد میں نقص نکالنا۔ مختصراً یہ ہے کہ میرے مشاہدے کے مطابق سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر خود ساختہ اور ضعیف روایات کے اجراء کے ذریعہ صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جہاد کے نام پر لڑنا۔ مثلاً مساجد اسکولوں، امام بارگاہوں اور عبادت گاہوں کو نشانہ بنانا وغیرہ، تفصیل کی ضرورت نہیں روزمرہ میڈیا کے ذریعے معلومات عام ہیں۔

نوٹ: نجدیوں نے مسجد ضرار میں ناکامی کے بعد سقیفائی، گستاخ منافقین کے تعاون سے اس مشن کو اور مضبوط بنا لیا۔ مسجد نبوی اور روضہ رسولؐ کو یرغمال بنا کر حقیقی اسلام کا نقشہ تبدیل کر کے خود ساختہ روایات حضورؐ سے

منسوب کر کے دنیا میں پر تشدد اور انسان دشمن اسلام کو متعارف کرایا۔ یاد رہے موجودہ سعودی حکمرانوں کا تعلق بھی نجدی قبائل سے ہے جن کا ماضی دوسرے ممالک سے آنے والے حجاج اکرام کے قافلوں کو لوٹنا بحری قزاق مشہور تھے۔ جب طاقت ور ہوئے تو پہلا اقدام حجاز مقدس پر قبضہ کر کے بیت اللہ شریف اور روضہ رسولؐ کے اوپر گرفت مکمل کر کے یرغمال بنانے کے بعد اسلام دشمنی کی چند مثالیں اہل حق کی معلومات کے لئے تحریر ہیں جن کا انکار کرنا اپنے ضمیر اور اسلام دشمنی کے مترادف ہوگا۔

1:۔ سعود خاندان کی اسلام دشمنی کی پہلی مثال یہ ہے کہ حجاز مقدس کا نام تبدیل کر کے اپنے نام پر سعودی عرب رکھ دیا۔

2:۔ حجاز مقدس پر گرفت مکمل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے شیعان محمدؐ و آل محمدؐ پر ظلم و تشدد کر کے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔

3:۔ جنت البقیع میں اہل بیت رسولؐ کے روضہ مقدسہ کو مکمل مسمار کر کے سعود خاندان کے عملی کفر کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ نوٹ: 1344 ہجری سن 1925ء کو عبدالعزیز بن سعود ملعون نے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کا روضہ مسمار کیا۔

4:۔ اسی نجدی خاندان کے اسامہ بن لادن کی قیادت میں مختلف تنظیموں کے ذریعے اسلام کے لباس میں اسلام کا چہرہ مسخ کر کے دنیا میں دہشت گرد مشہور کر دیا۔

5:۔ نجدی درندوں کے تعاون سے سقیفائی درندے صدام نے عراق میں شیعان محمد و آل محمدؐ کا قتل عام کروایا۔ جس کا انجام سب کے سامنے ہے اور ایران میں حقیقی اسلامی انقلاب سے خائف ہو کر 11 سال مسلسل خون کی ہولی کھیلی ہے۔

6:۔ مکہ مکرمہ کے احترام میں جہاں مچھر مارنا بھی گناہ سمجھا جاتا ہے وہاں نجدی حکمرانوں نے اپنی اناء اور پروٹوکول کی خاطر ہزاروں حجاج کرام کو شہید کر دیا۔

7:۔ جس ظلم پر امت مسلمہ کا خاموش رہنا اللہ تعالیٰ کے فرامین سے بغاوت کے مترادف ہے سعودی حکمرانوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے کیلئے اسلامی ملکوں میں یہودیوں کے تعاون سے داعش جیسی اسلام دشمن چند دہشت گرد تنظیموں کی سرپرستی کر کے اسلام دشمنی کا ثبوت دیا۔

نوٹ: تمام مکاتب فکر کے اسلامی بھائیوں سے دست بستہ التماس ہے کہ میری طرح اگر آپ آخرت کی

کامیابی چاہتے ہیں تو ان مفاد پرست مولویوں پر انحصار کی بجائے خود تحقیق کر کے محمدؐ و آل محمدؐ کی سیرت پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔

8:۔ نجدی حکمرانوں کی اسلام اور رسول اسلامؐ سے دشمنی کی مثال روضہ رسولؐ کی جالی کو عقیدت کی بنیاد پر اہلسنت اور اہل تشیع کا ہاتھ لگانا جرم قرار دیا، اور رسول اکرمؐ کی مکہ معظّمہ میں جائے ولادت کی عظمت کی اہمیت کم کرنے کے لئے لائبریری تعمیر کر دی اور رسول اللہؐ کی مدینہ شریف میں حضور کے محلّہ بنی ہاشم کی تمام یادگاریں، مسجد نبوی کی توسیع کے بہانے مسمار کر دیں۔ جبکہ مسجد کی توسیع دوسری طرف ہو سکتی تھی اور سقیفہ بنی سعدہ کو نئے سرے سے تعمیر کر کے اپنے فاسق عقیدے کا ثبوت دیا۔ یاد رہے ان نجدی حکمرانوں نے حج کے موقع پر مکہ معظّمہ میں ایرانی حجاج کرام کو ظلم کے ساتھ شہید کرنے کے بعد دنیا میں بدنامی سے بچنے کے لیے اور اپنے کافرانہ فعل پر پردہ ڈالنے کیلئے اپنے آپ کو خادمِ حرمین شریفین مشہور کر دیا۔

9:۔ یاد رہے شریعت محمدیؐ میں اجازت کے بغیر کسی کی ملکیت میں نماز جنازہ پڑھانا منع ہے، جبکہ قبر رسولؐ کے سائے میں رسول اللہؐ کی اولاد کے جنازے کو تیروں اور تلواروں سے ظلم کے ساتھ لوٹا دیں اور زبردستی اپنی قبریں بنالیں تو کیا صحابی ایسے ہوتے ہیں۔

10:۔ اسلامی بھائیو۔ رسول اللہؐ کے جان نثاروں اور غداروں کا فرق مشاہدہ کے بعد فیصلہ کریں تاکہ قیامت کے دن شرمندگی سے بچ سکیں۔ ناچیز نے ثبوت کے لئے قرآن حکیم حدیث پاکؐ تاریخ اور مشاہدہ کی نشاندہی کر دی ہے۔ فیصلہ خود کریں۔

11:۔ اہلحدیث بھائیوں سے گزارش ہے کہ جس رسولؐ کے وجود کا سایہ نہ ہو اور قدم مبارک کے زمین پر نشان نہ بنتے ہوں اور زمین پر کھڑے ہو کر انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیں اور زمین پر کھڑے کھڑے انگلی کے اشارے سے ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹا دیں۔ بخاری شریف کے مطابق حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضورؐ کی موجودگی میں پیشانی کے نور کی روشنی میں سوئی میں دھاگہ آسانی سے ڈالا جا سکتا تھا، تو وہ آپ جیسے نہیں ہو سکتے۔ ہدایت کے طلب گاروں کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ آپ جتنے بھی عبادت گزار متقی، پرہیز گار اور اطاعت گزار ہو جائیں پھر بھی غلامی رسول اللہؐ نصیب ہو جائے تو بڑی کامیابی ہے (شکریہ)

مزید معلومات کیلئے میرے حوالہ جات کی تصدیق اہل حدیث کے بزرگ عالم مولانا محمد اسحاق صاحب کی آخری عمر کی تقریر کی ویڈیو جو کہ سابق صدر پاکستان فاروق لغاری کی سرپرستی میں ایک سیمینار میں کی

گئی۔ جو انٹرنیٹ پر اور عام موبائلوں میں سرچ کی جاسکتی ہے۔

نوٹ: پڑھنے والے پر ضروری ہے کہ غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے کم از کم ایک ہفتہ میں چار اسلامی بھائیوں کو پڑھوانا ضروری ہے۔ اور اس کاوش کو ضائع کرنا کفر کے زمرے میں آئے گا۔ (شکریہ)

یاد رہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق شہید قبر میں جا کر بھی زندہ ہیں اور اللہ سے رزق حاصل کرتا ہے اور منافق بظاہر دنیا میں چلتے پھرتے ہوئے بھی مردہ قرار دیا ہے اور حضورؐ کے فرمان کے مطابق ہر مومن جو محبت اہل بیت رسولؐ کے ساتھ اطاعت رسولؐ میں انتقال کرے وہ بھی شہید ہے اور قبر میں دعا و سلام فاتحہ کے ساتھ تلاوت قرآن پاک کا ثواب حاصل بھی کرتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے عقل والوں کے لئے مشاہدہ کے مطابق اولیاء اللہ اور شہدا جو کہ محبت اہل بیت رسولؐ رکھنے پر سرشار ہو کر دنیا سے پردہ کر گئے ہیں ان کی قبور سے اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ سے لاکھوں انسان فیض یاب ہو رہے ہیں صرف دل صاف کرنے کی ضرورت ہے انا، تعصب اور بغض دل سے نکالنے کی ضرورت ہے رسولؐ کے فرمان کے مطابق سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ نیز جن لوگوں کی پیدائش بنی پاکؐ کی شریعت کے مطابق حلال طریقے سے ہوتی ہے ان کے لئے دنیا میں بھی قبر میں بھی حقوق والدین اور حقوق اولاد کی روشنی میں مرحومین کے لئے صدقہ خیرات حج، عمرہ، قربانی اور تلاوت کلام پاک فائدہ پہنچاتی ہے اور جن کی پیدائش غیر شرعی ہو تو ان کے لئے کچھ بھی عمل کرنا بے سود ہے۔

اپیل! تمام مکاتب فکر کے اسلامی بھائیوں سے اپیل ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے ایک دوسرے سے لڑنے کی بجائے مل بیٹھ کر ایک دوسرے کی پیار محبت سے غلط فہمیاں دور کر کے اصلاح کرنی چاہئے اور حق اور حقیقت کو تسلیم کر لینے سے ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

تاریخی حقیقت عصمت سادات اولاد رسولؐ کی نظر میں

پہلا واقعہ: (کتاب احسن المقال ج ۲، ص ۱۱۰، مولف علامہ الحاج شیخ عباس قمی)

حضرت عیسیٰؑ بن زید جو دشمنوں کے خوف سے تقیہ کی زندگی گزار رہے تھے زید بن علی بن الحسین کے تیسرے بیٹے کا تذکرہ یہ ہے کہ عیسٰی بن زید کی کنیت ابو یحییٰ اور لقب موتم الاشبال ہے۔ ابو الفرج نے انکی بہت تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ یہ مرد جلیل القدر صاحب علم وورع وتقوی وزاہد تھے اور حضرت صادقؑ ان کے بھائی عبداللہ بن محمد اور اپنے باپ زید بن علیؑ اور انکے علاوہ دوسرے لوگوں سے روایت کرتے ہیں اور ان

کے زمانے کے علماء ان کے وجود اور آنے کو مبارک سمجھتے تھے اور سفیان ثوری کو ان سے بڑی عقیدت تھی اور وہ ان کی بڑی تعظیم واحترام کرتا تھا لیکن ایک روایت کے مطابق ان کی مدح محل نظر ہے کیونکہ سوئے ادبی اور جسارت اس سے اپنے امام زمانہؑ ارواح العالمین فدا کی نسبت ظاہر ہوئی ہے خلاصہ عیسٰی محمد بن ابراہیم فرزند دان عبداللہ بن حسن کے واقعہ میں حاضر تھے اور جب وہ سارے مارے گئے تو عیسٰی لوگوں سے الگ تھلک رہنے لگے اور کوفہ میں علی بن صالح بن حیؑ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے اور اپنا کسب لوگوں سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ وفات پائی جن دنوں عیسی چھپا ہوا تھا یحیٰ بن حسین بن زید نے اور صاحب عمدۃ الطالب کے قول کے مطابق محمد بن محمد نے اپنے باپ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے میرے چچا کی رہبری کریں اور بتائیں کہ وہ کہاں ہیں تاکہ میں ان سے ملاقات کروں کیونکہ بری بات ہے کہ میرے اس قسم کے چچا ہوں اور میں انہیں دیکھ بھی نہ سکوں باپ نے بیٹے سے کہا اے بیٹا یہ خیال اپنے دل سے نکال دو کیونکہ تمھارے چچا عیسیٰ نے اپنے آپ کو چھپا کر رکھا ہے اور وہ پسند نہیں کرتا کہ پہچانا جائے اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میں تمھیں اس کا اتہ پتہ بتاؤں اور تو اس کے پاس جائے اور وہ سختی میں پڑھے اور اسے اپنی جگہ بدلنی پڑھے یحیٰ نے اس سلسلہ میں مبالغہ اور اصرار کیا یہاں تک کہ اس نے اپنے باپ کو راضی کر لیا کہ اسے عیسیٰ کی جگہ کا نشان بتائے حسینؑ نے کہا اے بیٹا اگر چاہتے ہو کہ اپنے چچا سے ملاقات کرو۔ تو مدینہ سے کوفہ کا سفر کرو تو جب کوفہ پہنچو تو محلّہ حی کا پوچھو جب اسکا پتہ چل جائے تو فلاں گلی میں جانا اور اس گلی کی صفت بیان کی جب اس کی گلی میں پہنچو گے تو اس قسم کا ایک گھر دیکھو گے وہ گھر تمھارے چچا کا ہے لیکن تم گھر کے دروازے پر نہ بیٹھنا بلکہ گلی کے اگلے حصہ تک مغرب تک بیٹھ جانا اس وقت تجھے ایک شخص بلند قامت ادھیڑ عمر جو خوبصورت ہوگا اور سجدہ کے نشان اس کی پیشانی پر نمایاں ہوں گے اور اس نے پشم کا جبہ پہن رکھا ہوگا اور اونٹ کو آگے چلا رہا ہوگا اور وہ سقائی (ماشکی کا کام) سے واپس لوٹے گا اور قدم قدم پر ذکر خدا کرتا اور آنسو اس کی آنکھ سے جاری ہوں گے تو وہی شخص تمھارا چچا عیسی ہے جب تو اس کو دیکھے تو اس پر سلام بھیجنا اور اس کے گلے میں بانہیں ڈال دینا ابتداء میں تو تیرے چچا کو تجھ سے وحشت ہوگی تو اسے اپنی شناسائی کرانا تاکہ اس کا دل سکون تلاش کرے پس تھوڑی دیر اس سے ملاقات کرنا اور زیادہ دیر تک اس کے پاس نہ بیٹھنا تاکہ کوئی تمھیں دیکھ نہ لے اور اسے پہچان نہ لے اس وقت اس سے الوداع کرنا اور دوبارہ اس کے پاس نہ جانا ورنہ وہ تجھ سے بھی چھپ جائے گا اور مشقت و ندامت میں پڑے گا۔ یحیٰ نے کہا جو کچھ آپؑ نے فرمایا ہے میں اسکی اطاعت کروں گا پس سفر کی تیاری کی اور باپ سے

الوداع کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہوا جب کوفہ میں پہنچا تو کہیں قیام کیا اور پھر اپنے چچا کی تلاش میں نکلا اور بنی حیی کا محلّہ پوچھا اور گھر کو تلاش کر لیا جو اس کے باپ نے بتایا تھا پس کوچہ سے باہر چچا کے انتظار میں بیٹھا یہاں تک کہ غروب آفتاب ہوا اچانک اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے آگے آگے اونٹ ہے اور وہی اوصاف ہیں جو اسے باپ نے بتائی تھیں اور قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے اور اس کے لب ذکر خدا سے حرکت کرتے ہیں اور آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ رہے ہیں یحییٰ اٹھا اس پر سلام کر کے اس سے معانقہ کیا یحییٰ کہتا ہے جب میں نے ایسا کیا تو جس طرح وحشی جانور کسی انسان سے وحشت کرتا ہے اس طرح اسے مجھ سے وحشت ہوئی میں نے کہا اے چچا میں یحییٰ بن الحسین بن زید آپ کا بھتیجا ہوں۔ جب اس نے مجھ سے یہ سنا تو اس نے مجھ کو گلے سے لگا لیا اور اتنا رویا اور اس کی حالت منقلب ہوئی کہ میں نے سمجھا کہ ابھی بے ہوش ہو جائے گا جب اس کی طبیعت کچھ سنبھلی تو اونٹ بٹھایا اور میرے پاس بیٹھ گئے اور اپنے عزیزوں اور اپنے گھر والوں مردوں اور عورتوں اور بچوں کے ایک ایک کر کے حالات پوچھے اور میں نے ان کے حالات تفصیل سے بیان کئے اور وہ روتے رہے جب انکے حالات سے مطلع ہوئے تو اپنے حالات میرے سامنے بیان کئے اور کہا کہ اے بیٹا! اگر میرے حالات پوچھتے ہو تو میں نے اپنا نسب اور حالات لوگوں سے چھپا کر رکھے ہیں اور یہ اونٹ کرائے پر لیا ہے اور اس پر ہر دن سقائی کرتا ہوں اور پانی بھر کر لوگوں کے گھروں میں لے جاتا ہوں اور جو کچھ ملتا ہے اس میں سے اونٹ کا کرایہ ادا کر کے باقی اپنے اخراجات میں صرف کرتا ہوں اور اگر کسی دن کوئی مانع پیدا ہو جائے کہ جس کی وجہ سے میں پانی بھرنے کیلئے نہ جا سکوں تو اس دن میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا مجبوراً کوفہ سے نکل کر صحرا میں جاتا ہوں اور بے کار سبزیوں کو یعنی کاہو کے پتے کھیرے کے چھلکے اور اس قسم کی چیزیں جنہیں لوگ دور پھینکتے ہیں جمع کر کے اپنی خوراک قرار دیتا ہوں اور جب سے میں چھپا ہوا ہوں اسی مکان میں رہتا ہوں اور صاحب مکان مجھے نہیں پہچانتے ہیں اور جب میں کچھ مدت اس کے گھر میں گزار چکا تو اس نے اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دی خداوند عالم نے مجھے اس سے ایک بیٹی عنایت فرمائی۔ جب وہ حد بلوغ کو پہنچی اس کی ماں نے مجھ سے کہا کہ لڑکی کو فلاں ماشکی کے لڑکے سے بیاہ دو جو کہ ہمارا ہمسایہ ہے کیونکہ وہ مجھ سے خواستگاری کرتے ہیں میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا میری بیوی نے بہت اصرار کیا اور میں اس کے جواب میں خاموش رہا اور مجھ میں یہ جرئت نہ ہوئی کہ اسے میں اپنا نسب بتاؤں اور اس کو بتاؤں کہ میری بیٹی اولاد رسولؐ ہے اور اس کا کفو اور ہمشان فلاں ماشکی کا بیٹا نہیں ہے میری بیوی نے میرے فقر و افلاس و گمنامی کی وجہ

سے یہ خیال کیا کہ جو لقمہ اس کے تصور میں نہیں آسکتا تھا وہ اس کے ہاتھ میں آ گیا تھا لہذا اس نے اس سلسلہ میں بہت مبالغہ کیا یہاں تک کہ میں تدبیر کار سے عاجز آ گیا اور خدا سے اس معاملہ کی کفایت چاہی خداوند عالم نے میری دعا قبول کی اور چند دن بعد میری بیٹی فوت ہوگئی اور میں نے اس کے غم سے نجات پائی لیکن اے بیٹا ایک دکھ میرے دل میں ہے کہ میں گمان نہیں کرتا کہ کسی کے دل میں اتنا دکھ و درد ہوا اور وہ یہ کہ جب تک میری بیٹی زندہ رہی میں اسے اپنی معرفت نہیں کرا سکا اور اس سے یہ نہ کہ سکا کہ اے نور چشم تو اولاد پیغمبرؐ ہے اور سید زادی ہے نہ یہ کہ تو ایک مزدور کی بیٹی ہے اور وہ اپنی شان وقدر پہچانے بغیر مرگئی۔ پس میرے چچا نے مجھ سے الوداع کہا اور مجھے قسم دی کہ پھر کبھی میں اسکے پاس نہ جاؤں تا کہ کہیں اسے پہچان لیں اور گرفتار ہو جائے پس میں چند دن کے بعد گیا تا کہ ان کو دیکھوں تو میں انہیں نہ مل سکا اور میری بس ایک دفعہ ان سے ملاقات ہو سکی۔

دوسرا واقعہ:

(بحوالہ کتاب احسن المقال ج ۲، ص ۴۰۳، مترجم علامہ سید صفدر حسین نجفی، پرنسپل جامعہ المنتظر لاہور)

قاضی نور اللہ نے مجالس المومنین میں فرمایا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا آگاہ رہو کہ خدا کا حرم مکہ ہے اور رسول خدا کا حرم مدینہ ہے اور امیر المومنینؑ کا حرم کوفہ ہے آگاہ رہو کہ میرا حرم اور میری اولاد کا حرم میرے بعد قم ہے آگاہ رہو کہ قم کوفہ صغیرہ (چھوٹا) ہے اور بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے تین دروازے قم کی طرف ہیں اور قم میں میری اولاد میں سے ایک خاتون وفات پائے گی اور اس کا نام فاطمہ دختر موسیٰؑ ہے کہ جس کی شفاعت سے میرے تمام شیعہ بہشت میں جائیں گے واضح ہو کہ کافی میں یونس بن یعقوب سے روایت ہوئی ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ بغداد سے واپس لوٹے اور مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو مقام فید میں جو کہ ایک منزل کا نام ہے۔ آپکی بیٹی فوت ہوگئی وہیں اسکو دفن کیا گیا حضرت نے اپنے بعض موالیوں سے فرمایا کہ قبر کو چونے سے پکا کریں اور ایک تختی پر اس کا نام لکھ کر قبر کے اوپر رکھ دیں اور تاریخ قم میں ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے اس طرح خبر پہنچی کہ رضائیہ سادات اپنی بیٹیوں کی شادی نہیں کرتے تھے کیونکہ انہیں اپنا ہمسفر وکفو نہیں ملتا تھا اور حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کی اکیس (۲۱) بیٹیاں تھیں اور کسی نے شادی نہیں کی اور یہ چیز ان کی بیٹیوں میں عادت ہوگئی تھی اور محمد بن علی الرضاؑ نے دس دیہات اپنی بیٹیوں اور بہنوں پر وقف کیئے تھے کہ جن کی شادی نہیں ہوئی تھی اور اس کی آمدنی سے رضائیہ سادات جو قم

میں ساکن تھے کا حصہ مدینہ سے آیا کرتا تھا۔

یاد رہے شریعت محمدیؐ کی سلامتی کیلئے نسل محمدیؐ کا خالص ہونا ضروری ہے۔ ورنہ مشاہدے کی بات ہے کہ دو نمبر کلچر نے سلمان ندوی کی طرح شریعت محمدیؐ کو تبدیل کرنے کیلئے چودہ سو سال سے سید نا کا لقب نام کے ساتھ استعمال کر کے لاکھوں کی تعداد میں جو پچھلے باپ کو بھی بھول گئے اور نیا باپ بنانے میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ اسلئے کہ وہ انہی سازشی حرکتوں کی وجہ سے جلد پہچانے گئے۔ یاد رہے تاریخ کے مطالعے سے چند رشتوں یعنی سادات و غیر سادات کی نشاندہی ہوتی ہے۔ وہ صرف اور صرف بنی فاطمہ (س) اور بنو ہاشم تک محدود ہے۔ وہ خالص بنو ہاشم جن پر صدقہ حرام کیا گیا تھا اور جہاں تک بنو ہاشم خالص چل رہے ہیں وہاں تک ناچیز کی تحقیقات کے مطابق گنجائش ہو سکتی ہے۔ بصورت دیگر قرآن پاک نے بعضوں کو بعضوں پر جو فضیلت دی ہے اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے بھی عمل صالح اور پرہیزگار شیعہ ہونا ضروری ہے ورنہ نوحؑ کے بیٹے کی طرح بے عملی اور نافرمانی کی وجہ سے نسل سے خارج بھی ہو سکتا ہے۔ جب شریعت محمدیؐ چھوڑ دے تو جس کو اس کی مرضی ہے رشتہ دے یا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے سیدزادی اور غیر سید کی جنس کا فرق ماہانہ بیماری (حیض) کے تضاد کی بناء پر اور حضورؐ نے سیدزادوں پر صدقہ حرام قرار دے کر غیر سید اور سید کا امتیاز بتا دیا ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ مذہب اور ذات کے محافظ کی کامیابی کس میں ہے۔ حلال و حرام کی تمیز کرنے والے کی یا نہ کرنے والے کی؟

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خاندان رسولؐ کی عصمت بچانے کی خاطر حضورؐ کی بیویوں کو امت کی مائیں کہہ کر نکاح سے باز رکھا ہے حالانکہ بیوی کی نسبت وقتی اور غیر دائمی ہوتی ہے (اور اولاد کی نسبت تو خونی اور دائمی ہوتی ہے) تو اگر کوئی امتی رشتے کے بارے میں سوچے بھی تو یہ اس کی کم ظرفی کی علامت ہے کچھ سازشی لوگوں کا خیال ہے کہ رسولؐ کی دو بیٹیاں حضرت عثمان کے نکاح میں تھیں پہلے تو ایک مسلمہ حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ کی اولاد میں سے صرف اور صرف ایک حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیھا ہیں جو کہ حضرت علیؑ کے رشتہ ازدواج سے منسلک تھیں رہا مسئلہ وہ دو لڑکیاں جو حضرت عثمان کے نکاح میں تھیں ان کے بارے میں بعض روایات کے مطابق تاریخ یہ بتا رہی ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی یتیم بچیاں تھیں جو کہ اصحاب صفہ

کی طرح بے سہارا مخلوق جو کہ حضورؐ کی زیر کفالت پل رہی تھیں۔ جو کہ زمانہ جاہلیت میں کفار کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔

جناب سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا کا اکلوتی بیٹی ہونا (ایک تاریخی حقیقت)

مناقب شہر آشوب میں ہے کہ جناب خدیجہؓ کے ساتھ جب آنحضرتؐ کی شادی ہوئی تو آپؓ باکرہ تھیں۔ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ قاسم عبداللہ یعنی طیب وطاہر اور فاطمہ الزہراء (س) بطن حضرت خدیجہؓ سے رسول اسلامؐ کی اولادیں تھیں اس میں اختلاف ہے کہ زینب، رقیہ، ام کلثوم آنحضرتؐ کی لڑکیاں تھیں یا نہیں یہ مسلم ہے کہ یہ لڑکیاں ظہور اسلام سے قبل کافروں عتبہ، عتیبہ، پسران ابولہب اور ابوالعاص ابن ربیع کے ساتھ بیاہی تھیں جیسا کہ مواہب لدنیہ ج ۱، ص ۱۹۷ طبع مصر و مروج الذہب مسعودی ج ۲، ص ۲۹۸، طبع مصر سے واضح ہے یہ مانا نہیں جاسکتا کہ رسول اسلامؐ اپنی لڑکیوں کو کفار کے ساتھ بیاہ دیتے۔ لہٰذا یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ یہ عورتیں ہالہ بنت خویلہ ہمشیرہ جناب خدیجہؓ کی بیٹیاں تھیں۔ ان کے باپ کا نام ابوالہند تھا جیسا کہ علامہ معتمد بدخشانی نے مرجاء الانس میں لکھا ہے۔ کہ یہ لڑکیاں زمانہ کفر میں ہالہ اور ابوالہند میں باہمی چپقلش کی وجہ سے جناب خدیجہؓ کے زیر کفالت اور تحت تربیت رہیں اور ہالہ کے مرنے کے بعد مطلقاً انہی کیساتھ ہو گئیں اور جناب خدیجہؓ کی بیٹیاں کہلائیں اور اسکے بعد بذریعہ جناب خدیجہؓ آنحضرتؐ سے منسلک ہو کر اسی طرح رسولؐ کی بیٹیاں کہلائیں جس طرح جناب زید محاورہ عرب کے مطابق رسول خداؐ کے بیٹے کہلاتے تھے۔ یہ کسی طرح نہیں مانا جاسکتا کہ یہ رسولؐ کی صلبی بیٹیاں تھیں کیونکہ حضورؐ کا نکاح جب بی بی خدیجہؓ سے ہوا تھا تو آپؐ کے اعلانِ نبوت سے پہلے ان لڑکیوں کا نکاح مشرکوں سے ہو چکا تھا اور حضورؐ سرکار دوعالم کا نکاح 25 سال کی عمر میں جناب خدیجہؓ سے ہوا اور 30 سال کی عمر تک کوئی اولاد نہیں ہوئی اور 40 سال کی عمر میں آپؐ نے اعلانِ نبوت فرمایا اور ان لڑکیوں کا نکاح مشرکوں سے آپؐ کی 40 سال کی عمر سے پہلے ہو چکا تھا اور اس دس سال کے عرصے میں آپؐ کے فرزند کا بھی پیدا ہونا اور ان تین لڑکیوں کا پیدا ہونا تحریر کیا گیا ہے جیسا کہ مدارج النبوت میں تفصیل موجود ہے۔ بھلا غور تو کریں کہ دس سال کے عرصہ میں چار پانچ اولادیں بھی پیدا ہو گئیں اور اتنی عمر بھی ہو گئی کہ نکاح مشرکوں سے ہو گیا اور حضرت عثمانؓ سے بھی ایک لڑکی کا نکاح حالت شرک ہی میں ہو گیا جیسا کہ مدارج النبوت میں موجود ہے اس حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکیاں حضورؐ کی نہ تھیں

بلکہ ہالہ ہی کی تھیں اور اس عمر میں تھیں کہ ان کا نکاح مشرکوں سے ہو گیا تھا۔

(سوانح حیات جناب سیدہؑ ص ۳۴‘ چودہ ستارے ص ۹۱، علامہ نجم الحسن کراروی)

داڑھی کی اہمیت اسلام کی نظر میں

(قارئین محترم مذہب اہلبیتؑ میں داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈوانا گناہان کبیرہ میں شامل کیا جاتا ہے جس طرح مومن عورت کے لئے پردہ واجب ہے اسی طرح مومن مرد کی ظاہری نشانی یعنی باریش ہونا ضروری ہے۔ پیارے بھائیو! یہ نہ ہو کہ امام زمانہؑ کے سامنے پیش ہونے پر بے ریش ہونے کی صورت میں دیکھتے ہی صف سے نکال دیے جائیں) کم از کم شکل وصورت تو ایسی ہونی چاہیئے کہ اپنی کمزوریوں کا عذر تو امام زمانہؑ کے سامنے جا کر پیش کر سکیں۔

قرآنی واقعہ

قرآن میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے حوالے سے واضح طور پر تحریر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس پلٹے تو ان کی عدم موجودگی میں سامری کے بہکانے پر کمزور الایمان افراد نے بچھڑے کو معبود قبول کر لیا تھا۔ حضرت ہارونؑ نے ان کو بہت سمجھایا بجھایا مگر وہ نہ مانے۔ ہاں حضرت ہارونؑ نے مرتد قوم کے خلاف تلوار نہ اٹھائی کہ کہیں مجھے تفرقہ کی بنیاد رکھنے والا نہ سمجھ لیا جائے۔ اس موقع پر حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کی داڑھی کو پکڑ لیا ثابت ہوا کہ سابقہ انبیاءؑ میں بھی داڑھی اللہ والوں کا نشانِ خاص تھا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یاد رکھیئے کہ اسلام میں داڑھی ضرور ہے لیکن ضروری نہیں کہ داڑھی میں بھی اسلام موجود ہو۔ یعنی ہر داڑھی والے پر یہ توقع کرنا کہ وہ واقعی اسلامی اصولوں پر کاربند ہوگا یہ ایک سوالیہ نشان ہے؟ کیونکہ آج کل کے معاشرے میں چونکہ داڑھی یافتہ لوگوں کی کثرت ہے اور ایماندار لوگوں کی کمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں داڑھی کی حرمت کا پاس رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولف کہتا ہے کہ حبابہ والبیہ جس نے یہ روایت کی ہے وہ ایک شیعہ خاتون تھیں عاقلہ جلیلہ مسائل حلال وحرام کو جانتی اور بہت زیادہ عبادت گزار تھی اور اس نے عبادت مین اتنی جدوجہد کی تھی کہ اس کا چمڑا اس

کے شکم پر خشک ہو چکا تھا اور اس کا چہرہ زیادہ سجدہ کرنے اور مقام سجدہ پر رگڑنے کی وجہ سے جل چکا تھا اور وہ ہمیشہ امام حسینؑ کی زیارت سے مشرف ہوتی تھی اور یہ کیفیت تھی جب لوگ معاویہ کے پاس جاتے تھے تو وہ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوتی تھیں اور ایک دفعہ اس کے چہرہ پر برص کے داغ آ گئے تھے تو آپ کے لعاب دہن کی برکت سے وہ بیماری برطرف ہوگئی اور یہ وہی خاتون ہے کہ جو بیان کرتی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو مسجد احرام میں عصر کے وقت دیکھا کہ لوگ آپ کے گرد جمع ہیں اور مسائل حلال وحرام اور اپنی مشکلات کا آپؑ سے سوال کرتے ہیں۔ حضرتؑ نے مقام سے حرکت وجنبش نہ فرمائی یہاں تک کہ ان کے ہزار مسائل پر فتویٰ جاری فرمایا کہ داڑھی منڈوانا جائز نہیں ہے اور یہ کہ ریش تراشی بنی مروان اور بنی امیہ کی ہیئت ہے اور چونکہ ہمارے زمانے میں ڈاڑھی منڈوانا عام ہو چکا ہے اور اس کی قباحت برطرف ہوگئی ہے اور یہ منکر اس حد تک معروف ہو چکا ہے اور اس سے نہی کرنا منکر و برا معلوم ہوتا ہے کہ لہٰذا مناسب ہے۔ کہ ہم یہاں داڑھی منڈوانے کے ناجائز ہونے کو دلیلوں کی طرف اشارہ کریں شہید اول کتاب قواعد میں فرماتے ہیں کہ خنثی کے لئے ڈاڑھی منڈوانا جائز نہیں کیونکہ یہ احتمال ہے کہ شاید وہ مرد ہو اس عبارت کا ظہور یہ ہے کہ مرد کے لئے داڑھی منڈوانے کی حرمت مسلم ہے۔ اور میر داماد نے شارع النجاۃ میں حرمت کا حکم دیا ہے گویا کہ اجماع کی نسبت دی ہے اور علامہ مجلسی نے کتاب حلیہ میں مشہور کی طرف نسبت دی ہے۔ اور کتاب جعفریات سند صحیح کے ساتھ رسول خدا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ داڑھی منڈوانا مثلہ (ناک، کان وغیرہ کاٹنا) ہے اور جو مثلہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہو اور آنجناب نے فرمایا (لیس منا من سلق ولا خرق ولا حلق) یعنی ہم میں سے نہیں وہ شخص جو بے حیائی اور برائی کی زیادہ باتیں کرے اور اپنے مال میں اسراف کرے اور داڑھی منڈوائے کہ جیسا اس کے ادف مولف ابن ابی جمہور نے حاشیہ پر اس حدیث کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ (بحوالہ کتاب احسن المقال جلد دوئم صفحہ 54 مولف جناب خاتم المحد ثین علامہ الحاج شیخ عباس قمی رضوان اللہ علیہ مترجم علامہ صفدر حسین نجفی پرنسپل جامعہ المنتظر لاہور)

تقیہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)

تقیہ کا مطلب: تقیہ کا مطلب ہے کہ جان، عزت اور مال کی حفاظت کیلئے اپنے مذہب کو جبکہ مذہب ہی

خطرہ جان و مال ہو۔ پوشیدہ رکھنا اور اگر خطرۂ جان ہوتو کلمہ کفر کہہ دینے کی بھی اسلام اجازت دیتا ہے۔ جیسے صحابی رسولؐ حضرت عمار یاسرؓ کے تقیۂ کلماتِ کفر کہنا۔ تقیہ کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ کسی دنیاوی منفعت کے حصول، جاہ ومنصب کی لالچ، کسب زر و مال، اقتدار دنیا کی خواہش میں مذہب پر پردہ ڈالا جائے بلکہ تقیہ سے مراد یہ ہے کہ حفاظت جان و مال کیلئے مذہب کو چھپانے کی ضرورت پڑ جائے تو اس پر عمل کرنے نہ کہ زیادتی مال واقتدار یا مطالب دنیاوی حاصل کرنے کیلئے۔

تقیہ الٰہی: یعنی قرآن مجید میں جتنے بھی اہم مسائل یا احکامات ہیں، مخلوق کی رہنمائی کیلئے اللہ نے واقعہ کی صورت میں دلیل کے ساتھ متعارف کروائے ہیں۔ مثلاً شب ہجرت' اللہ تعالیٰ جو علیٰ کل شیء قدیر یعنی ہر چیز پر قادر ہے' اگر چاہتا تو کفار مکہ کو اندھا کر دیتا اور اپنے محبوبؐ کی جان بچانے کیلئے کفار مکہ کو تباہ و برباد کرسکتا تھا لیکن شب ہجرت تلواروں کے سائے میں رحمت اللعلمینؐ کے بستر پر ایک کاملِ ایمان کو سُلا دینا اور غارِ ثور میں محبوبؐ کو پردے کے اندر بٹھانا اور باہر مکڑی کا جالا بنانا اور اس پر پرندے کا انڈے دینا ''تقیہ الٰہی'' کہلاتا ہے اور غار میں ضعیف الایمان ساتھی کو رحمت اللعلمینؐ کے بار بار خاموش کروانے کے باوجود چیخنا چلانا اور اللہ تعالیٰ کا اس کی آواز دبا دینا بھی ''تقیہ الٰہی'' کہلاتا ہے۔ (ساتھی جسکا کردار سوائے مخبر کے کچھ نظر نہیں آتا مثلاً سرکار دو عالمؐ کے انتقال پر ان کی تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہونا، حضورؐ کی اکلوتی بیٹی کو حضورؐ پر نہ رونے دینا بلکہ گھر کے دروازے پر آگ جلانا جناب سیدہ (س) کو زخمی کرنا، محسن پاک کو شہید کرنا اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جناب سیدہ (س) کا انہی کے ہاتھوں شہید ہونا، حضورؐ کی وراثت (فدک) جو جناب زہراء (س) کے گذارہ کیلئے حضورؐ نے چھوڑی تھی ضبط کر لینا، حضورؐ کی سند وراثت کو پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دینا، خاتون قیامت جناب سیدہ (س) کو منبر رسولؐ پر بیٹھ کر جھٹلانا، امام حسنینؑ کی گواہی قبول نہ کرنا، حتیٰ کہ حضورؐ کے نور نظر نواسے امام حسنؑ اور خود جناب سیدہ (س) کو حضورؐ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دینا علماء' حق کے مطابق امام حسینؑ کے قتل اور اولادِ رسولؐ کو برباد کرنے کی بنیاد سقیفہ میں پہلی خلافت کے دور میں ہی رکھ دی گئی تھی۔ یزید لعین نے اس پروگرام پر عمل درآمد کروایا۔ یاد رہے کہ تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی۔ اچھے لوگوں کی پرہیز گاری اور برے لوگوں کی برائی کو تاریخ نے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے مثلاً ہمارا اسلام ہو محمد بن ابوبکر پر جنہوں نے اپنے بزرگوں کی پالیسی کی مخالفت کی پاداش میں اور محمدؐ و اہلبیت محمدؐ کی محبت کے اظہار کے نتیجے میں معاویہ

بن ابوسفیان نے حضرت محمد بن ابی بکر کو گدھے کے چمڑے میں بند کر کے جلایا اور شہید کیا اسی طرح ہمارا اسلام ہوا ابو لیلیٰ معاویہ ثانی بن یزید لعین پر جس نے محبت رسولؐ و آل رسولؐ میں اپنے باپ اور اپنے بزرگوں پر لعنت کی اور ان کے کردار سے نفرت کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں سنگسار ہو کر شہادت کی موت کو گلے لگانا پڑا۔ یاد رہے اس وقت بھی جنت البقیع میں خاندانِ رسولؐ کے مزارات ایک کھنڈر کی صورت پیش کر رہے ہیں جبکہ عام مسلمانوں کے قبرستان صحیح و سالم نظر آتے ہیں۔ یعنی اس وقت بھی سقیفہ کی پیداوار نجدی خاندان کی کارستانی دیکھی جاسکتی ہے۔ مزید تصدیق کے لئے تاریخ میں جناب سیدہ (س) کا وصیت نامہ موجود ہے۔ جناب سیدہ (س) نے فرمایا کہ میرا جنازہ رات کو دفنانا اور سقیفہ والوں کو میرے جنازے پر نہ آنے دینا۔

فرمان جناب سیدہ سلام اللہ علیھا

میرے اوپر وہ مصائب برسائے گئے کہ وہ اگر دنوں پر برسائے جاتے تو وہ تاریک رات بن جاتے حالانکہ خداوند عالم نے خاندان رسالتؐ کی اطاعت کو معاشرے کے نظام کی حفاظت کے لئے اور امامت (آئمہ معصومین علیہم السلام) کو اختلاف سے بچانے کیلئے قرار دیا ہے۔ (اعیان الشیعہ طبع جدید ج ۱ ص ۳۱۶)

انبیاءؑ کا تقیہ: اسلام دین فطرت ہے اور ہر فعل اس کے تابع ہے اسکے تمام احکامات مبنی بر دانش و مصلحت ہیں۔ جان انسانی کا اللہ تعالیٰ نے اس طرح خیال رکھا ہے کہ علیل و معزور کو اپنی خاص عبادتوں میں سے رعایت دے رکھی ہے۔ مثلاً روزے کی چھوٹ، نماز کا قصر وغیرہ پھر قصص الانبیاءؑ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰؑ کی ولادت بھی دشمنوں کے خوف سے پردہ اخفاء میں تقیہ کی حالت میں ہوئی۔ اور ان حضرات کی پرورش بھی بحالت تقیہ ہی ہوئی۔ حضرت ابراہیمؑ کا فرعونیوں کے خوف سے اپنی عزت بچانے کیلئے بیوی کو تقیۃً خالہ زاد بہن کہنا پڑا۔

سورہ مومن میں ہے کہ ''آل فرعون میں سے ایک مرد مومن نے کہا جبکہ وہ اپنے ایمان کو چھپا رہا تھا، اس مقام پر قابل غور بات ہے کہ سارے مصر میں اس شخص کو کافر سمجھا جاتا تھا مگر اللہ اسکو ایماندار کہہ رہا ہے اور ساتھ ہی وضاحت بھی موجود ہے کہ وہ اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔ لہٰذا باوجود ایمان چھپانے اور کفر ظاہر کرنے کے خدا اس کو مومن کہہ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جان و مال کی حفاظت کیلئے ایمان چھپانا مضر نہیں ہے جیسا کہ مومن آل فرعون حضرت حزقیلؑ برسوں ایمان چھپائے رہے۔

اسی طرح امام زمانہؑ کی غیبت صغریٰ و کبریٰ تقیہ کی بنیاد پر ہے۔

مخالفین سے تقیۃً تعلقات کی اجازت

سورہ آل عمران کی آیت ۲۷ میں ہے کہ "مومنین کافروں کو دوست نہ بنائیں' سوائے مومنین کے اور جو مومن ایسا کریگا خدا اس سے کچھ سروکار نہ رکھے گا مگر یہ کہ تم ان سے خوف رکھتے ہو۔ (تو ایسی صورت میں کفار سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا گناہ نہیں)

امام بخاری نے اپنی صحیح کے باب القرآن میں لکھا ہے کہ اس آیت میں لفظ "تقیۃ ا" سے تقیہ کرنا مقصود ہے۔ اسی طرح علامہ جار اللہ زمخشر نے تفسیر کشاف میں اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ آیت بالا کی رو سے مومنوں کو اجازت دی گئی ہے کہ دشمنان دین سے موالات و محبت کریں اور جب کوئی مومن کافروں کے درمیان پھنس جائے اور اپنی جان و مال کا خوف رکھتا ہو تو ان سے ظاہراً محبت و دوستی کرنے اور دل میں انکی مخالفت رکھے۔ چنانچہ اہل سنت مفسرین نے ان دونوں آیات کے تحت تقیہ کے جواز پر اتفاق کیا ہے اور بعض نے مال کی حفاظت کے لئے بھی تقیہ کو جائز قرار دیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مسلمان کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

مخالفین کا اعتراض

غیر شیعہ شیعوں کو چھیڑنے کے لئے بعض متعصب تقیہ کو منافقت تک کہنے سے دریغ نہیں کرتے حالانکہ منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ زبان پر ایمان کا کلمہ لاتا ہے اور دل میں کفر پوشیدہ رکھتا ہے حالانکہ تقیہ میں اس کے بالکل خلاف ہوتا ہے مومن دل میں ایمان اور منہ سے خاموش ہوتا ہے۔ صحیح بخاری ج ۴، ص ۱۲۳، طبع مصر میں حسن بصری سے مروی ہے کہ التقیہ باقیۃ الی یوم القیامۃ جب تقیہ قرآن مجید اور سنی احادیث سے ثابت ہے تو پھر محض شیعوں کا شعار سمجھ کر اس کی مخالفت کرنا خدا و رسولؐ کی حکم عدولی کرنا ہے۔ شیعہ بے چارے ہمیشہ مظلوم و قلیل رہے ہیں مخالفین کی کثرت، تعصب، نفرت اور مظالم نے ہمیشہ شیعوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے اس لئے شیعہ تقیہ کرنے پر مجبور رہے اور یہ شعار صرف شیعان مرتضویؑ کا نہیں بلکہ شیوہ صحابہ کرام اور شعار مسلمین رہا ہے۔ اب جبکہ تقیہ قرآن و حدیث سے جائز ثابت ہے تو پھر امر جائز ہمیشہ حق ہوگا اور اسکی مخالفت حق کی مخالفت ہوگی۔ مزید ثبوت کیلئے صحابی رسولؐ حضرت عمار یاسرؓ کے حالات زندگی کا مطالعہ کریں۔

تقیہ کی مزید وضاحت ہو جائیگی۔ اختصار کی وجہ سے نشاندہی کی جارہی ہے۔

ہادیان برحق کے رہنما اصول (بحوالہ تجلیات حکمت)

☆ دین کی ابتداء اللہ کی معرفت ہے، دین میں ذاتی رائے کا وجود نہیں بلکہ وہ تو پیروی ہے۔

☆ جو آدمی اپنے دین کیلئے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا کے معاملے میں اس کی کفائت کرتا ہے۔

☆ بدترین گناہ وہ ہے جسکا انجام دہندہ اسے ہلکا سمجھے۔

☆ گناہ سے مایوس نہ ہو جبکہ بابِ توبہ کھلا ہوا ہے۔

☆ گناہ پر گناہ کیے جانے والے تیرے باپ (آدمؑ) کو صرف ایک بار ترکِ اولیٰ کی وجہ سے جنت سے نکال دیا گیا

☆ شراب خور بت پرست کی مانند ہے اللہ تعالیٰ چالیس روز تک شراب خور کی نماز قبول نہیں کرتا۔ اگر شراب پینے کے چالیسویں دن یا چالیس دن کے اندر مر جائے تو کافر مرتا ہے۔

☆ بلاؤں کی موجوں کو دعا کے ذریعے ہٹاؤ۔

☆ اگر تمہاری اللہ کے پاس کوئی حاجت ہو تو اپنا سوال اللہ کے رسولؐ پر صلوات پڑھ کر شروع کرو اور پھر اپنی حاجت بیان کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت بزرگ و کریم ہے کہ اس سے دو سوال ایک محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات اور دوسرا اپنی حاجت کیے جائیں تو وہ ان میں سے ایک کو قبول کرے اور دوسری کو رد کر دے۔

☆ حق سے روشناس کرانے والے کا حق پہنچانو چاہے وہ کوئی بلند مرتبہ امیر ہو یا کوئی پست آدمی ہی کیوں نہ ہو۔

☆ حق کے ساتھ اس دن کے لئے عمل کرو جس دن صرف حق سے فیصلہ ہوگا۔

☆ حق کیطرف جانے کیلئے سختیاں اٹھاؤ۔

☆ بلاشبہ آج عمل ہے حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہیں

☆ ہٹ دھرمی دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ نقصان دہ شے ہے۔

☆ ہٹ دھرمی جنگوں کا سبب بنتی ہے اور دلوں کو جلا ڈالتی ہے۔

☆ آخرت کے مالدار ترین دنیا کے فقیر ترین لوگ ہوں گے۔

☆ جس نے برے ساتھی سے قطع تعلقی کی اس نے توریت پر عمل کیا

- جو اللہ کی تقسیم پر راضی رہا اس نے انجیل پر عمل کیا

- جس نے اپنے نفس کو خواہشات کی تکمیل سے روکا اس نے زبور پر عمل کیا
- اور جس نے زبان پر قابو پایا اس نے قرآن پر عمل کیا۔ (ہدیۃ الشیعہ از علامہ مشکینی ایران)

☆ جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی کمر مضبوط کر دی اور جس نے نہی عن المنکر انجام دیا تو اس نے منافقین اور کافروں کو ناک رگڑنے پر مجبور کر دیا۔

☆ اپنے بچوں کی تربیت کر قبل اسکے کہ ان پر فاسد و فاجر ماحول غالب آ جائے۔

☆ یا اللہ تو ایسا ہے جیسا میں چاہتا ہوں پس مجھے ایسا بنا دے جیسا تو چاہے۔

☆ آگاہ ہو جاؤ جو محبت اہل بیتؑ پر مرے وہ شہید ہے، آگاہ ہو جاؤ جو محبت اہل بیتؑ پر مرے وہ بخشا ہوا مرتا ہے، آگاہ ہو جاؤ جو محبت اہل بیتؑ پر مرتا ہے وہ توبہ کئے ہوئے ہوتا ہے، آگاہ ہو جاؤ جو محبت اہل بیتؑ پر مرتا ہے وہ کامل ایمان مرتا ہے، آگاہ ہو جاؤ جو محبت اہل بیتؑ پر مرتا ہے ملک الموت اسکو جنت کی خوشخبری دیتا ہے اور قبر میں منکر و نکیر اسکو بہشت کی خبر دیتے ہیں، آگاہ ہو جاؤ جو محبت اہل بیتؑ پر مرتا ہے وہ جس طرح دلہن اپنے شوہر کے گھر بھیجی جاتی ہے اس طرح اس کو بہشت کیطرف بھیجا جاتا ہے۔ (حدیث نبوی، تفسیر کشاف ج ۴، ص ۲۲۰)

☆ پھر حضورؐ نے فرمایا: جب میری امت میں بدعتیں پھوٹ پڑیں تو عالم کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (اصول کافی ج ۱ ص ۵۴)

☆ فرمان امام محمد باقرؑ: جس عالم کے علم سے نفع اٹھایا جائے وہ عالم ستر ہزار عابدوں سے افضل ہے۔

(تحفۃ العقول ص ۲۹۴)

دعائے معرفت

بارالہا! مجھے اپنی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر تو نے مجھے اپنی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں تیرے رسولؐ کو نہ پہچان سکوں گا۔

بارالہا! مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر تو نے مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں تیری حجتؑ کو نہ پہچان سکوں گا۔

بارالہا! مجھے اپنی حجتؑ کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر تو نے مجھے اپنی حجتؑ کی معرفت عطا نہ فرمائی تو میں تیرے دین سے بھٹک جاؤں گا۔

اے دلوں کا حال بدلنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اپنی رحمت کے واسطے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے اللہ۔

امام زمانؑ کی غیبت صغریٰ کی میعاد 70 برس تھی
اس دوران ان کے چار نائبین تھے جن کے نام یہ ہیں۔

1۔ حضرت عثمان بن سعید العمری 2۔ ابوالقاسم الحسین بن روح
3۔ محمد بن عثمان بن سعید العمری 4۔ ابوالحسن علی بن محمد سعید العمری

اور غیبت کبریٰ کے دوران مومنین کی رہنمائی کیلئے فرمایا: واقع ہونے والے حوادث میں تم ہماری حدیثوں کے راویوں کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ لوگ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں اللہ کی طرف سے تم پر حجت ہوں۔ (کمال الدین ج ۲، ص ۴۸۴)

غیر شیعہ علماء مفکرین سے التماس

غیر شیعہ علماء مفکرین سے التماس ہے کہ ناچیز کی اس علمی کاوش میں تحریر کیے گئے کلیات یعنی قرآن اور موافق قرآن روایات کے مطابق شیعہ کے متعلق کسی قسم کی کوئی غلط فہمی ہو، اصول دین ہوں یا فروعات دین میں سے جو بھی عمل شریعت محمدیؐ کے خلاف نظر آئے تو دیے گئے پتہ پر اپنے خیالات ارسال فرمائیں۔ ہم اپنی اصلاح شکریہ کے ساتھ کریں گے کیونکہ ہمارا نظریہ کسی پر خوامخواہ تنقید نہیں بلکہ اصلاح ہے اور عاقبت کی بہتری کے لئے کوشاں ہیں۔ دنیاوی زندگی گو کہ بہت مختصر ہے لیکن ہمیں ابدی زندگی کی بہتری کی فکر ہے۔ علمی تعاون کرنے والے محسنوں کا بصد شکریہ ادا کریں گے اور اس عہد کیساتھ انشاء اللہ جہاں تک ممکن ہو سکا ان کا پیغام صراط مستقیم کے متلاشیوں تک پہنچائیں گے اور میں اپنی اس علمی کاوش کے حوالا جات مہیا کرنے اور مزید تفصیلی حوالا جات اور ان ہزاروں خرافات کا ثبوت دینے کا پابند ہوں جو غیر شیعہ کی معتبر کتب میں موجود ہیں جو توہین خدا اور رسولؐ، توہین اہلبیتؑ اور صحابہؓ کے متعلق ہیں لیکن ایک سازش کے تحت پروپیگنڈا کے ذریعے شیعہ سے منسوب کر دی گئی ہیں جبکہ شیعہ کا ان سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے

جملہ اہل ایمان بھائیوں سے دست بستہ التماس ہے کہ میری اس مختصر سی کاوش سے استفادہ حاصل کرنے کے بعد میرے والد مرحوم ومغفور کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھیں اور مغفرت کے لئے دعا فرمائیں اور جملہ مومنین ومومنات کے ساتھ ساتھ ناچیز کی عاقبت کے لئے اور ناچیز کی والدہ صاحبہ اور دیگر مومنین کے لئے خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف فرمائے اور ہمیں محمدؐ وآل محمدؐ کے غلاموں میں شمار فرمائے۔

آمین۔ ثم آمین (عاجز فاطمی)

فہرست مضامین